www.novelsclubb.com
خالص
الفتین
always.
ناولز کلب
از قلم عائشہ سُلیمان
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

خالص الفتیں

از قلم

عائشہ سلیمان

www.novelsclubb.com

السلام علیکم! یہ میری پہلی تحریر ہے امید ہے آپ سب کو پسند آئے گی۔اگر آپ نے ابھی تک پچھلے چار باب نہیں پڑھے تو انہیں پڑھ لیجئے اور پڑھنے کے بعد فیڈ بیک ضرور دیں۔

شکریہ۔

خالص الفتیں از قلم عائشہ سلیمان

Chapter no 7 and 8

www.novelsclubb.com

سب جواب تک وہیں پر لاؤنج میں بے یقین کھڑے تھے۔حذیفہ اور ریحام کے نکلتے ہی مرزا صاحب کسی کو بھی دیکھے بغیر سٹڈی روم کی طرف بڑھ گئے جب کہ رقیہ بیگم اوپر کی طرف بڑھ گئیں۔ایک سکوت تھا جو چھا گیا تھا۔ایک طوفان تھا جو آ کر چلا گیا تھا۔ابھی وہ سب یہیں پر موجود تھے کہ اچانک زیان کا فون بجا۔

"کیا!" وہ حیرت اور بے یقینی کے عالم میں کہہ رہا تھا۔

اس کے اس طرح سے کہنے پر سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ فون رکھتے ساتھ ہی زیان نے سب کے چہروں کو دیکھا جو سوالیاں نظروں سے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"بھابھی بے ہوش ہو گئی تھی بھائی انہیں لے کر ہسپتال گئے ہیں۔" بڑی مشکل سے اس نے یہ چار الفاظ ادا کیے تھے۔ سب کے چہروں پر الجھن کے تاثرات ختم ہوئے تو حیرت اور بے یقینی نے لے لیے اور پھر حیرت و بے یقینی سے پریشانی میں ڈھل گئے۔

"میں ہسپتال جا رہا ہوں بھائی کے پاس۔۔" وہ کہہ کر گاڑی کی طرف بڑھنے لگا کہ غاذان نے اسے روک دیا۔

"تم ادھر ہی سب کے پاس رکو میں جاتا ہوں۔۔" غازان کا چہرہ بے تاثر تھا۔

"ٹھیک ہے تم جاؤ ہم لوگ بھی لاہور والے گھر کے لیے نکل رہے ہیں۔۔" زیان نے اسے جانے دیا۔

ماہا یا غازان میں سے کسی نے بھی اسے ان کو روکنے کی کوشش نہیں کی تھی کیونکہ وہ جانتے تھے یہ وقت مناسب نہیں ہے۔ زینیا ان سب کے چہرے دیکھ رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"مجھے اور زینیا کو بھی اپنے ساتھ لے چلو غازان۔" بالآخر زینیا نے ہمت مجتمع کر کے کہہ ہی دیا۔

اس کے اس طرح سے کہنے پر سب نے چہرے اس کی طرف موڑے تو وہ ایک دم جھجک سی گئی۔

اس کے اس طرح استحاق بھرے انداز سے کہنے پر غازان نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ اس کی بہن تھی بالکل ماہا اور ریحام کی طرح۔۔

"ٹھیک ہے چلو۔۔" سنجیدگی سے کہہ کر وہ پورچ کی طرف گاڑی کی طرف بڑھ گیا۔ باقی سب جو اس سے کسی برے رویے کی توقع کر رہے تھے اس کے اتنے اطمینان سے کہنے پر حیرت زدہ تھے۔ مگر پھر اپنی حیرت سے نکلتے پورچ کی طرف بڑھنے لگے۔

ان سب کو پورچ کی طرف آتے دیکھ کر سرفراز (مرزا صاحب کا خاص ملازم) حیرت سے انہیں دیکھنے لگا چونکہ ماہا، زینیا اور غازان ایک ہی گاڑی میں سوار ہو کر نکل رہے تھے۔ وہ خاص ملازم تھا یقیناً مرزا صاحب کی دوسری شادی کے بارے میں بھی علم رکھتا تھا۔

"جی۔۔؟" زینیا جو گاڑی کا دروازہ کھولنے ہی لگی تھی دانیال خان کی آواز پر مڑ کر ان کو دیکھنے لگی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"بیٹا تم اپنا فون نمبر دے دو۔جب تمہیں ہاسپٹل سے واپس آنا ہو تو ہمارے پاس رک جانا۔" ان کا انداز بہت اپنائیت لیے ہوا تھا۔انہیں سب سے زیادہ ترس بچی پر آرہا تھا۔شاید وہ ان کی بھانجی بھی تھی اس لیے۔۔

"ضرورت نہیں شکریہ میں کل کی فلائیٹ سے اسلام آباد جا رہی ہوں۔۔"خطرناک حد تک سنجیدہ لہجہ۔

"ٹھیک ہے اسلام آباد میں ہمارے پاس رک جانا اور آج کی رات بھی۔۔"انہوں نے بغیر برا منائے پھر سے اپنی تجویز پیش کی۔

"نہیں میں ہاسٹل میں رہوں گی۔۔"وہی لٹھ مار انداز، یہ فیصلہ اس نے ابھی کھڑے کھڑے لیا تھا۔سنجیدگی سے کہہ کر وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔سب کو اس کا انداز برا لگا مگر اس وقت کوئی بھی کچھ بھی کہنے کی ہمت نہیں رکھتا تھا۔لہذا دونوں گاڑیاں گھر کے گیٹ سے نکلتی چلی گئی۔مرزا صاحب جو کہ سٹڈی روم کی کھڑکی کے پاس کھڑے تھے یہ سب منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے اور انہیں زینیا ماہا اور غازان کو ایک ہی گاڑی میں گھر سے نکلتے دیکھ کر حیرت ہوئی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

انہوں نے سرفراز کو کال کر کے ان سب کے جانے کی وجہ پوچھی تو اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ جس پر انہوں نے برہمی سے دونوں گاڑیوں کا پیچھے کرنے اور انہیں جلد سے جلد معلومات دینے کا حکم دیا۔

پیچھے مرزا صاحب کے چہرے پر الجھن، غصہ اور پریشانی تینوں تاثرات واضح تھے۔ غصہ زینیا اور ریحام کی وجہ سے تھا، الجھن یہ تھی کہ اب یہ سب لوگ کہاں جارہے ہیں اور پریشانی ریحام کی تھی۔ وہ جانتے تھے وہ ان کی سب سے ضدی اولاد ہے۔ اگر وہ اب گئی ہے تو واپس نہیں آئے گی۔ انہیں پچھتاوا ہوا۔ ہاں پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا۔ وہ جانتے تھے کہ ان دونوں کے درمیان بہت سے فاصلے آگئے ہیں۔ ایک وقت تھا جب مرزا صاحب اور ریحام یک جان دو قالب ہوتے تھے اور آج۔۔۔ وقت سب کے لیے ایک سا نہیں رہتا یہ تو ایک پانی کا بلبلا ہے۔ ایسا نہیں تھا اچھا وقت نہیں آیا تھا۔ اچھا وقت بھی تھا مگر برے وقت کی تاثیر زیادہ تھی۔

اس وقت حذیفہ ہسپتال کے آئی سی یو کے باہر بینچ پر سر جھکائے ہاتھوں کی انگلیوں ایک دوسرے میں پیوست کیے بیٹھا تھا، کہ دور سے تین افراد اس کی طرف بڑھ رہے تھے یقیناً وہ ماہا، زینیا اور غاذان تھے۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

غازان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو اس نے چونک کر سر اٹھایا اور ان تینوں کو اپنی طرف دیکھتے ہوئے پایا۔

"کیا ہوا آپی کو؟" ماہا کے انداز میں بے چینی تھی۔ جبکہ زینیا اور غازان کے چہروں پر بھی یہی سوال تھا۔

"مائیگرین اٹیک۔۔" یک لفظی جواب کے بعد خاموشی

جبکہ وہ تینوں حیرت سے بت بنے کھڑے تھے۔ ان میں سے کسی کو بھی نہیں معلوم تھا کہ ریحام کو مائگرین ہے۔ زین کو تو معلوم ہی نہیں تھا لہذا اسے لگ رہا تھا جیسے یہ سب کچھ اس کی وجہ سے ہوا ہو۔

مگر اب وہ کیسی ہے؟ بالاآخر زینیا نے خاموشی توڑی۔ اس کے بولنے پر ماہا نے ایک ناگوار نظر اس پر ڈالی۔ اس کی وجہ سے اس کی بہن اس حالت میں تھی۔

"نکلو یہاں سے تم یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے۔

"ماہا نے قہر برساتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے دھکا دیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ماہا بیہیو یہ کیا بد تمیزی ہے؟ وہ بہن ہے تمہاری، ایسے ہی جیسے آپی ہیں۔ غازان نے اس کی حرکت پر ناگواری سے اسے ٹوکا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر زینیا سے دور کیا۔

ماہا اور زینیا تقریباً ہم عمر ہی معلوم ہو رہی تھیں۔

آپ کو اپنی سگی بہن سے زیادہ اس سوتیلی کی فکر ہے۔ ماہا کے لہجے میں رنج اور حقارت تھی۔

"خاموش!" ابھی غازان کچھ کہتا کہ حذیفہ کی دھاڑ سے ان کی زبانوں کو بریک لگی۔ وہ دونوں یکدم خاموش ہو گئے۔ زینیا تو پہلے سے ہی ریحام کی وجہ سے پریشان تھی، اب ان دونوں کو بھی اپنی وجہ سے لڑتے دیکھ کر وہ بوکھلا گئی، اور اب حذیفہ کی دھاڑ وہ ان سب کے مزاج اور رویوں سے لاعلم تھی۔ مگر پھر بھی پریشان نظر آ رہی تھی۔ البتہ غازان اور ماہا دم سادھ گئے۔ انہوں نے کبھی بھی حذیفہ کو کسی سے سختی سے بات کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اور اب اچانک سے اس قدر غصہ؟

قصور حذیفہ کا بھی نہیں تھا انسان پریشانی میں اپنے مزاج کے برعکس رویہ اختیار کر لیتے ہیں لہذا یہ سب فطری تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تم دونوں جانتے تھے ریحام کے مائگرین کے بارے میں؟ حذیفہ نے ان تینوں کو سہم سے دیکھ کر گہری سانس بھری اور پھر ماہا اور غازان سے مخاطب ہوا۔

ان دونوں کی گردنیں نفی میں ہلیں اور حذیفہ کے ساتھ ساتھ زینیا بھی حیران ہوئی۔ وہ اپنی بہن کی بیماری کے بارے میں ہی لاعلم تھے؟

تم لوگوں کے ماما بابا؟ اب کے وہ جواب جانتا تھا جواب کیا ہوگا مگر پھر بھی کسی امید کے تحت پوچھ لیا مگر ان کی نفی میں ہلتے سر دیکھ کر وہ امید بھی ختم ہوگئ، اور زینیا وہ بھی بے یقینی سے ان کے چہرے دیکھ رہی تھی جو ایک گھر میں رہتے ہوئے بھی اپنی بہن کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے تھے۔

تم لوگ ایک ہی گھر میں رہ کر بھی یہ سب نہیں جانتے آخر کار زینیا نے اپنے خیالات کو الفاظ دیے۔

آپی کبھی بھی کسی کے ساتھ گھلتی ملتی نہیں ہیں۔ وہ اپنی چیزیں اور باتیں کسی کو نہیں بتاتیں۔ کسی کے ساتھ شیئر نہیں کرتیں۔ غازان نے اس کی حیرت بھرے سوال کے جواب میں کہا۔

اب کیا کہتے ہیں ڈاکٹر؟ ماہا جو کب سے خاموش کر رہی تھی بالآخر حذیفہ سے مخاطب ہوئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

طبیعت اب سیٹل ہے دوائیوں کے زیر اثر ہے کچھ دیر میں ہوش آجائے گا۔حذیفہ نے سنجید گی سے نظریں غیر مرئی نقطے پر نظر جمائے جواب دیا۔اس کا جواب سن کر ان تینوں نے شکر ادا کیا۔

کچھ لمحے خاموشی کے سرکے پھر اس خاموشی کو حذیفہ کی آواز نے توڑا۔

وہ ایسی کیوں ہے؟ایک پل میں اتنی اپنی اور دوسرے پل میں اتنی انجان؟وہ براہ راست غازان سے مخاطب ہوا۔

بہت کچھ کھویا ہے میری بہن نے بہت ہمت والی ہے۔کہتے ہوئے اس کی اواز میں نمی گھلی۔

فاروق مرزا اور رضوانہ بیگم کی تین اولادیں تھیں سب سے بڑے شہریار مرزا،ان سے چھوٹی فارحہ مرزا اور سب سے چھوٹے حمدان مرزا،تینوں اولادیں ہی ذہانت اور خوبصورتی میں باپ پر تھیں۔فاروق مرزا دھیمے اور سلجھے مزاج کے آدمی تھے۔جبکہ ان کی بیگم ذرا سخت اور مغرور مزاج کی تھیں۔ان کا تعلق بھی مرزا خاندان سے ہی تھا،لہذا خاندان کے اثر ورسوخ کا انہیں بہت غرور تھا۔شہریار مرزا کی شخصیت اپنی ماں رضوانہ جبکہ فارحہ اور حمدان دونوں ہی دھیمے مزاج کے تھے۔شہریار مرزا کا مزاج زیادہ مغرورانہ اور شاہانہ تھا۔وہ کافی ضدی اور جذباتی طبیعت کے مالک تھے۔یونیورسٹی میں قدم رکھا تو وہاں کی دنیا میں ان کے دل کو جمیلہ ہاشم خان

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بھا گئیں۔وہ اسلام آباد سے لاہور تعلیم حاصل کرنے کے لیے آئی تھیں۔شہریار مرزا کو پسند آیا تھاان کا خود کے جیسا انداز، متاثر کن شخصیت اور دلکش حسن،سب کچھ تو تھاجمیلہ بیگم کے پاس۔جمیلہ کو بھی وہ پسند تھے۔وقت گزرتا گیااور وہ ایک دوسرے کے ساتھ اس قدر انوالو ہو چکے تھے کہ ایک دوسرے کے بغیر رہناان کے لیے ناممکن تھا۔مگر انہی دنوں رضوانہ بیگم کو رقیہ بیگم کسی شادی پر پسند آ گئیں۔وہ ہر حال میں بس انہیں بہو بناناچاہتی تھیں۔جب انہوں نے شہریار مرزا سے بات کی تو وہ ہتھے سے اکھڑ گئے اور انہیں بتایا کہ وہ کسی اور کو پسند کرتے ہیں۔مگر وہ کسی طور پر راضی ہونے کو تیار نہیں تھیں۔دوسری طرف جمیلہ بیگم نے بھی انہیں پریشان کرر کھا تھا کہ ان کے رشتے آرہے ہیں،اپنا رشتہ بھیجیں۔۔وہ بس کراہ کر رہ گئے تھے۔ انہوں نے اپنے دوست سے مشورہ کیاتواس نے یہی کہا کہ دونوں سے کرلواور ایک خفیہ رکھ لو۔وہ اس قدر پریشان تھے کہ اس وقت کے انہیں یہی حل بہترین لگا۔مگر اسی دن جمیلہ ہاشم خان کو سب علم ہو گیا۔وہ غصے میں آ گئیں اور اس اور غصے میں ہر تعلق توڑ دیا۔وہ ایسی ہی تھیں جذبات میں آکر فیصلے کرنے والیں۔شہریار مرزا بھی خاموش ہو گئے تھے۔جس کے لیے وہ ماں سے لڑ رہے تھے،جب وہی چلی گئی تھی،تو پیچھے کیا بچا تھا۔لہذا انہوں نے رقیہ بیگم سے شادی کے لیے حامی بھر دی۔جمیلہ بیگم ایسے گئیں کہ پھر کبھی واپس نہ لوٹیں۔شہریار مرزا نے کئی بار

www.novelsclubb.com

رابطے اور ڈھونڈنے کی کوشش کی مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ان کی شادی رقیہ بیگم کے ساتھ ہو گئی، مگر وہ انہیں وہ درجہ نہ دے سکے، جو ایک بیوی کا ہوتا ہے۔وہ دھیمے مزاج کی تھیں مگر آخر کب تک وہ ان کا سرد رویہ، بے رخی، بے اعتباری برداشت کرتیں؟انہوں نے ہر طرح انہیں قائل کرنے کی کوشش کی محبت، غصہ، دھونس، ناراضگی، خفگی مگر کوئی اثر نہیں ہوا۔وہ نہیں سمجھ سکتے تھے۔وہ ایک عورت ہے اس کے کچھ ارمان ہیں، کچھ جذبات ہیں۔اسی سب میں ریحام کے آنے کی خبر آئی تو وہ بہت خوش رہنے لگے تھے اور رقیہ بیگم کا بھی خیال رکھنے لگے تھے۔مگر ریحام کی آمد کے بعد وہ جیسے پھر سے انہیں بھول گئے، صرف ریحام تھی اور بس ریحام تھی۔لاڈ، ناز، نخرہ کیا تھا جو انہوں نے ریحام کا نہیں اٹھایا تھا؟کبھی کبھی رقیہ بیگم کی برداشت جواب دے جاتی تھی تو وہ رونے لگتی تھیں۔کیسا انسان تھا اولاد کے آتے ہی اس کے وسیلے کو بھول گیا تھا۔وقت گزرتا گیا، پانچ سال گزر گئے فارحہ کی شادی ہو گئی، حمدان میجر بن گیا، شہریار مرزا کی دنیا بس ریحام تھی اور رقیہ بیگم؟وہ اپنی ہی اولاد سے چڑنے لگی تھیں۔اگر کچھ ان تینوں کی زندگی میں بدلا تھا تو وہ غازان کی آمد تھی۔مگر اس کے بعد بھی شہریار مرزا کی ریحام سے محبت میں کوئی کمی نہیں آئی تھی۔محبت وہ غازان سے بھی اتنی ہی کرتے تھے۔مگر ریحام پہلا احساس تھا اور جو انسان پہلی دفعہ میں محسوس کر سکتا ہے وہ ہر بار کہاں کر سکتا ہے؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پہلی چیز ہمیشہ ہی عزیز تر ہوتی ہے۔انہیں بھی تھی اس سب میں فرق یہ تھا کہ رقیہ بیگم جو ریحام سے چڑھنے لگی تھیں،اب خاموش ہو گئی تھیں۔انہیں غازان مل گیا تھا۔وہ اپنا وقت اس کے ساتھ گزارتی تھیں اور ریحام کو تو جیسے وہ پیدا کر کے بھول گئی تھیں۔ریحام جب انہیں غاذان کے ساتھ دیکھتی،اس کی آنکھوں میں حسرت اڈاتی۔پہلے پہل تو وہ ان کے پاس جانے کی کوشش کرتی تھی،مگر ان کا بلاوجہ ڈانٹنا اور خود سے دور رکھنے کی وجہ سے وہ ان کے پاس جانا چھوڑ چکی تھی۔وہ پانچ سال کی تھی۔سکول میں جب بچوں کو اپنی ماں کے ساتھ آتے دیکھنا،اپنی ماں کی باتیں کرنا لنچ ماں کے ہاتھوں کا لے کر آنا تو اسے بہت زیادہ برا لگتا تھا کہ اس کی ماں یہ سب کچھ اس کے لیے کیوں نہیں کرتی؟وہ اپنے ددیال میں سب کی لاڈلی تھی۔چاچو،پھپھو، دادو،دادا مگر ماں کی کمی کون پوری کر سکتا ہے؟وہ سب بھی رقیہ بیگم کا رویہ ریحام کے ساتھ محسوس کرتے تھے اور اسی لیے کوشش کرتے تھے ریحام کو کچھ برا نہ لگ جائے۔غاذان تو چھوٹا تھا،وہ یہ سب باتیں ابھی محسوس نہیں کر سکتا تھا۔مگر پیار وہ سب اس سے بھی بہت کرتے تھے۔پھر ایک دن دوپہر کے وقت ریحام سکول سے واپس اکر کافی تھک چکی تھی۔اس لیے سونے چلے گئی۔سو کر اٹھی تو گھر میں کوئی نہ تھا۔باپ اور چاچو تو ویسے بھی اپنے کاموں پر ہوتے تھے۔مگر دادا،دادی اور ماں بھی غائب تھے،اسی لیے وہ اٹھ کر باہر آگئی جہاں غازان کو ملازمہ

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سنبھال رہی تھی۔غازان کو دیکھ کر اس کی آنکھیں چمکیں۔رقیہ بیگم خود کے قریب نہیں آنے دیتی تھیں اور غازان ہوتا ہی ہر وقت ان کے پاس تھا لہذا جب باپ پیار کرنے کے لیے اسے اٹھاتا تو تب ہی اسے موقع ملتا تھا بھائی کو پیار کرنے کا ،

غازی میرے بھائی کیسے ہو؟ریحام چہک کر اس کے قریب آئی۔غازان جو کب سے کسی اپنے کو نہ پا کر سہم کر رو رہا تھا۔بہن کو دیکھ کر ہاتھ پاؤں مار کر اس کی طرف جانے کی کوشش کی۔وہ ایک سال کا تھا اور ریحام خود پانچ سال کی، بمشکل اسے اٹھا کر صوفے پر بیٹھی اور اس کے ساتھ کھیلنے لگی۔ابھی کھیلتے ہوئے کچھ وقت ہی گزرا تھا کہ بھوک کا احساس جاگنے لگا۔ملازمہ کو کھانے کا کہہ کر اب احساس ہوا تھا کہ باقی سب کہاں ہیں۔

آنٹی سب کہاں ہیں؟معصوم صورت پر سوالیہ انداز کا تاثر تھا۔

بیٹا دادا، دادی باہر گئے ہیں اور آپ کی ماما اپنی کسی دوست کے گھر۔ملازمہ نے بتایا اور جھٹ کچن کی طرف بڑھ گئی تاکہ اس کی بھوک کا انتظام کر سکے۔

اب ریحام تھی اور اس کا بھائی تھا اور وہ خوب سارے لاڈ کر رہے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تقریباً آدھے گھنٹے تک وہ پیٹ پوجا کر کے دوبارہ سے کھیل رہے تھے کہ اچانک سے باہر گاڑی کا ہارن بجا۔ ریحام کو محسوس ہوا جیسے شہریار مرزا کی گاڑی ہے۔ وہ بھائی کو اٹھا کر باہر کی طرف بھاگی۔ ملازمہ بھی اس کے اس طرح بھاگنے پر گھبرا گئی۔

بابا بابا دیکھیں اج میں نے اور غازی نے کتنا انجوائے کیا ہے۔ وہ چہک کر باہر آئی اور یہ دیکھیں بغیر کہ گاڑی میں کون ہے، بولنا شروع کر چکی تھی۔ وہ پورچ کی طرف بڑھنے کے لیے سیڑھیاں اتر رہی تھی کہ اچانک غاذان کو اٹھانے کی وجہ سے اس کا پاؤں مڑا اور وہ غاذان سمیت گر پڑی۔ گاڑی سے نکلتے رقیہ بیگم منظر دیکھا تو دہل پڑی غاذان نیچے گرا رو رہا تھا اور اس کے اوپر ریحام گری ہوئی تھی۔ ملازمہ بھی بوکھلا گئی۔

رقیہ بیگم تیزی سے ہم دونوں کی طرف بڑھیں۔ انہوں نے ریحام کو اٹھا کر پیچھے کیا مگر وہ خود کو سنبھال نہ پائی۔ جبکہ رقیہ بیگم غازان کو سینے سے لگا چکی تھیں۔ رقیہ بیگم کی نظر ریحام پر پڑی تو ان کا دل دہل گیا ریحام کے سر سے خون بہہ رہا تھا۔ یقیناً وہ پیچھے سیڑھیوں کی طرف گری تھی۔ رقیہ بیگم یکدم گھبرا گئیں۔ وہ بھی ان کے وجود کا حصہ تھی انہوں نے غازان کو ملازمہ کو پکڑایا اور ریحام کی طرف دیوانہ وار دوڑیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ریحام میری بچی! پہلی باران کے لہجے میں ممتاوالی تڑپ تھی۔ حمدان جو کہ ان کے پیچھے ہی گھر میں داخل ہوا تھا، یہ سب دیکھ کر ششدرہ گیا۔اچانک سے ہوش میں آتے ریحام کو اٹھاتے ہوئے گاڑی میں ڈالا اور گاڑی ہاسپٹل کی طرف بڑھادی جبکہ ملازمہ، غازان اور رقیہ بیگم جو گاڑی میں بیٹھنے ہی والی تھی اسے خود سے ہی نکلتے دیکھ کرانہوں نے دوسری گاڑی ان کے پیچھے لگا دی۔

تقریبا تین گھنٹے بعد وہ لوگ ریحام کو لے کر ہسپتال سے گھر واپس آئے تھے۔اس کے سر پر پٹی تھی۔ریحام کچھ زیادہ ہی سہم چکی تھی۔ حمدان بھی اب تک خاموش تھا۔گھر آتے ساتھ ہی فاروق صاحب اور رضوانہ بیگم سے سامنا ہوا تو وہ خود ریحام کے سر پر پٹی دیکھ کر پریشان ہو گئے۔رقیہ بیگم پریشان سی تھیں س۔رقیہ بیگم نے ایک دو دفعہ ریحام کے پاس جانے کی کوشش کی تو اس نے سہم کارونا شروع کر دیا۔حمدان اسے سنبھال رہا تھا، مگر اب اس کی صرف ایک ہی رٹ تھی۔

"بابا پاس جانا ہے"۔

رقیہ شہریار مرزا کا خیال آتے ہی پریشان ہو گئیں نہ جانے وہ کیسا ردعمل دیں؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس کی ضد پر حمدان نے شہریار مرزا کو فون ملا کر مختصر سب کچھ بتا دیا جس پر وہ بیس منٹ میں بھاگے بھاگے گھر آئے اور وہ سیدھا ریحام کے کمرے میں آئے تھے جہاں حمدان اسے گود میں لیے ہوئے تھا۔

"بابا۔۔ بابا۔۔" باپ کو دیکھ کر ریحام اس کے پاس جانے کو مچلی۔

میرا بچہ کیا ہوا کس نے مارا ہے میرے بچے کو؟ ریحام کو اس حالت میں دیکھ کر وہ تڑپ اٹھے تھے۔ زردی مائل چہرہ اور سر پر پٹی۔

"ماما نے۔۔" اس نے باپ کی گردن میں چہرہ چھپائے روتے ہوئے کہا تو شہریار مرزا اور سب باقی سب سوائے حمدان کے حیرت سے رقیہ بیگم کو دیکھنے لگے تو وہ گھبرا گئیں۔

بھائی آپ ریحام کو سلا دیں پھر بات کرتے ہیں۔ حمدان نے معاملہ فہمی سے کام لیا۔

شہریار مرزا خاموش ضرور ہو گئے تھے البتہ ان کے دماغ میں ریحام کی کہی باتیں چل رہی تھیں۔

---

www.novelsclubb.com
WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

حمدان نے بہت تحمل سے اسے سب کچھ بتا دیا تھا۔ جس کے بعد وہ رقیہ بیگم پر خوب گرجے، بلکہ یہاں تک کہہ دیا کہ میں تمہیں اپنی اولاد کی وجہ سے برداشت کر رہا ہوں۔ اگر آئندہ ایسا کچھ ہوا تو تمہیں چھوڑنے میں ایک سیکنڈ نہیں لگاؤں گا۔ جس پر رقیہ بیگم دکھ سے انہیں دیکھ کر رہ گئیں۔ ریحام تو اس واقعے کے بعد رقیہ بیگم سے دور دور ہی رہتی تھی۔ اس واقعے کے بعد رقیہ بیگم غاذان سے بھی دور دور رہنے لگی تھیں۔ شہریار مرزا نے نہ صرف خود کے ساتھ غلط کیا بلکہ رقیہ بیگم کے ساتھ بھی غلط کیا اور اپنی نسل کے ساتھ بھی غلط کیا۔ اگر وہ نبھا نہیں سکتے تھے تو انہیں شادی کرنے کو کس نے کہا تھا؟ عورت کو عزت اور محبت نہیں دے سکتے تھے، ان کا حق، ان کا درجہ نہیں دے سکتے تھے تو کیوں شادی کی؟ شہریار مرزا رقیہ بیگم کو ان کا حق نہیں دے رہے تھے اور رقیہ بیگم شہریار مرزا کی نسل کو ان کا حق نہیں دے رہی تھیں۔ یہی زندگی ہے انسان بڑا خود غرض ہے۔ وہ دوسروں کو وہی دیتا ہے جو اسے ملتا ہے۔ اسی طرح عورت بھی بڑی خود غرض ہے اپنی اولاد کو وہی دیتی ہے جو اس کا شوہر اسے دے رہا ہوتا ہے اور عورت کو محبت عزت اور مان ملے گا تو وہ اپنی اولاد کو بھی یہی دے گا اگر اسے گالی دھتکار اور سخت رویہ سننے کو ملے گا تو وہ اپنی اولاد کو بھی وہی سنائے گی۔

www.novelsclubb.com

وقت نے پھر پلٹا کھایا اور شہریار مرزا کی ملاقات جمیلہ بیگم سے ہوئی۔ جن جذبات کو پانچ سالوں سے وہ دفن کرنا چاہ رہے تھے۔ وہ سب تہس نہس ہو گیا تھا اور وقت اور دل انہیں پھر اسی دور میں لے گیا تھا جہاں وہ ہر چیز سے بے نیاز ایک دوسرے میں گم ہوتے تھے۔ وقت انہیں پھر ادھر لے ایا تھا اور وہ بھی سمجھ بیٹھے تھے کہ وہ آج بھی ویسے ہی ہیں۔ مگر اب وہ دونوں کسی اور کی امانت تھے۔ دونوں کسی اور کے نکاح میں تھے۔ مگر انہوں نے امانت میں خیانت کی اور جو کسی اور کی امانت میں خیانت کرتے ہیں، وہ ذلیل و خوار ہو جاتے ہیں۔ وقت گزرنے لگا تیز رفتاری سے اور دیکھتے ہی دیکھتے دو سال گزر گئے۔ جمیلہ بیگم نے طلاق لے کر شہریار مرزا سے خفیہ شادی کی کیونکہ وہ جانتی تھیں، دانیال خان کبھی بھی دو بچوں کے باپ سے ان کی شادی نہیں کریں گے اور وہ خود اپنے ضمیر کو یہی بتاتیں کہ وہ مجبور تھیں۔

جب انسان غلط کرتا ہے تو وہ خود کو یہی کہہ کر بہلا لیتا ہے کہ وہ مجبور تھا۔ وہ بھی یہی کر رہی تھیں۔ ان دو سالوں میں بہت کچھ بدلنے لگا تھا وقت ایک سا کب رہتا ہے محبت نے ان دونوں کو اتنا اندھا کر دیا تھا کہ وہ کچھ بھی نہیں دیکھ پا رہے تھے ان دو سالوں میں شہریار مرزا گھن چکر بن گئے تھے۔ دو بیویاں، دو گھر حمدان کے حصے کا کام کیونکہ وہ میجر تھا اور رہی سہی کسر ماہا اور زینیا

www.novelsclubb.com

کی ایک مہینے کے فرق سے پیدائش تھی۔ان سب میں شہر یار مرزا سے کچھ نظر انداز ہوا تھا تو وہ ریحام تھی۔ماں تو پہلے ہی وقت نہیں دیتی تھی اور اب باپ بھی مصروف رہنے لگا تھا وہ اس سب میں پس کر رہ گئی تھی اور ہر وقت اداس رہتی تھی انہی دنوں میں حمدان نے یہ محسوس کیا۔ وہ ان دنوں چھٹیوں میں آیا ہوا تھا، لہذا اس نے ریحام کو وقت دینا شروع کر دیا اور اسے اس وقت پیار اور توجہ کی ضرورت تھی۔ لہذا وہ حمدان کے ساتھ زیادہ قریب ہو گئی یہ نہیں تھا کہ شہر یار مرزا اسے بھول گئے تھے مگر کوشش کے باوجود مشکل پیش آتی تھی۔جب بھی اس کے ساتھ دو گھڑی وقت گزارنے لگتے تو انہیں پہلے ریحام کو منانا پڑتا تھا۔اسی سب میں وہ حمدان کے زیادہ قریب ہو گئی تھی۔ مگر مسئلہ یہ تھا کہ وہ خود میجر تھا اسے ڈیوٹی پر جانا ہوتا تھا جس وجہ سے ریحام کے حصے میں زیادہ تر انتظار ہی آتا تھا۔ مگر وہ حمدان کے ساتھ کافی خوش رہتی تھی۔بچے بھی اب رقیہ بیگم اور شہر یار مرزا کی ایک دوسرے سے سرد مہری محسوس کرنے لگے تھے۔

وقت پھر پانچ سال آگے چلا گیا تھا اور ریحام بارہ سال کی ہو گئی تھی۔دادا دادی اس عرصے میں دنیا سے چلے گئے تھے اور وہ اس قدر حمدان کے ساتھ اٹیچڈ ہو چکی تھی کہ ہر وقت بس اس کے پاس رہنے کی ضد کرتی تھی۔ جس پر اس نے بمشکل سے یہ کہہ کر اسے بہلا لیا تھا کہ جب میری

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

شادی ہوگی، آپ تب میرے اور اپنی چاچی کے ساتھ رہ سکتی ہو۔ جس پر اس نے جھٹ سے مشورہ دیا کہ آپ شادی کرلو بڑی۔ جس کو سن کر حمدان خوب ہنسا۔ مگر پھر اس کو ٹالنے کے لیے یہ کہہ دیا کہ میں اس بار آؤں گا تو شادی کرلوں گا۔ پھر آپ ہمیشہ کے لیے اپنے چاچو چاچی کے پاس رہ لینا۔ جس پر وہ خوش ہوگئی تھی اور خوشی خوشی اسے ڈیوٹی کے لیے جانے دیا۔ ورنہ وہ اکثر اس کے جانے پر بہت شور مچاتی تھی۔ مگر قسمت کو کچھ اور منظور تھا۔ اس بار وہ گیا تو واپس نہ آیا اور اس کا جنازہ گھر کی دہلیز پر آگیا تھا۔ اس نے شہادت پائی تھی۔ یہ سب گھر والوں کے لیے ایک بہت بڑا دھچکا تھا۔ جوان میت تھی ہر آنکھ نم تھی۔ ریحام کی حالت بہت خراب تھی۔ ماہا تو ابھی اس سب کو محسوس ہی نہیں کر سکتی تھی البتہ غاذان اداس اداس سا تھا مگر وہ جلد سنبھل گیا تھا۔ وہ بہت چھوٹے تھے۔ وہ اس نقصان کو سمجھ نہیں پا رہے تھے مگر ریحام وہ بہت رو رہی تھی۔ اس کو سنبھالنا مشکل ہوتا جا رہا تھا۔ اسے یاد تھا چاچو نے کہا تھا اس بار وہ آئیں گے تو اسے اپنے ساتھ رکھ لیں گے۔ مگر اب تو وہ تو اس سے ہمیشہ کے لیے چھوڑ گئے تھے کبھی نہ انے کے لیے وہ بہت خاموش رہنے لگی تھی ایک دم سے اس کے اندر بچپنا ختم ہو گیا تھا۔ ہر وقت خاموش اور سنجیدہ رہنا، اپنی صحت کا خیال نہ رکھنا۔ شہریار مرزا نے بھائی کو کھویا تھا اب بیٹی کی یہ حالت دیکھ کر وہ تڑپ اٹھتے تھے۔ بیٹی بھی وہ جسے انہوں نے لاڈوں سے پالا تھا۔ اس کی حالت دیکھ کر رقیہ بیگم کی

www.novelsclubb.com

ممتا بھی تڑپ اٹھتی وہ بھی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسے سنبھالنے کی کوشش کرتیں، مگر وہ انہیں خود کے قریب ہی نہیں آنے دیتی تھی۔ شہر مرزا کے پاس بیٹھ کر تو پھر رو کر اپنا دل ہلکا کر لیتی تھی۔ چاچو کی شکایت بھی کرتی تھی کہ انہوں نے کہا تھا کہ اب وہ آئیں گے تو اپنے ساتھ رکھیں گے اور اب وہ خود چلے گئے۔ شہر یار مرزا اسے سنبھالتے سنبھالتے خود آبدیدہ ہو جاتے تھے۔ بیٹی کے آنسو کہاں چین لینے دیتے تھے۔ اس واقعے کے بعد اگر کوئی فرق آیا تھا تو وہ ریحام کی شخصیت میں آیا تھا وہ سنجیدہ اور کافی حد تک ضدی ہو گئی تھی۔ شہر یار مرزا نے اسے سب سے نکالنے کے لیے پھر سے خود سے قریب کر لیا تھا۔ مگر اس سب میں وہ یہ سب بھول گئے تھے۔ اب صرف رقیہ بیگم ہی نہیں جمیلہ بیگم بھی ان کی زندگی میں ہیں اور وہ یہ سب نظر انداز نہیں کر سکتیں۔ ان کی شخصیت جس طرح کی تھی وہ خود کا نظر انداز کیا جانا برداشت ہی نہیں کر سکتی تھیں۔ شہر یار مرزا نے کافی مرتبہ ریحام کی طبیعت کے بارے میں بتایا۔ پہلے پہل تو وہ خاموش ہو گئیں مگر جب وہ اسلام آباد کم جانے لگے تو وہ ہتھے سے اکھڑ گئیں اور ریحام سے چڑنے لگی تھیں۔ جب سگی ماں اس سب سے چڑھ سکتی تو وہ تو پھر سوتیلی تھیں۔ اور ویسے بھی رشتوں میں توازن رکھنا چاہیے۔ ان کے لیے، وہ بہت خاموش رہنے لگی تھی ایک دم سے اس کے اندر بچپنا ختم ہو گیا تھا۔ ہر وقت خاموش اور سنجیدہ رہنا، اپنی صحت کا خیال نہ رکھنا۔ شہر یار مرزا نے بھائی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کو کھویا تھا اب بیٹی کی یہ حالت دیکھ کر وہ تڑپ اٹھتے تھے۔بیٹی بھی وہ جسے انہوں نے لاڈوں سے پالا تھا۔اس کی حالت دیکھ کر رقیہ بیگم کی ممتا بھی تڑپ اٹھتی وہ بھی دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اسے سنبھالنے کی کوشش کرتیں، مگر وہ انہیں خود کے قریب ہی نہیں آنے دیتی تھی۔شہر مرزا کے پاس بیٹھ کر تو پھر رو کر اپنا دل ہلکا کر لیتی تھی۔چاچو کی شکایت بھی کرتی تھی کہ انہوں نے کہا تھا کہ اب وہ آئیں گے تو اپنے ساتھ رکھیں گے اور اب وہ خود چلے گئے۔شہریار مرزا اسے سنبھالتے سنبھالتے خود آبدیدہ ہو جاتے تھے۔بیٹی کے آنسو کہاں چین لینے دیتے تھے۔اس واقعے کے بعد اگر کوئی فرق آیا تھا تو وہ ریحام کی شخصیت میں آیا تھا وہ سنجیدہ اور کافی حد تک ضدی ہو گئی تھی۔شہریار مرزا نے اسے سب سے نکالنے کے لیے پھر سے خود سے قریب کر لیا تھا۔مگر اس سب میں وہ یہ سب بھول گئے تھے۔اب صرف رقیہ بیگم ہی نہیں جمیلہ بیگم بھی ان کی زندگی میں ہیں اور وہ یہ سب نظر انداز نہیں کر سکتیں۔ان کی شخصیت جس طرح کی تھی وہ خود کا نظر انداز کیا جانا برداشت ہی نہیں کر سکتی تھیں۔شہریار مرزا نے کافی مرتبہ ریحام کی طبیعت کے بارے میں بتایا۔پہلے پہل تو وہ خاموش ہو گئیں مگر جب وہ اسلام آباد کم جانے لگے تو وہ ہتھے سے اکھڑ گئیں اور ریحام سے چڑنے لگی تھیں۔جب سگی ماں اس سب سے چڑھ سکتی تو وہ تو پھر سوتیلی تھیں۔اور ویسے بھی رشتوں میں توازن رکھنا چاہیے۔ان کے لیے وہ کچھ بھی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نہیں تھی۔اس سب میں شہریار مرزا پس جاتے۔ریحام بمشکل ہی صحیح مگر کچھ حد تک سنبھل چکی تھی۔اس نے دوبارہ سے سکول شروع کرلیا تھا اس کے ٹیچرز کو اس معاملے کے بارے میں اگاہ کیا گیا تھا کہ وہ اس پر خاص توجہ دیں۔وہ دے بھی رہے تھے، مگر فرق نظر نہیں آرہا تھا۔ مرزا صاحب دوبارہ اپنے کاموں اور روٹین میں مصروف ہو گئے تھے۔ مگر اب یہ تھا کہ وہ ریحام، ماہا اور غازان کے لیے وقت نکال لیتے تھے۔ مگر اس سب میں اگر کوئی ماں اور باپ دونوں کی محبت سے محروم رہا تھا تو وہ زینیا تھی۔زینیا کے لیے ماں اور باپ صرف مہینے میں ایک ہفتے کے لیے ہی ہوتے تھے۔جب شہریار مرزا اسلام آباد آتے تبھی جمیلہ بیگم کسی ٹرپ کے بہانے سے دوسرے گھر آجاتی تھیں۔شہریار مرزا زینیا سے بھی بہت محبت کرتے تھے۔وہ انہیں بہت عزیز تھی۔اولاد کس کو عزیز نہیں ہوتی؟ وہ تو چاہتے تھے کہ یہ بات سب کو بتادی جائے، مگر جمیلہ بیگم کو معاشرے اور اپنے بھائی کے سامنے ایک بھرم رکھنا تھا، پھر آگے چل کر مرزا صاحب اس معاملے کو ڈسکلوز نہ کر سکے۔ مگر وہ دونوں بھول چکے تھے کہ اسے بڑا بھی ہونا ہے۔اس کے ذہن میں یہ سوال ابھریں گے اور گرہیں لگنی شروع ہو جائیں گی۔انہیں کون کھولے گا؟ زینیا کی زندگی کبھی بھی نارمل نہیں رہی تھی اور اس سب کا اس کے ذہن پر کافی اثر پڑتا تھا۔مگر وہ ظاہر نہیں کرتی تھی اور اس سب میں عرفان دورانی کی دوستی شہریار مرزا سے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہوئی ان کے تعلقات بڑھنے لگے جس کی بنا پر گہری دوستی ہو گئی۔دوستی کے چکر میں شہریار مرزا سب انہیں بتاتے گئے۔اپنی دوسری شادی اور باقی سب کے بارے میں،ایک روز وہ اسلام آباد آئے ہوئے تھے تو انہیں بھی اپنے ساتھ گھر لے آئے۔عرفان درانی ایک بدنیت انسان تھا۔وہ دس سالہ زینیا کو دیکھ کر بدنیت ہو گیا تھا۔اس نے موقع دیکھ کر زینیا کو **(Harass)** کرنے کی کوشش کی تو اس نے بری طرح سے شور مچانا شروع کر دیا۔شہریار مرزا جو کہ فون سننے کے لیے باہر گئے تھے اس کے چلانے پر دوڑے ہوئے آئے۔وہ ان کے سینے سے لگ کر بری طرح سے رونے لگی۔درانی بوکھلا گیا۔درانی نے کہا کہ مجھے دیکھ کر گھبرا گئی ہے۔مگر مرزا صاحب اپنی اولاد اپنے خون سے واقف تھے۔وہ بزدلوں میں سے نہ تھی کہ گھبرا جائے۔کسی اجنبی کو دیکھ کر رونے لگے۔وہ سرد نظروں سے درانی کو دیکھتے رہے جس کے چہرے پر ہلکی ہلکی گھبراہٹ تھی انہیں جیسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔انہیں احساس ہوا کہ انہوں نے ایک غلط انسان سے دوستی کر لی ہے اور غلط انسان کو گھر میں داخل کر لیا جائے تو وہ بھیڑیوں کی طرح مہمان ہونے کا لحاظ کیے بغیر شکار کرنا شروع کر دیتا ہے۔درانی وہاں سے چلا گیا تو مرزا صاحب نے ملازمہ اور جمیلہ بیگم پر کافی برسے وہ بچے نہیں تھے۔مگر پھر بھی وہ ایک مرتبہ لاؤنج کی فٹیج دیکھ چکے تھے۔جس پر ان کا خون خول اٹھا تھا۔جسے وہ دوست سمجھ رہے تھے تو وہ دوست بنانے جانے کے قابل ہی نہیں

تھا۔ شہریار مرزا نے خاموشی سے اپنے راستے اس سے الگ کر لیے کیونکہ اگر یہ بات اچھلے لے گی تو دشمنی نسلوں تک چلے گی۔ وہ جانتے تھے درانی کس قسم کا انسان ہے اور کس قدر گھٹیا سوچ کا مالک ہے۔ زینیا کو انہوں نے پیار اور اعتماد سے سنبھال لیا تھا۔ اس سب میں انہوں نے جان بوجھ کر زینیا کو کراٹے ٹریننگ اور ماہر نفسیات کو بھی دکھایا تاکہ کہیں اس کے ذہن میں یہ ڈر بیٹھ نہ جائے۔ وہ زینیا کو کمزور رہنے نہیں دینا چاہتے تھے۔

ریحام کا سنجیدہ رویہ دیکھ کر اس کے بہت سے دوست اس سے دور ہو گئے تھے، مگر کہتے ہیں نا

"جو چلا جائے اس پر غم نہ کرو اللہ اس سے بہتر دے گا"۔

ریحام کی انہی دنوں میں دو لڑکیوں سے دوستی ہوئی تھی۔ وہ دونوں ہی بہت زیادہ ہنس مکھ تھیں۔ مشال اور فریال، ان دونوں نے ریحام کی سنجیدہ مزاج سے نکال کر خود میں مصروف کر لیا تھا۔ اب جو وہ ہر وقت سنجیدہ اور چپ چپ رہتی تھی۔ اب خوش اور مطمئن رہنے لگی تھی۔ اسے سمجھ آگیا تھا کہ چاچو صرف اس کی زندگی سے چلے گئے ہیں، مگر وہ ہمیشہ رہیں گے، اس کے دل میں، ان کی جگہ کوئی بھی نہیں لے سکتا۔ مگر اسے زندگی میں تو آگے بڑھنا تھا۔ یہی زندگی تھی اسے دوبارہ زندگی طرف لوٹتے دیکھ کر شہریار مرزا مطمئن ہو گئے۔ رقیہ بیگم بھی پر سکون

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہو گئی تھیں۔ حمدان کے جانے کے بعد جو ریحام کی حالت ہو گئی تھی اس کے بعد وہ پریشان سی رہتی تھیں۔ انہیں خود پر غصہ اور دکھ بھی ہوتا تھا کہ کاش وہ اس وقت اپنی اولاد سے اپنے شوہر کی وجہ سے چڑ نہ کھاتیں تو وہ آج اس سے اتنا دور نہ ہوتی۔ اب وہ اسے غازان اور ماہا کے ساتھ بھی وقت گزارنے سے نہیں روکتی تھیں۔ لہجہ بھی اکثر نرم ہوتا تھا مگر جب ریحام کو اس رویے کی ضرورت تھی۔ وہ تب نہ دے سکیں تو وہ اب اس سب کا کیا کرتی؟ گزرا ہوا وقت واپس نہیں آسکتا۔ اب انہیں اپنی ذمہ داریوں اور لاپرواہیوں کا اندازہ ہو رہا تھا۔ مگر وقت ریت کی طرح ان کے ہاتھ سے پھسل گیا تھا۔ ریحام ہر وقت اب بس ہمیشہ اور فریال کے ساتھ مصروف رہتی تھی۔ نے نئے شوق اور اوٹ پٹانگ حرکتیں، فیشن اور مختلف کھانے، وہ تینوں پورے سکول میں اپنی حرکتوں کی وجہ سے مشہور تھیں۔ ریحام نے خود کو وقت کے سانچے میں ڈھال تو لیا تھا۔ مگر وہ یہ پہلا غم تھا جو اس کی زندگی میں آیا تھا۔ اس کی کسک ساری زندگی اس کے دل و دماغ سے نہیں جاسکتی تھی۔ شہریار مرزا اور رقیہ بیگم حمدان کے بعد سے اس کی حالت سے اس قدر ڈر گئے تھے کہ وہ جو ضد یا خواہش کرتی وہ پوری کر دیتے کہ کہیں پھر سے اس کا ذہن بھٹک نہ جائے یا وہ پھر سے ویسی نہ ہو جائے۔ رقیہ بیگم اکثر اسے ٹوکتی تھیں مگر وہ اثر نہیں لیتی تھی اسے لگتا تھا جیسے رقیہ بیگم کو اس سے ہر وقت شکوے شکایت ہی رہتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ ان سے بدگمان

www.novelsclubb.com

ہوتی جارہی تھی۔ہر وقت کے شکوے شکایات انسان کو دوسرے سے بدگمان کر دیتے ہیں۔وقت گزرتا گیا اور وہ ضدی اور ہر دھڑم ہوتی گئی۔اسے ہر شے کہنے کے بعد فوراً چاہیے ہوتی تھی چاہے وہ اس کی پہنچ سے جتنی بھی دور ہو۔اسی سب میں ان تینوں نے کالج میں ایڈ مشن لے لیا۔کالج بھی ایسا جس میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں ایک ساتھ پڑھتے تھے۔ان تینوں کا گروپ کالج میں بھی جلدی مقبولیت پا گیا تھا۔مشال جو ایک خوبصورت،دھیمے مزاج اور فطرتاً تھوڑی جلدی ڈر جانے والی، چلبلی سی لڑکی تھی۔فریال کی بات کی جائے تو وہ تھوڑی بہادر اور کافی حد تک ذہین تھی۔وہ تینوں ہی الیٹ کلاس سے تعلق رکھتی تھیں۔ریحام ان دونوں کی بنسبت کچھ لاپرواہ کچھ بے نیاز سی تھی۔وہ اپنے غصے کی وجہ سے کافی مشہور تھی ان سے غصہ آتا تو وہ عجیب سا برتاؤ کرتی۔

www.novelsclubb.com

اس کی اس عادت سے زیادہ تر لوگ اس سے دور ہی بھاگتے تھے۔کبھی کبھی اسے اکیلے میں احساس ہی ہوتا مگر پھر وہی بے نیازی۔۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

یہ بھی معمول کا ہی ایک دن تھا۔جب وہ غصے سے کالج گیٹ سے انٹر ہو رہی تھی۔وہ غصے سے سرخ چہرہ لیے، بالوں کی پونی ٹیل اور کالج یونی فارم میں تیز تیز قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی کہ یک دم کسی سے زوردار تصادم ہوا۔

"اندھے ہو؟"پھاڑ کھانے والا انداز۔

"میں اندھا ہوں،تو تم کیا ہو؟"جوابا اس لڑکے نے سرد نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"اپنی حد میں رہو۔سب پتہ ہے مجھے تم جیسے نمونے کیا کرتے پھرتے ہیں۔"ریحام اسے طنزیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے گویا ہوئی۔

طلبہ دلچسپی سے یہ منظر دیکھ رہے تھے جیسے کسی کا پسندیدہ شو لگ گیا ہو۔

"تم ہو کون؟تمہاری کیا اوقات جو تم میر حاشر کے سامنے اس طرح زبان چلا رہی ہو۔ابھی کے ابھی تمہیں اس کالج سے اؤٹ کروا سکتا ہوں۔وہ اس سے اوپر سے لے کر نیچے تک دیکھتے ہوئے زہرخند لہجے میں بولا۔

"میری اوقات یہ ہے کہ میں تمہارے سامنے کھڑی تمہاری آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑی ہوں اور تم کچھ بھی نہیں کر پا رہے۔"انداز طنزیہ تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کیا ہو رہا ہے؟" طلبہ میں سے کسی نے سرگوشی میں پوچھا

"ہونا کیا ہے؟ دو امیر ماں باپ کی بگڑی ہوئی اولادیں آمنے سامنے لو سٹوری کا سٹارٹ ہے۔"

جواباً دوسرے فرد نے قہقہہ لگایا۔

اس کے انداز پر اس وہ اسے دل ہی دل میں سراہے بنا نہ رہ سکا۔

کیا ہمت تھی اب ایم این اے کے بیٹے کے سامنے زبان چلائی جا رہی تھی؟

"سارا موڈ خراب کر دیا۔" سر جھٹک کر وہ آگے بڑھ گئی۔

اسے تو میں کالج سے نکلوا کر ہی چھوڑوں گا۔ میر حاشر کے چہرے پر ایک عزم تھا۔

ان دونوں کا اب جہاں بھی سامنا ہوتا وہ دونوں ہی ناگواری سے راستہ اور چہرہ پھیر لیتے۔ میر حاشر کوئی موقع تلاش کر رہا تھا کہ کسی طرح سے اسے کالج سے نکلوا سکے۔ مگر وہ پڑھائی میں اتنی اچھی تھی اور کسی استاد کو بھی اس سے کوئی خاص مسئلہ مسائل نہ تھا۔ پھر بھی میر حاشر اپنی کوشش جاری رکھے ہوئے تھا۔ اج معمول کا دن تھا۔ کالج میں داخل ہوں تو وہیں چھل پہل جو یہاں موجود ہوتی ہے۔ طلبہ ادھر ادھر نظر آتے تھے۔ کیفٹیریا میں جاؤ تو وہاں کا ماحول کسی دیسی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ڈھابے کی طرح کا منظر پیش کرتا تھا۔ جگہ جگہ کرسیاں او ع میز جن پر لڑکے لڑکیاں گروپس کی صورت میں براجمان تھے۔ ریحام، مشال اور فریال اپنی میز پر موجود خوش گپیوں میں مشغول تھیں۔

"یار مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا۔اس نے میری سب کے سامنے بے عزتی کر دینی ہے۔"میر کے سامنے کھڑا اس کا دوست منہ بگاڑے بولا جبکہ اس کے ساتھ والا دوست

قہقہہ لگا کر ہنسا۔

"پٹ گئی تم لوگوں سے لڑکی۔"وہ ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا

میر حاشر نے اسے قہر برساتی نظروں سے گھورا۔

"کہاں ہے نا تجھے اس سے تھوڑا بہت تنگ کرنا ہے۔ضرورت پڑی تو ہاتھ بھی پکڑ لیں،بس آگے میں آ جاؤں گا، تیرا کام ختم۔میر حاشر نے تسلی امیز انداز میں کہتے ہوئے دوسرے لڑکے کا حوصلہ بڑھایا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"چل جارہاہے کہ نہیں؟"میر حاشر نے تنبیہ کرتی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"جارہاہوں۔" وہ منہ بگاڑتا آگے کی طرف بڑھ گیا۔

اب اس کے قدم ریحام والی میز کی طرف تھے۔

"ہائے بیوٹیفل۔۔"ریحام کی میز کے قریب کھڑے ہو کر فہد نے بڑے خوشگوار موڈ اور کانفیڈنس سے اس سے مخاطب ہوا۔

اس کے پکارنے پر وہ تینوں چونکیں مگر پھر ریحام مسکرا کر گویا ہوئی۔

"ہیلو بے غیرت۔۔"آواز اتنی تھی کہ قریب بیٹھے لوگ باسانی سن سکیں۔ وہ جانتی تھی یہ ان کے کالج کا ایک نمبر کا لفنگا اور ٹھرکی لڑکا تھا۔ آئے دن کبھی کسی کے ساتھ نظر آتا تو کبھی کسی کے ساتھ ،

ریحام کے اس طرح کہنے پر جہاں فہد کا چہرہ اترا وہیں سب کے قہقہے ابل پڑے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میر حاشر دور کھڑا تھا وہ یہ تو نہ جان پایا ریحام نے کیا کہا ہے۔ مگر فہد کا اترا چہرہ اور باقی سب کا قہقہہ اسے سمجھا گیا کہ ضرور بے عزتی ہی کی ہے۔

"میں تم سے تمیز سے مخاطب ہوا تو تم بھی تمیز سے مخاطب نہیں ہو سکتی؟" فہد نے اپنے چہرے کے تاثرات کو نارمل رکھنے کی ناکام سی کوشش کی۔

"تو تمہیں کس نے کہا ہے کہ مخاطب کرو؟" جواب فریال کی طرف سے آیا تھا۔

"میں ریحام سے بات کر رہا ہوں۔" اس نے فریال کو اطلاع دی کہ اس نے اس سے مخاطب نہیں کیا۔

ریحام نے طنزیہ نظروں سے اسے دیکھا جیسے وہ تو اس کی ایک آواز پر دوڑی ہوئی جائے گی۔

ریحام اٹھ کھڑی ہوئی تو وہ دونوں بھی اس کی تقلید میں کھڑی ہو گئیں۔ جبکہ باقی عوام دلچسپی سے شو دیکھ رہی تھی۔

اپنے کام سے کام رکھو۔۔ یہ کہہ کر ریحام آگے بڑھنے لگی کہ فہد نے حاشر کے کہنے پر عمل کرتے ہوئے اس کا ہاتھ پکڑنا چاہا مگر ہاتھ کے بجائے کہنی ہاتھ میں آئی۔

باقی سب اب غور سے ریحام کا ردعمل دیکھنے کے لیے بے چین ہوئے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ریحام اپنی کہنی اس کی گرفت میں پا کر ایک لمحے کو ٹھٹکی۔ مگر اگلے ہی لمحے اس نے اپنی کونی چھڑوانے کے لیے پوری قوت سے اس کے پیٹ میں دے ماری۔ وہ کراہ کر رہ گیا۔ جبکہ باقی سب تماشہ دیکھنے میں مصروف تھے۔ البتہ مشال اور فریاد پریشانی سے ریحام کی طرف دیکھ رہی تھی جانتی تھیں اب وہ لحاظ نہیں کرے گی۔

میر حاشر جو آگے کی طرف بڑھ کر اسے بچا کر ریحام کی نظر میں اچھا بننا چاہتا تھا۔ وہی پرانا حربہ لڑکی کو امپریس کرنے کا، مگر اسے کہنی سے وار کرتا دیکھ کر وہیں رکا۔ اسے سمجھ نہ آیا اب کیا کرے؟ جائے یا نہ جائے؟ کیونکہ اس سے تو لگا تھا وہ چھڑوانے کی کوشش میں ہلکان ہو گی اور وہ فہد کو دو چار لگا کر مہان بن جائے گا۔ یہاں تو ریحام نے گیم ہی الٹ دی تھی۔

ریحام نے کہنی آزاد ہونے پر اپنی یونیفارم کی جیب سے پین نما شکل کا بلیڈ نکال کر فہد کے اس ہاتھ جس پر اس نے اسے کہنی اس کی کہنی تھامی تھی اس پر وار کیا۔ وار اتنا شدید نہیں تھا مگر وہ جو کہنی لگنے پر اتنا بے یقین تھا، اب بلیڈ والے حملے کے لیے تیار نہ تھا۔ وہ حیرت سے اس کی شکل دیکھ رہا تھا جو خونخواہ نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ ہتھیلی سفون ابل رہا تھا اور چہرے پر تکلیف دہ آثار نمودار ہوئے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آئندہ آئندہ یہ جرات مت کرنا۔ابھی تو صرف ہاتھ کاٹا ہے اگلی بار شہ رگ کاٹ دوں گی۔۔وہ بھوکی شیرنی کی مانند غرائی۔

سب حیرت سے اس کارد عمل دیکھ رہے تھے۔کوئی بھی یہ توقع نہیں کر رہا تھا۔زیادہ سے زیادہ ایک تھپڑ کی توقع تھی۔دبی دبی سر گوشیاں ابھرنے لگیں۔پورے کیفے میں طلبہ کا ہجوم اکٹھا ہو چکا تھا۔میر حاشر بے یقینی کے عالم کھڑا تھا۔اس نے ہزاروں لڑکیاں دیکھی تھیں مگر یہ ہاتھ لگانے پر ہاتھ کاٹ چکی تھی۔

کیا ہو رہا ہے؟اچانک سے ایک استاد کی رعبدار آواز ابھری وہ یقیناً اتنے ہجوم کو دیکھ کر ہی یہاں آئے تھے۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد :

یہ پرنسپل کے آفس کے اندر کا منظر تھا۔جہاں فہد اور ریحام اپنے اپنے والد کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے تھے۔فہد کے ایک ہاتھ پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔جبکہ سر حمید جنہوں نے یہ سب دیکھا تھا،وہ بھی وہی موجود تھے۔سربراہی کرسی پر پرنسپل براجمان تھے۔

www.novelsclubb.com

جی تو مرزا صاحب آپ بتائیں میں نے ساری بات آپ کو بتائی ہے۔ غلطی بے شک فہد کی ہے مگر اتنا شدید ردعمل؟ ریحام کسی کو انفارم کر سکتی تھی۔ یوں ہاتھ کاٹ دینا کہاں کی عقل مندی ہے؟ پرنسپل صاحب تاسف سے کہہ رہے تھے۔

ان کے اس طرح کہنے پر مرزا صاحب نے جن نظروں سے ریحام کو دیکھا وہ شرمندہ ہو گئی۔

سوری سر۔۔ سوری بابا۔۔ مگر آپ خود دیکھیں ہم یہاں پڑھنے آتے ہیں اور انسان جس جگہ سیف ہی نہ ہو جہاں وہ روز آتا ہے تو۔۔؟ مجال ہے جو اس نے اپنی غلطی تسلیم کر لی ہو۔ سوری کرنے کے باوجود ہٹ دھرمی میں اس کا کوئی ثانی نہیں تھا۔

آپ ہمیں بتا سکتی تھیں؟ پرنسپل صاحب نے سنجیدگی سے طنز کیا۔

سر آپ اسے ڈانٹتے، غصہ کرتے یا زیادہ سے زیادہ اسے نکال دیتے سزا نہیں دیتے۔۔ وہ اپنے موقف پر ڈٹی رہی۔

اس کی ہٹ دھرمی پر مرزا صاحب نے اسے گھورا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں معذرت چاہتا ہوں آپ سے پرنسپل صاحب۔ایک موقع اسے دیں اگر اس بار اس نے کچھ کیا تو آپ مجھے بلانے کے بجائے اسے گھر بھیج دیجیے گا۔مرزا صاحب نے پرنسپل صاحب قائل کرنے والے انداز میں کہا۔

ٹھیک ہے مرزا صاحب اپ یہ وجہ سے ہم ایک موقع دے دیتے ہیں۔

مرزا صاحب پرنسپل صاحب کا شکریہ ادا کر کے ریحام کو لے کر باہر چلے گئے تھے۔گھر انے تک گاڑی میں مکمل خاموشی رہی۔گھر کے پورچ میں گاڑی رکنے پر مرزا صاحب گھر کے اندر کی طرف سٹڈی میں چلے گئے۔ان کی ناراضگی کا سوچتے ہی ریحام نے ہونٹ چبائے۔

ریحام تم اتنی جلدی اور اپنے بابا کے ساتھ خیریت؟ریحام کو اتنی جلدی مرزا صاحب کے ساتھ گھر لوٹتے دیکھ کر رقیہ بیگم نے بے اختیار پوچھا۔

جھگڑا ہو گیا تھا میرا۔انہیں مختصر جواب دے کر وہ کمرے میں آگئی فریش ہو کر مرزا صاحب کو منانے کا ارادہ تھا۔

تقریبا دس دن گزر گئے تھے اس واقعے کو،ریحام نے مرزا صاحب سے معافی مانگ لی تھی۔ البتہ وہ پریشان تھے ریحام کی ایسی حرکتیں بڑھتی ہی جا رہی تھیں۔وہ اپنا ٹیمپر بہت جلدی لوز

کرنے لگی تھی۔دوسری طرف میر حاشر اس کی اس حرکت پر صرف بدلہ لینے کا کوئی موقع تلاش کر رہا تھا۔وہ ایم این اے کی بگڑی ہوئی اکلوتی اولاد تھا۔کوئی اسے نیچا دکھائے اسے برداشت نہیں تھا۔وہ بھی ایک لڑکی؟ کبھی نہیں۔۔وہ موقع کی تلاش میں تھا جو کہ اسے مل گیا تھا۔اگلے دو دن بعد کالج میں کانسرٹ رکھا گیا تھا۔جس پر میر حاشر اور اس کے دوستوں نے بدلہ لینے کا ارادہ کیا تھا۔ان کا ارادہ یقیناً خطرناک تھا۔

ریحام اس سب سے انجان اپنی مستی میں مگن تھی۔

آخر کار وہ دن بھی آ ہی گیا جس کا سب کو انتظار تھا۔ہفتے کا دن اور شام کے سات بجے کا وقت تھا۔کالج میں سب موجود تھے۔گراؤنڈ میں ہی سٹیج بنا کر اس پر سنگرز گانے گا رہے تھے۔جبکہ طلبہ اور اساتذہ اس سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ریحام، فریال اور مشال ایک جیسے کالے رنگ کے کپڑوں میں موجود تھیں۔دوسری طرف میر حاشر اور فہد بھی اپنے دوسرے دوست کے ساتھ تیار بیٹھے تھے، بدلہ لینے کے لیے۔

ریحام ہر چیز سے بے نیاز سٹیج سے قریب کھڑی گانوں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے ویڈیو بنا رہی تھی۔اس دائیں بائیں اس کے فریال اور مشال کھڑی تھیں۔اس سے کچھ دور میر حاشر اپنے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

دوستوں کے ساتھ کھڑا اسے نظروں کے حصار میں لیے ہوئے تھا۔اور یہ نظریں عام نظریں نہیں تھیں بلکہ بہت ہی گہری نظریں تھیں۔اچانک ریحام کو محسوس ہوا کہ اسے واش روم یوز کرنا ہے تو وہ فریال اور مشال کو بتا کر واش روم کی طرف بڑھ گئی۔ان دونوں نے ساتھ آنے کی ضد کی مگر ریحام نے انہیں ٹال دیا۔میر حاشر کو یہی موقع درست لگا۔اس نے فہد کو کوئی اشارہ کیا اور وہ فوراً سے اس کے پیچھے بھاگا۔ریحام کالج کے اندر کی طرف بڑھ رہی تھی چونکہ باقی سب لوگ باہر ہی تھے تو اندر کوئی ایک آدھ لوگ ہی تھے۔وہ بائیں طرف کی راہداری کی طرف مڑ گئی اور ظبا تھ روم چونکہ اندر کی طرف تھے۔لہذا میر حاشر کے لیے آسانی ہی آسانی تھی۔ریحام باتھ روم کے اندر گئی مگر اس سے پہلے کہ وہ اندر کی طرف بڑھتی کسی نے اس کا ہاتھ پکڑا۔اس نے چونک کر اپنے ہاتھ کو دیکھا۔اسے ایک دم گھبراہٹ شروع ہو گئی اسے نظریں اٹھا کے دیکھا تو وہاں میر حاشر کھڑا تھا اس کا غصہ عود آیا۔

تم گھٹیا انسان تم یہاں کیا کر رہے ہو وہ غصے سے چیخی۔۔تم میرا پیچھا کر رہے ہو؟

نہیں میں تمہارا پیچھا نہیں کر رہا مجھے تم سے بات کرنی ہے پلیز میری بات سنو۔۔میر حاشر نے التجائی انداز میں اسے قائل کرنے والے انداز میں کہا۔

اپنی بکواس بند کرو اور دور ہٹو مجھ سے۔۔۔اسے خود کے قریب آتے دیکھ کر ریحام چیخی۔

www.novelsclubb.com

دیکھو میں بس تم سے بات کرنا چاہ رہا ہوں۔وہ قدم قدم اٹھاتا اس کے قریب آرہا تھا۔ریحام الٹے قدم پیچھے کی طرف بڑھ رہی تھی۔اسے یک دم اس سے خوف آنے لگا۔وہ جتنی بھی بہادر تھی تھی تو ایک لڑکی ہی نا؟اور خود کو اکیلے ایک مرد کے ساتھ پاکر وہ بہت زیادہ خوفزدہ ہوگئی تھی۔مگر اس کے سامنے ظاہر نہیں کرنا چاہتی اس لیے چیخ پڑی۔

تم ایک گھٹیا انسان ہو میر حشر! تمہیں کیا لگا تم مجھ سے بدلہ لینے کے لیے یہ گھٹیا حرکت کرو گے مجھے علم نہیں ہوگا؟وہ یقیناً اس کی نیت سے واقف ہوگئی تھی۔

تم نے بالکل درست سمجھا۔۔وہ طنزیا مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

اس سے پہلے کے ریحام کچھ سمجھتی تین چار اساتذہ کے ساتھ کئی طلبہ باتھ روم کے دروازے سے نمودار ہوئے۔

دیکھا سر میں نے آپ کو کہا تھا نا کہ ریحام نے میر حاشر کو ادھر بلایا ہے۔فہد نے طنزیا مسکراہٹ ریحام کی طرف اچھالتے ہوئے کہا۔

جبکہ ریحام اس اچانک حملے پر خود کو سنبھالنے کی کوشش کر رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سر۔۔ سر دیکھیں نا میں یہاں پر واش روم پہ یوز کرنے کے لیے آئی ہوں اور یہ میرے پیچھے پیچھے آگیا۔ ریحام نے اپنے اساتذہ کو دیکھتے ہوئے اپنے دفاع کے لیے کچھ کہا۔

مگر اس سے پہلے ہی مارخ بول پڑی۔

ریحام جھوٹ مت بولو میں نے خود تمہیں مشال اور فریال کو یہ کہتے سنا تھا کہ تم واش روم جا رہی ہو اور اس سے پہلے تم فون استعمال کر رہی تھی تو اس کا مطلب تو یہی ہوا نا کہ تم نے حاشر کو خود یہاں بلایا ہے۔ مارخ جو کہ اس وقت ان تینوں کے قریب کھڑی تھی اس نے یہ سب سنا تھا اور یہ یقینا فہد حاشر اسے بھی ساتھ ملا چکے تھے کیونکہ وہ ریحام سے اچھا خاصا چڑتی تھی۔

www.novelsclubb.com

نہیں سر ایسا کچھ نہیں ہے ریحام ایسی نہیں ہے۔ فریال سب کو ریحام کے خلاف ہوتا دیکھ کر اس کے دفاع میں بولی

بالکل سر ایسا کچھ نہیں ہے یہ سب لوگ جھوٹ بول رہے ہیں۔۔ مشال نے بھی ہمت کر کے بولنا شروع کیا۔

وہ اس وقت ریحام کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتی تھیں۔اور سچے دوست کبھی بھی آپ کو مشکل وقت میں اکیلا نہیں چھوڑتے۔یقیناوہ دونوں ریحام کی بہترین دوست تھیں۔

ریحام ابھی تک بے یقین تھی۔سب اس کے ساتھ کیا ہو گیا تھا؟اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔ مطلب اب اس کے کردار پر انگلی اٹھائی جائے گی؟ایک انسان کے لیے اس سے بڑا تکلیف دے منظر کیا ہو سکتا ہے کہ اسے اپنی اپنے کردار کی صفائی پیش کرنا پڑے۔اپنی کردار کے لیے اسے گواہیاں دینی پڑی جب کہ وہ بالکل سچا ہو ایماندار ہو اور پاک دامن ہو۔

ریحام اور حاشر آپ لوگ پرنسپل کے افس میں چلیں۔آپ لوگوں کا فیصلہ وہی کریں گے۔۔سر منور جو کہ تھوڑے سے غصے والے تھے انہوں نے سخت نظروں سے انہیں دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

www.novelsclubb.com

تقریبا 25 منٹ بعد ریحام اور میر حاشر دونوں کے باپ پرنسپل آفس میں داخل ہو رہے تھے۔ آج پھر وہی دن دہرایا جارہا تھا جو کہ دس دن پہلے دہرایا گیا تھا۔مگر آج؟آج فہد کی جگہ میر حاشر تھا۔

ریحام نے کتنی بار سر کو منع کرنے اور اپنا یقین دلانے کی کوشش کی کہ اس نے کچھ نہیں کیا۔ اس کے لیے شرم کا مقام تھا کہ اس کے باپ کو یہ سب معلوم ہو۔مگر وہ جانتی تھی اس کا باپ

اس کا ہی یقین کرے گا۔اس لیے خاموش ہو گئی۔یقیناًاب اس کے پاس کوئی ڈھال تو ہو گی جہاں وہ اپنا سر چھپا سکے گی۔ورنہ یہاں تو سب لوگ اسے ایسے دیکھ رہے تھے جیسے وہ بد کردار ہو۔

بابا۔۔بابا دیکھیں نا یہ لوگ مجھ پہ الظام لگا رہے ہیں۔میں نے کچھ بھی نہیں کیا جیسے یہ لوگ سمجھ رہے ہیں۔آپ تو مجھے جانتے ہیں نا ان سب کو بتائیں۔ریحام باپ کو دیکھ کر بالکل بچی بن گئی۔ اور یہ فطرتاً ہے کہ انسان سے جو سب سے زیادہ پیار کرتا ہے انسان اس کے سامنے بچہ بن جاتا ہے۔

ریحام خاموشی سے کھڑی ہو جاؤ مجھے بات کرنے دو۔شہریار مرزا کا لہجہ آج پہلی بار ریحام کے لیے خشک اور سرد تھا۔

باپ کے لہجے کی سرد مہری محسوس کر کے ریحام پیچھے ہو گئی۔اسے لگا جیسے شاید بابا آج زیادہ غصے میں ہیں، کیونکہ آخری بار انہوں نے اسے لاسٹ وارننگ دی تھی۔

جی پرنسپل صاحب آپ نے بلایا تھا۔۔؟ریحام کو کہتے وہ پرنسپل سے مخاطب ہوئے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جی مرزا صاحب اپ کی صاحبزادی ریحام مرزا۔۔پرنسپل صاحب جیسے جیسے بولتے جارہے تھے شہریار مرزا کی آنکھیں حیرت سے پھٹتی جارہی تھیں۔

انہوں نے بے یقینی سے چہرہ اٹھا کر ریحام کی طرف دیکھا جو نفی میں سر ہلا رہی تھی۔

نہیں بابا میں نے یہ سب نہیں کیا۔۔ان کی آنکھوں میں اپنے لیے بے یقینی دیکھ کر ریحام تڑپ اٹھی۔

آپ مجھے کل کا وقت دیں میں آپ سے اکیلے میں آکر ملوں گا۔۔شہریار مرزا نے دھیمی آواز میں میں پرنسپل صاحب کو کہا۔

کہتے ساتھ وہ باہر کی طرف بڑھے اور ریحام کو اپنے پیچھے آنے کا کہا۔

گھر آنے تک گاڑی میں مکمل خاموشی رہی اور یہ خاموشی کسی طوفان کا پتہ دے رہی تھی۔

گھر کے پورچ میں گاڑی رکنے پر شہریار مرزا جھٹکے سے گاڑی سے نکلے اور گھر کے اندر کی طرف بڑھ گئے۔ریحام کو نہ جانے کیوں آج شہریار مرزا کے غصے سے خوف آرہا تھا۔وہ بھی اندر کی طرف بڑھ گئی۔دل بری طرح سے دھڑک رہا تھا۔اس کے اندر آتے ہی شہریار مرزا جو کہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

لاؤنج میں چکر کاٹ رہے تھے غصے سے اس کی طرف بڑھے تو ریحام دو قدم پیچھے ہوئی۔لاؤنج میں کوئی بھی موجود نہ تھا۔ملازمہ کچن میں تھی۔جبکہ رقیہ بیگم اپنے کمرے میں،غاذان اور ماہا سکول گئے ہوئے تھے۔

یہ سب کیا تھا ریحام ؟وہ سرد لہجے میں غصے سے بلند آواز میں دھاڑے۔ضبط سے ہاتھوں کی نسیں ابھر آئیں تھیں۔ان کے لیے شرم کا مقام تھا کہ ان کی بیٹی ایک لڑکے کے ساتھ پائی گئی تھی اور وہ بھی ایسی جگہ پر۔۔

میں نے کچھ نہیں کیا بابا۔۔وہ سب لوگ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں۔۔پہلی بار اپنے لیے مرزا صاحب کا ایسا لہجہ محسوس کر کے ریحام کانپ گئی۔

اتنے لوگ جھوٹ بولیں گے ؟ان کی آواز اب پہلے سے زیادہ بلند تھی۔

تو آپ کا مطلب ہے میں جھوٹ بول رہی ہوں ؟ریحام ان کے لہجے میں بے یقینی دیکھ کر حیرت سے مر جانے کو ہوئی۔کہاں امید تھی کہ اس کا باپ اس کا یقین نہیں کرے گا۔

مجھے کیا معلوم ؟جب تم لوگوں کے ہاتھ کاٹ سکتی ہو تو یہ بھی کر سکتی ہو۔یہ سب تم کیا کر رہی ہو ریحام تم نے میرا سر جھکا دیا۔میں نے تم سے جتنی محبت کی آج تک کسی سے نہیں کی اور تم میری

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

عزت کو یوں خاک میں ملا رہی ہو؟ وہ پہلے ایک طنزیہ بولتے آخر میں افسوس سے کہتے جیسے ڈھ گئے تھے۔

میں نے۔۔آپ کو ایسا لگتا ہے؟ ریحام کی آواز بھرا گئی۔

تمہیں اگر کوئی پسند تھا تو مجھے بتاتی یہ سب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ وہ اس کے سوال کا جواب دینے کے بجائے اپنی کہہ رہے تھے۔

آپ۔۔۔ہاں میں تھی اس کے ساتھ میں نے ہی بلایا تھا اسے۔۔ریحام بے یقین تھی مگر یکدم اس کے اندر کی خود سر ریحام نے سر اٹھایا۔

اس سے پہلے کہ وہ بے باکی اور ڈھٹائی سے اپنا جملہ مکمل کرتی کہ یکدم ایک تھپڑ کی گونج پورے لاؤنج میں گونجی۔ریحام جو کچھ بولنے والی تھی۔اپنے چہرے پر تھپڑ پڑنے سے صدمے کی کیفیت میں اپنی گال کو دیکھتی تو کبھی شہریار مرزا کو۔

رقیہ بیگم جو کہ شہریار مرزا کی دھاڑوں پر نیچے آرہی تھیں۔سیڑھیوں میں کھڑے ہی انہوں نے یہ منظر دیکھا تو ان کی آنکھوں میں بھی یقینی ہی بے یقینی تھی۔ریحام وہ شخصیت تھی جس کی وجہ سے شہریار مرزا نے انہیں بھی بھلا دیا تھا اور اب وہ اس پر ہاتھ اٹھا رہے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ملازمائیں کچن کے دروازے سے جھانک رہی تھیں اوران کے چہروں پہ بھی بے یقین ہی بے یقینی تھی۔سب جانتے تھے وہ شہریار مرزا کی کتنی لاڈلی اولاد ہے۔

یک دم رقیہ بیگم ہوش میں آتے آگے بڑھیں۔

کیا ہو گیا ہے اپ کو شہریار؟جوان بچی پر ہاتھ اٹھا رہے ہیں؟وہ یک دم آگے بڑھیں اور ریحام کو شہریار مرزا سے دور کیا۔

جو خاک یہ میرے سر میں میرے ڈال کے آئی ہے اس کے بعد میں اس کو پھولوں کے ہار پہنانے سے تو رہا،اوپر سے اس کی ڈھٹائی دیکھو کیسے اپنے جرم کا اعتراف کر رہی ہے۔شہریار مرزا غصے سے گرجے۔

www.novelsclubb.com

ہوا کیا ہے؟

یہ تم اپنی بیٹی سے پوچھو۔۔وہ سرد لہجے میں بولتے سٹڈی روم کی طرف بڑھ گئے۔

کیا ہوا ہے ریحام؟وہ نرمی سے استفسار کر رہی تھیں۔وہ اب اس سے نرمی سے ہی پیش آتی تھیں اور یہ بدلاؤ میجر حمدان کی موت کے بعد ریحام کی حالت دیکھ کر ہی آیا تھا۔

مگر وہ جواب دیے بغیر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تقریباچھ گھنٹے ہو چکے تھے،ریحام کو کمرے میں بند ہوئے۔شہریار مرزا کی بدولت رقیہ بیگم ساری حقیقت جان گئیں تھیں۔اور رقیہ بیگم اور شہریار مرزا نے ماہااور غازان سے یہ بات چھپائی تھی،کیونکہ وہ جانتے تھے وہ ابھی بچے ہیں۔ان کے دماغوں میں یہ بات نہیں ڈالی جاسکتی۔ انہوں نے ان سے یہی کہا کہا کہ کالج میں لڑائی ہوگئی ہے۔جس کی وجہ سے اسے باباسے ڈانٹ پڑی ہے جس پر وہ بھی پریشان ہوگئے تھے کیونکہ شہریار مرزا نے ریحام کو کبھی نہیں ڈانٹا تھا۔ تقریباچھ گھنٹوں میں وہ لگاتار روتی آئی تھی۔اسے یقین نہیں آرہاتھا کہ اس کے باپ نے اس پر اعتبار نہیں کیااور دوسرا انہوں نے اس پر ہاتھ اٹھایا ہے؟وہ ابھی تک بے یقین تھی۔آج اسے یقین ہو چلا تھا کہ جو ہم سے محبت کرتے ہیں یہ ضروری نہیں کہ وہ ہم پر اعتماد بھی کریں۔۔اسے یہ بھی احساس ہوگیا تھا کہ جن سے ہم محبت کرتے ہیں وہ ہمارے معاملے میں بڑے بے رحم ہوتے ہیں۔وہ یہ سب کچھ کی اس سب کچھ کی توقع رقیہ بیگم سے تو کر سکتی تھی مگر شہریار مرزا سے کبھی نہیں۔۔وہ اس کے آئیڈیل آئز باپ تھے۔وہ ایک بہترین باپ تھے،ریحام کی نظر میں۔۔مگر آج اسے اندازہ ہوگیا وہ بھی ایک روایتی باپ کی طرح ہی ہیں اور اپنے باپ کا رویہ اپنی ماں کے ساتھ تو وہ بچپن سے دیکھتی آئی تھی۔کچھ چھپا ہوا نہیں تھا۔مگر اسے لگتا تھا شاید وہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ایک اچھے باپ ہیں مگر وہ غلط تھی۔ایک اچھا انسان سب رشتوں کو بیلنس کرتا ہے۔تب ہی وہ ایک اچھا شوہر،اچھا باپ،اچھا بھائی اور اچھا انسان بن پاتا ہے اور جو لوگ رشتوں میں توازن نہیں رکھ سکتے وہ کبھی بھی اچھے انسان نہیں بن سکتے تھے۔وہ اٹھارہ سال کی تھی، حقیقتوں سے آشنا تھی۔اس کا بھی دل چاہتا تھا کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ ایک خوشگوار زندگی گزارے، ماں سے تو چلو کبھی پیار ملا ہی نہیں اور اگر اب وہ اس کے ساتھ نرمی سے پیش آتی تھیں۔مگر اب وہ ان چیزوں پر دھیان نہیں دیتی تھی، کیونکہ جب اس سے ان کی ضرورت تھی۔تب وہ اس کے پاس نہیں تھی تو وہ اب کیا کرتی؟ماں باپ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ اولاد خود بخود دنیا میں نہیں آتی۔۔انہیں دو لوگوں کی باہمی رضامندی اس دنیا میں لاتی ہے اور ان کے کچھ حقوق و فرائض ہیں۔اگر اولاد ماں باپ سے اچھے طریقے سے پیش آرہی ہے۔ان کی عزت کر رہی ہے، ان کا احترام کر رہی ہے،ان سے محبت کر رہی ہے تو اس کے بدلے میں ماں باپ کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کو یہی دے۔قران اور حدیثوں میں بہت کچھ ہے جس سے یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اولاد اور والدین کے حقوق و فرائض کیا ہیں۔۔مگر زور کس پر دیا جاتا ہے؟ہمارا معاشرہ کس پر زور دیتا ہے؟ہمارے سکولز،ہماری یونیورسٹیز،ہمارے اساتذہ،ہمارا معاشرہ کس پر زور دیتا ہے؟والدین کے حقوق کو۔۔۔جبکہ اولاد کے بھی اتنے ہی حقوق ہیں۔آج ہم ایلٹ کلاس میں

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

دیکھیں تو اس میں سب اپنی اپنی رنگینیوں میں مگن ہیں۔ماں باپ اولاد پیدا کر کے ایسے بھول جاتے ہیں جیسے یہ ان کی اولاد ہی نہ ہو۔دو لوگ اولاد پیدا کر رہے ہیں اس کا مطلب ہے وہ دو لوگ ایک انسان کی ذمہ داری لے رہے ہیں۔دو لوگ بھی مل کے صرف ایک انسان کی ذمہ داری نہیں اٹھا سکتے؟

رقیہ بیگم،ماہا اور غازان کے بہت زیادہ اصرار پر ریحام نے حلق سے کچھ اتارا تھا اور دوبارہ کمرے میں بند ہو گئی۔رقیہ بیگم نے شہریار مرزا سے بات کی تھی۔انہیں ریحام کی حالت کے بارے میں بتایا تھا کہ وہ کتنی دیر روتی رہی ہے۔رقیہ بیگم خود بھی پریشان ہو گئی تھیں۔وہ جتنا بھی اس سے خود کو دور رکھ لیتی مگر وہ ان کے وجود کا حصہ تھی اور اٹھارہ سال انہوں نے اپنی انکھوں کے سامنے اس کو بڑھتے ہوئے دیکھا تھا۔وہ اس کا ایک ایک قدم پہچانتی تھیں۔انہوں نے شہریار مرزا کو بھی قائل کرنے کی کوشش کی کہ ایسا کچھ نہیں ہ۔ے ریحام پر ہو سکتا ہے الزام لگایا جارہا ہو کیونکہ انہیں یقین ہی نہیں تھا۔وہ ماں تھیں۔جانتی تھی ان کی اولاد ایسا کبھی نہیں کر سکتی۔ رقیہ بیگم کے کافی سمجھانے کے بعد شہریار مرزا کو احساس ہوا کہ انہیں تھپڑ نہیں مارنا چاہیے تھا اور اس کی حالت کا سن کر بھی وہ کچھ پریشان ہو گئے تھے تو لھذا انہوں نے ریحام کو نیچے بلوایا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ کچھ بھی کہے بغیر آگئی تھی اور سپاٹ چہرے سے ان کی طرف دیکھتی رہی۔ شہریار مرزا نے اس سے کہا تھا کہ اس کا پاسپورٹ اور ویزا اگلے مہینوں تک بن کر آجائے گا تب تک وہ کالج نہیں جائے گی اور وہ کس یونیورسٹی میں ایڈمیشن لینا چاہتی ہے اور کس ملک میں جانا چاہتی ہے یہ بھی بتا دے تاکہ اسے باہر بھیج سکیں۔ ریحام یہ سن کر بے یقینی کا شکار تھی۔ مطلب کہ اب ان کے لیے اتنا بوجھ بن گئی تھی کہ وہ اسے یہاں سے بھیجنا چاہتے تھے؟ ریحام نے تلخی سے سوچا اور انہیں لندن اور لائر کا آپشن دے دیا۔ مگر شہریار مرزا نے اس پر سختی سے کہا کہ ایسا پیشہ اختیار کرنے کی اسے اجازت نہیں ہے۔ وہ کوئی آسان اور لڑکیوں والا پیشہ اختیار کرے جس سے آگے مشکل پیش نہ آئے۔ وکیلوں کے ہزاروں دشمن ہوتے ہیں۔ وہ اسے اس طرح کا پیشہ اختیار کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے تھے۔ مگر ریحام اپنی ہٹ دھرمی پہ اتر آئی تھی۔ جس پر شہریار مرزا بھی غصے میں اکر یہ بول گئے کہ اگر تمہیں وکیل بننا ہے تو خود اپنے پیسوں سے بنو میں اس کے لیے تم ایک پھوٹی کوڑی نہیں دوں گا۔ ریحام بے یقینی سے ان کا چہرہ دیکھتی رہی۔ وہ اسے جھٹکے پر جھٹکے دے رہے تھے صرف ایک؟ صرف ایک غلطی کی وجہ سے جو کہ حقیقت بھی نہیں تھی۔ وہ بغیر کسی تصدیق کیے اس پر اپنے حکم لاگو کیے جا رہے تھے اور ایسے انسان کے لیے کہاں یہ برداشت کرنا ممکن ہے جو کہ صرف اپنی مرضی کرتا آیا ہو لہذا ریحام نے تلخی سے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کہا" مجھے آپ کے پیسوں کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ویسے بھی وکیل بننے کے لیے پیسوں کی نہیں دماغ کی ضرورت ہوتی ہے اور اب میں آپ کو آپ کے پیسوں کے بغیر وکیل بن کر دکھاؤں گی۔" جس پر وہ پیچ وتاب کھا کے رہ گئے۔ حیران تو رقیہ بیگم بھی تھیں صرف ایک بے بنیاد الزام کی وجہ سے وہ اپنی اولاد سے اپنا یقین کھو بیٹھے تھے۔ مگر پھر انہیں یاد آیا کہ جو انسان اپنی بیوی کے ساتھ یہ رویہ رکھ سکتا ہے تو وہ اولاد کا کیسے سگا ہو سکتا ہے؟ ریحام یہ سب کچھ شہریار مرزا کو کہہ تو چکی تھی کہ وہ ان کے پیسوں کے بغیر وکیل بنے گی۔ مگر وہ حد درجہ پریشان تھی۔ تقریبا تین سے چار دن تک وہ پریشان حال رہی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا، وہ کہاں جائے۔ جاب کیسے کرتی اس کے پاس اتنی تعلیم نہیں تھی۔ وہ سیکنڈ ایئر کی سٹوڈنٹ تھی۔ مگر یکدم اس کے دماغ میں جھماکہ سا ہوا اور ایک خوشی کی نئی لہر اس کے اندر دوڑ گئی۔ آج تقریبا ایک ہفتے بعد وہ تھوڑا بہت خوش اور مطمئن ہوئی تھی۔ ورنہ شہریار مرزا کے رویے اور اس واقعے کی وجہ سے وہ شدید ڈپریشن کا شکار ہو رہی تھی۔ اسے خیال آیا کہ چاچو کا جو بزنس ہے جو کہ شہریار مرزا ہی سنبھالتے ہیں ان کے اندر کوئی اچھی خاصیت ہو یا نہ ہو مگر وہ ایماندار تھے آج بھی حمدان کا حصہ وہ باقاعدگی سے اس کے اکاؤنٹ میں ڈلواتے تھے۔ چاچو کی وصیت کے مطابق اگر تو ان کی کوئی اولاد ہو گی تو دو پرسنٹ شیئرز غریب خانوں کے ہو جائیں گے اور باقی نوے پرسنٹ ان کی اولاد

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اور بیوی میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ لیکن اگر ان کی کوئی اولاد یا بیوی نہیں ہو گی تو تقریبا تیس پرسنٹ شیئرز غریب خانے میں جائیں گے اور ستر پرسنٹ ان کے بھائی بہن کے بچوں یعنی کہ شہریار مرزا اور فارحہ بیگم کے بچوں کے نام کر دیا گیا۔ ریحام اپنا مسئلہ حل ہونے پر بے تحاشہ خوش اور چاچو کی یاد پر عابدیدہ ہو گئی تھی۔

"چاچو آپ نہ ہو کر بھی ہر وقت میری مدد کے لیے تیار ہیں۔ آپ سا مخلص مجھے کوئی نہ ملا"۔

ریحام نے شہریار مرزا کو بتادیا کہ اس کا ویزا پاسورڈ اور ایڈوانس فیس کا جو بھی خرچہ ہو گا وہ چاچو کے بینک اکاؤنٹ سے ہو گا۔ شہریار مرزا اب کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ وہ دونوں صرف ایک بے اعتباری کی وجہ سے اتنی دور ہو گئی تھی۔ رشتوں میں اعتبار نہ ہو تو وہ کھوکھلے ہو جاتے ہیں۔

شہریار مرزا نے تو اسے اڑان بھرنا سکھایا تھا اور اب وہ اس کو قید کر رہے تھے۔ دنیا جہاں کی آزادی اور محبت دے کر اب یک دم سختی اور بے اعتباری دکھانا اسے اندر ہی اندر توڑ رہی تھی۔

ریحام نے صرف ایڈوانس فیس، داخلہ فیس جو کہ بہت ضروری تھی، صرف وہی پے کروائی تھی۔ باقی اس کا کوئی نوکری کر کے ادا کرنے کا ارادہ تھا۔ وہ جانتی تھی اخراجات صرف فیس کے نہیں ہیں بلکہ رہنے کے لیے چھت اور کھانے کے لیے پیسے کی بھی ضرورت ہے۔ مگر وہ زیادہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ان پیسوں میں سے خرچ نہیں کرنا چاہتی تھی تاکہ اس کے پاس بھی چاچو کی یادوں میں سے کچھ رہے۔

تقریباً ایک مہینہ گزر چکا تھا۔اس سارے واقعے کو اور اس تمام عرصے میرے ریحام کالج سے دستبردار ہو چکی تھی۔ کھانا پینا بولنا بہت کم کر چکی تھی وہ اپنے کمرے سے نہیں نکلتی تھی۔ مشال فریال کو وہ بتا چکی تھی کہ اب وہ لندن جا رہی ہے۔ مگر اصل وجہ نہیں بتائی تھی۔ غازان ماہا کی با نسبت سمجھدار اور بڑا تھا وہ سب کچھ محسوس کر سکتا تھا اسی لیے ایک مہینے میں علم ہو چکا تھا۔ اسے ریحام پر یقین تھا وہ چودہ سال کا تھا۔ وہ اس کی ماں جائی تھی اور وہ تو خود اسے سکول کا اسلامیات کا سبق محرم اور نامحرم کتنی تفصیل اور ڈھکے چھپے الفاظ میں سمجھا چکی تھی۔ اسے اس پر اعتبار تھا۔ مگر ریحام خود قریب نہیں آنے دیتی تھی۔

وقت ایک ہفتہ مزید گزر گیا اور اس سب میں ریحام کی چپ ابھی تک نہیں ٹوٹی تھی۔ وہ بس مشال اور فریال سے ایک دفعہ جا کر ملے گی اور وہ بھی اسے سی اف کرنے آئی تھیں۔ ریحام شہریار مرزا اور رقیہ بیگم کے علاوہ سب سے ملی تھی۔ شہریار مرزا اس کی ڈھٹائی پر حیران تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ باپ تھے۔ان کا دل تڑپا اسے اپنے اپ سے اتنی دور بھیجنے کے لیے۔سینے سے لگانے کے لیے مگر ریحام کا رویہ دیکھتے وہ خود کے اس کے قریب نہیں گئے۔

وقت ریت اور پانی کی مانند گزر جانے والی چیز ہے۔وقت کبھی کسی کے لیے رکا ہے جو ریحام کے لیے رکتا؟ تین سال گزر گئے تھے،ریحام کو پاکستان سے لندن آئے۔اس تمام عرصے میں اس نے ایک دفعہ بھی پاکستان کا چکر نہیں لگایا تھا۔جہاں اس کے پاکستان ساتھی طلبہ سال میں دو دو بار پاکستان جا رہے تھے،وہ ایک بار بھی نہیں گئی تھی۔وہ ایک ویٹرس کی نوکری کر کے مشکل سے اپنے اخرجات مکمل کر رہی تھی۔اس سب میں وہ عرصے مشال،فریال،غازان اور ماہا سے رابطے میں تھی جو کہ انہی کی طرف سے رکھا گیا تھا۔رقیہ بیگم اگر کبھی فون کرتی بھی تو وہ فون نہیں اٹھاتی تھی۔آج تین سال بعد وہ مشال سے ملی تھی۔مشال کے ماموں لندن میں رہتے تھے،لہذا جب ریحام ان چاروں کے بار بار اصرار پر بھی پاکستان نہیں آئی تو اس کے بعد یہ اچھا موقع تھا۔وہ اس طرح ریحام سے مل سکے گی۔مشال کے ماموں پاکستان آئے ہوئے تھے تو وہ انہی کی ساتھ آئی تھی۔وہ پہلے ہی اسے بتا چکی تھی کیونکہ سرپرائز دینے سے رہی۔وہ نہیں جانتی تھی ریحام کہاں رہتی ہے۔ریحام نے ہوسٹل کے بجائے ایک کمرے کا اپارٹمنٹ میں دو

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پاکستان لڑکیوں کے ساتھ مل کر کرائے پر لیا تھا۔ہاسٹل کی پابندیوں سے یہ بہتر تھا ریحام جب مشال سے ملی تو ریحام کو دیکھ کر حیرت زدہ تھی کیونکہ ریحام بہت کمزور ہو چکی تھی۔ہڈیاں اور نسوں باہر کو ابھر رہی تھی جبکہ آنکھوں کے گرد ہلکے پڑ گئے تھے۔مشال کے پوچھنے پر اس نے کہا کہ بس تم کافی عرصے بعد دیکھ رہی ہو اس لیے۔جبکہ پورا دن پڑھائی اور پھر کام کی مشقت کے بعد یہی سب کچھ ہونا تھیا۔ریحام نے مشال اور فریال کو کچھ نہیں بتایا تھا۔وہ اپنے معاملات اپنے تک رکھنے کی عادی تھی۔مگر مشال اور فریال اتنی بھی بچی نہیں تھیں کہ معاملے کو سمجھ نہ سکیں۔اس واقعے کے بعد ریحام کا کالج نہ آنا اور پھر اچانک لندن۔۔وہ سب سمجھ چکی تھیں۔مگر وہ ریحام کا بھرم بے رکھے ہوئے تھیں۔

تقریبا ایک ہفتہ ہو گیا تھا مشال کو لندن آئے۔وہ اپنے ماموں کے گھر رہتی تھی۔مگر روز اس سے ملنے کے لیے آتی تھی۔وہ روز دو سے تین گھنٹوں اس کے ساتھ گزارتی تھی۔مگر اج مشال کا ارادہ تھا کہ وہ ریحام کے ساتھ ہی رات گزارے۔ایک کمرے کے اپارٹمنٹ میں جہاں تین لڑکیاں ہوتی تھیں، آج رات چار ہونے والی تھیں۔ریحام نے مشال کو ریسٹورنٹ ہی بلا لیا تھا۔اور اب وہ دونوں اپارٹمنٹ کے لیے نکل چکی تھیں۔رات کے دس بج رہے تھے۔وہ لندن

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کے سڑکوں سے اب گلیوں کے اندر داخل ہو چکی تھیں ل۔ سنسان گلیاں، کتوں کے بھونکنے کی آوازیں کسی بھی انسان کو خوف میں مبتلا کر دیں۔ مشال تھوڑی بہت خوفزدہ ہو گئی تھی۔ جس پر ریحام نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ یہاں ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ جس پر وہ تھوڑا بہت بہتر ہو گئی تھی۔ وہ دونوں باتیں کرتی ہوئیں گلیوں سے گزر رہی تھیں۔ مشال کی طرف سے یہ سلسلہ چل رہا تھا جبکہ ریحام بس مختصر سا جواب دے رہی تھی۔ مشال کے کسی بات پر ریحام قہقہہ لگا کر ہنسی، مگر شاید لندن کی گلیوں کو اس کی ہنسی پسند نہیں آئی تھی۔

یور سائل از بیوٹی فل ہاٹ گرل !

اچانک دو آدمی ایک حبشی اور ایک گورا ان دونوں کے پیچھے سے نمودار ہوئے۔

مشال یکدم خوفزدہ ہو گئی جبکہ ریحام بھی ڈر گئی تھی۔ مگر خود کو مضبوط ظاہر کرتے ہوئے اپنے چہرے پر کوئی تاثر نہیں آنے دیا۔

عورت اور مرد میں یہی تو فرق ہوتا ہے کہ مرد فطرتاً مضبوط ہوتا ہے جبکہ عورت مضبوط بننے کا صرف دکھاوا کرتی ہے۔

مائنڈ یور اون ورک !

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مشال کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے ریحام کہہ کر آگے کی طرف بڑھنے لگی کہ اچانک پیچھے سے آواز آئی۔

(Would you both spend a night with us?)

کیا اپ دونوں ہمارے ساتھ ایک رات گزارنا پسند کری گی؟

اس کی غلاظت پر دونوں کے دل اور بدن لرزے۔ مگر وہ رکیں نہیں آگے کی طرف بڑھنے لگیں اور وہ دونوں ان کے پیچھے پیچھے تھے۔

(Where?)

(کہاں؟)

انہیں رکتے اور اپنے ہاتھ نہ آتے دیکھ کر گورے نے ریحام کا بازو پکڑ کر مشال کا ہاتھ اس سے الگ کیا۔ جبکہ حبشی آدمی نے تیزی سے مشال کو اپنی شکنجے میں جکڑ لیا۔

اپنے آپ کو ان غلیظ مردوں کی گرفت میں پا کر وہ دونوں مر جانے کو ہوئیں۔ مشال کو تو جیسے لگا وہ مر جائے گی، جبکہ ریحام مسلسل ہاتھوں کو چلا کر خود کو چھڑوانے کی کوشش کر رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مشی خود کو چھڑواؤ۔۔ریحام مشال کو روتے دیکھ کر چیخی، جبکہ وہ خود گوری کے گرفت میں کسمسارہی تھی۔

چھوڑو مجھے گھٹیا انسان۔۔ریحام اس پر جھپٹی مگر وہ بروقت مضبوطی سے اسے تھام کر اس کے دونوں ہاتھوں کو گرفت میں لے گیا۔اس کی اتنی مضبوط گرفت پر ریحام کو اپنے ہاتھوں کی ہڈیاں ٹوٹتی ہوئی محسوس ہوئیں۔

چھوڑو۔۔ چھوڑو بابا، ماموں۔۔مشال بری طرح سے روتے ہوئے بے ربط الفاظ کہہ رہی تھ۔ی مگر وہ ایک ہٹے کٹے مرد کے گرفت میں ہل بھی نہیں پارہی تھی۔یکدم حبشی نے اپنی جیب سے چاکو نکال کر مشال کی شاہ رگ پہ رکھ دیا، جس کو دیکھ کر ان دونوں کے چہرے خوف سے سفید پڑ گئے۔

چھوڑو دیکھو پلیز چھوڑ دو ہمیں۔۔ہم نے تم لوگوں کو کیا بگاڑا ہے؟عزت کے جانے کا خوف اندر ہی اندر ریحام کو مار رہا تھا۔اسی لیے التجائیہ انداز میں انگریزی میں بے بسی سے بولی۔

اس کی بات سن کر وہ دونوں قہقہہ لگا کر ہنسے۔ان کی ہنسی ان دونوں کو اپنے کانوں میں کھبتی ہوئی محسوس ہوئی۔

www.novelsclubb.com

ریحام کی کلائیاں ابھی بھی اس گورے کی گرفت میں تھیں۔ جبکہ مشال کی شہ رگ پر چاکو موجود تھا۔

انہیں پاگلوں کی طرح ہنستا دیکھ کر ریحام کے اندر کی پاگل ریحام جاگ گئی۔اس نے یکدم سے ایک زوردار ٹانگ اس گورے کے پیٹ کے نیچے دے ماری۔ حملہ اس قدر شدید تھا کہ یکدم اس کی گرفت ریحام کے ہاتھوں پر ڈھیلی پڑی اور وہ خود تکلیف سے سرخ چہرہ لیے زمین پر بیٹھ گیا اور اسے گالیوں سے نوازنے لگا۔

یو بلڈی! حبشی نے ایک ہاتھ سے ریحام کو جکڑ لیا۔

مشال نے اب چاکو پر اپنا ہاتھ رکھ کر زبردستی حبشی کا ہاتھ اپنی شاہ رگ سے پیچھے کرنا چاہا۔ مگر ناکام رہی مشال بار بار مزاحمت کر رہی تھی جبکہ ریحام اپنا ہاتھ چھڑوانے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔ حبشی کو ایک ہاتھ سے ایک لڑکی کو قابو کرنا مشکل ہو رہا تھا۔

اچانک اس گورے نے اپنے درد پر قابو پاتے ریحام کو حبشی سے چھیننے کے لیے ایک جھٹکا دے کر اپنی طرف کھینچنا چاہا مگر وہ جھٹکا اس قدر شدید تھا کہ حبشی کا ہاتھ جو کہ مشال کی شہ رگ پر تھا بری طرح سے مشال کی شاہ رگ کو چیر گیا۔ چاکو اس قدر تیز تھا کے ایک ہی جھٹکے میں خون

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تیزی سے مشال کی شہہ رگ سے نکل پڑا۔مشال کا وجود ڈھیلا پڑ گیا۔وہ زمین پر گر پڑی۔خون زمین اور مشال کو رنگتا جا رہا تھا۔

"مشال ؟" ریحام بے یقینی سے جبکہ وہ دونوں آدمی پھٹی پھٹی آنکھوں سے اس کا خون دیکھ رہے تھے۔ان کا قتل کا ارادہ نہیں تھا۔ہوش میں آنے پر وہ ریحام کو چھوڑ کر وہاں سے بھاگے۔ریحام تڑپ کر مشال کی طرف بڑھی۔اسے ایسا لگ رہا تھا چاکو اس کی اپنی شاہ رگ کو کاٹ دیا گیا ہو۔

اٹھو مشال پلیز۔۔ریحام کے آنسو جو عزت کے خوف کے جانے سے نہیں نکلے تھے۔مشال کو اس حالت میں دیکھ کر نکل آئے۔یکدم اس نے ہوش میں آتے ایمبولنس کو کال ملائی اور بار بار مشال کو ہوش میں رہنے کا کہہ رہی تھی۔ریحام کو خود سمجھ نہیں آرہا تھا۔اس کے ذہن میں مشال کے ساتھ گزارا ایک ایک لمحہ اس کی آنکھوں میں کے سامنے گھومنے لگا۔وہ اس کا ہاتھ تھامے مسلسل ہوش میں رہنے کا کہہ رہی تھی۔آنسو اس کے گالوں کو بھگو رہے تھے۔

گاڑی آچکی تھی۔اسے گاڑی میں سٹیچر پر لٹایا جا رہا تھا۔مشال کا ہاتھ ابھی تک ریحام کے ہاتھ میں تھا۔مشال بری طرح سے تڑپ رہی تھی۔اس کی سانسیں اکھڑنے لگیں۔ایمبولنس ہسپتال کی طرف گامزن تھی۔مگر مشال کا سانس بری طرح سے اکھڑ رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

پلیز مشی سانس لو مشی ایسا نہیں کرو مشی۔۔ریحام کو مشال کے ساتھ ساتھ اپنا سانس بھی بند ہوتا ہوا محسوس ہوا۔مشال نے آخری دفعہ اپنی آنکھوں کو بمشکل کھول کر ریحام کو دیکھا جیسے آخری مرتبہ ان آنکھوں میں کسی کو قید کر رہی ہو۔ماں باپ کو دیکھنے کی حسرت دل میں لیے اس نے آنکھیں بند کر لیں، جیسے دنیا سے کنارہ کر لیا ہو۔

مشال کے وجود کی جنبش بند ہو چکی تھی۔ جسم ساکت ہو چکا تھا، کبھی نہ اٹھنے کے لیے،روح قید کر لی گئی تھی۔مشال جعفری دنیا سے ہمیشہ کے لیے روٹھ چکی تھی۔

اس کے جسم کو ساکت دیکھتے ہوئے ریحام پاگلوں کی طرح اس سے پکارنے لگی۔ مگر وہ تو چلی گئی تھی کبھی نہ آنے کے لیے۔

میم شی از نو مور!نرس نے اسے پاگلوں کی طرح چیختے دیکھ کر کہا اور مشال کے چہرے کے اوپر کپڑا کر دیا۔

یہ الفاظ نہیں تھے پگھلا ہوا سیسا تھا جو کہ گرم گرم ریحام کے کانوں میں انڈیل دیا گیا تھا۔

اس کے ذہن میں مشال تھی اور بس مشال کی باتیں تھیں۔

"مشال جعفری مرتے دم تب تمہارے ساتھ رہے گی"۔

ریحام کے ذہن میں مشال کے الفاظ ابھرے۔

مشال کی پینٹ کی جیب میں فون کی گھنٹی بج رہی تھی۔ مگر ریحام کو تو اپنا ہوش نہیں تھا۔

مجبوراً نرس نے فون اٹھا کر کال کرنے والے کو اطلاع دی کیونکہ اب ہسپتال جانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

"شی از نو مور" یہ الفاظ سن کر ریحام کچھ معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے؟ کیوں ہے؟ کیسے ہے؟ اور کیا ہوا؟ اس سب کے بعد وہ اپنے ہوش گوا بیٹھی تھی۔

مشال کے ماموں خود آبدیدہ تھے۔ جوان بچی کی موت تھ۔ ی بچی بھی وہ جو اپنے والدین کی اکلوتی اولاد۔ بہن کی بیٹی مطلب اپنی بیٹی۔۔ انہوں نے پاکستان میں مشال اور ریحام دونوں کے گھروں میں اطلاع کر دج تھی۔ خود وہ مشال کی ڈیڈ باڈی کو لے کر ریحام اور اپنی پوری فیملی کے ساتھ روانہ ہو چکے تھے۔ ریحام کو ہوش آیا تو مشال کے ماموں کے گھر پر تھی اور اب پاکستان میں۔ ایک سکوت تھا جو اس کے اندر تک پھیل گیا تھا۔ موت کی خبر سننے کے بعد سے لے کر اب تک اس کی آنکھ سے ایک انسو نہیں ٹپکا تھا۔ ایسے لگتا تھا جیسے صرف جسم ہو روح تو جیسے تھی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہی نہیں۔۔ جیسے کوئی مردہ ہو۔دوستوں کے جانے پر دل مردہ ہی ہو جاتے ہیں کیونکہ وہی تو ہوتے ہیں جو ہمارے دلوں کو زندہ رکھے ہوتے ہیں۔

یہ وقت مشال کے گھر والوں کے لیے بہت کٹھن تھا۔فریال تو سمجھ ہی نہیں پارہی تھی ایک دوست کو ہمیشہ کے لیے کھودیا تھاتو دوسری اس دنیا میں ہی کہیں گم ہو گئی تھی۔

سب کے پوچھنے پر بھی وہ کچھ نہیں بتاپارہی تھی آخر یہ سب ہوا کیسے۔۔ تقریباًایک مہینے کے بعد اس نے یہ سب کچھ مشال کی ماں کو بتایا تھااور اس کے بعد پھر وہی خاموشی۔۔اس نے ہنسنا، بولنا، کھانا، پیناسب چھوڑ دیا تھا۔اس کی حالت حمدان کے جانے کے بعد سے زیادہ خراب تھی۔ تب وہ رو لیتی تھی اور اب روتی بھی نہیں تھی۔اور جب تکلیف آنسو بن کر نہ بہیں تو وہ تلخی بن جاتے ہیں۔

شہریار مرزا اور رقیہ بیگم پریشان تھے۔غازان اور ماہا بھی اس سے بولنے کی کوشش کرتے، مگر وہ بس خالی خالی نظروں سے ان کو دیکھتی رہتی۔مشال کے ماموں ایک مہینے کے بعد واپس جانے کی تیاری کر رہے تھے لہذا ریحام نے بھی کہا کہ میں بھی لندن جاؤں گی۔مگر کوئی بھی اسے اب دوبارہ لندن بھیجنے پر آمادہ نہیں تھااور اس سب کے بعد تو بالکل بھی نہیں۔مشال کے کی امی نے

www.novelsclubb.com
WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہی سب کو بتایا تھا وہ بہت صابر خاتون تھی مشال کے باپ بھی بہت اچھے انسان پہ نہیں تو کوئی اور ہوتا تو اس سب کا ذمہ دار اسے ٹھہراتا کہ تمہارے ساتھ ہی تھی ہماری بیٹی۔

شہریار مرزا اب اس پر سختی نہیں کرنا چاہتے تھے۔ کچھ وہ اپنے کیے پر بھی شرمندہ تھے۔ اس کی ضد پر مشال کے ماموں نے اسے اپنے ساتھ رکھنے رہنے پر آمادہ کیا تا کہ وہ اس کی حفاظت کر سکیں۔ ریحام نے بھی حامی بھر لی۔ وہ ہر حال میں لندن جانا چاہتی تھی۔ اس کا آخری سال تھا۔ شہریار مرزا اور رقیہ بیگم کے رویے کی وجہ غازان نے ریحام کو بتا دی تھی کہ میر حاشر آج سے ایک سال قبل آیا تھا۔ اس کی بہن اپنے گھر سے بھاگ گئی تھی۔ اسے احساس ہوا کہ اس نے ایک عورت کے ہی کردار پر بھرے بازار میں بہتان لگایا تو آج اسے یہ

دن دیکھنا پڑا۔ مگر وہ تو جیسے اندھی، گونگی اور بہری ہو گئی تھی۔ اسے جیسے نہ کوئی چیز سے فرق پڑ رہا تھا۔ نا میر حاشر کی معافی سے اور نہ ہی شہریا مرزا اور رقیہ بیگم کی شرمندگی سے، وہ ہر چیز سے بے نیاز ہو گئی تھی، خود سے، اور خود سے جڑے رشتوں سے۔

چاچو کے کھونے پر اسے لگتا تھا۔ اس نے اپنا بچپن کھو دیا ہے۔ باپ کی بے اعتباری پر لگتا تھا جوانی اور مشال کی موت نے تو اسے وقت سے پہلے ہی بوڑھا کر دیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وقت کی رفتار میں کمی آنے کے بجائے تیزی آتی گئی۔آخری سال بھی گزر گیااور وہ وکیل بن گئی۔ مگر یہ آخری سال پچھلے تین سالوں سے زیادہ بھیانک تھا۔وہ واپس آگئی تھی۔ یہاں آکر وہ وکالت میں اپنے قدم جما لیے تھے۔اس نے ماہااور غازان کے ساتھ اپنے تعلقات درست کیے اور دوستانہ رویہ اختیار کیا۔بس ایک یہی اچھا بدلاؤ تھا۔جو اس میں آیا تھا۔ماہا ایئرلائن پائلٹ بننا چاہتی تھی، جس پر ریحام نے اسے بی اے کے بعد داخلہ لینے کو کہا۔غازان اور ماہا کی پڑھائی کا خرچہ اس نے خود پر لے لیا تھا۔مرزا صاحب کچھ نہیں بولے۔ مگر اس کی وکالت کی وجہ سے دھمکیاں اور مختلف حملے ہونے لگے تھے۔ سیکیورٹی بڑھائی جا چکی تھی۔اسی وقت سے وہ ڈرتے آرہے تھے۔ مگر ریحام نے کہاں سنی تھی کسی کی۔ کبھی کبھی ماں باپ کی سن لینی چاہیے۔ورنہ انسان کی ضد اور انا اسے کھا جاتی ہے۔جیسے ریحام کو نگل گئی تھی۔اندر سے وہ ایک کھوکھلی دیوار کی مانند تھی۔رقیہ بیگم اس کے کپڑوں پر یا گھر کے کاموں کے لیے اسے سمجھانے کی کوشش کرتیں تو وہ بگڑ جاتی۔۔وہ انہیں ابھی تک معاف نہیں کر سکی تھی۔

ہر انسان کے کیریئر میں ایسا وقت ہوتا ہے جب اسے شہرت ملتی ہے۔ریحام کو اپنے کیریئر کے تیسرے سال میں یہ شہرت ملی۔لوگ اب اس کے اس کے پاس کیس کے لیے دوڑے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

آتے تھے۔تب وہ چھبیس سال کی تھی۔انہی سب کے دوران اس کی حذیفہ سے ملاقات ہوئی۔ ریحام سے وہ اپنے بزنس کے کسی وجہ سے کیس لے کر آیا تھا۔کسی نے اس کے ساتھ ڈبل گیم کھیل تھی۔اس کیس کو ریحام نے ہینڈل کیا تھا۔ریحام جتنے بھی مردوں سے ملی تھی۔آج تک ایسا نرم، دھیما، شائستہ مزاج آدمی اس نے کہیں نہیں دیکھا تھا۔وہ یہ بھی محسوس کر چکی تھی کہ حذیفہ اسے پسند کرنے لگا ہے، مگر خاموش رہی اسے ان چیزوں سے فرق نہیں پڑتا تھا۔ مگر کچھ دن میں ریحام کو بھنک پڑ چکی تھی کہ شہریار مرزق اپنے کسی بزنس فرینڈ کے بیٹے سے اس کی شادی کرنا چاہتے ہیں۔

مگر اگلی شام حذیفہ نے اسے پرپوز کر دیا۔اس کے لیے حذیفہ ایک بہترین آپشن تھا کیونکہ وہ اس سے مل چکی تھی۔اس کے کردار کو پرکھ چکی تھی اور اب شہریار مرزا کے بزنس فرینڈز تو وہ قطعی شادی نہیں کرنا چاہتی تھی۔لہذا اس نے شہریار مرزا کے اس سے بات کرنے سے پہلے ہی انہیں حذیفہ کے بارے میں بتادیا۔حذیفہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا شہریار مرزا پریشان ہوگئے تھے۔جمیلہ بیگم کو سب بتایا تو انہوں نے انہیں منع کر دیا کہ وہ کسی طرح ریحام کو روک لیں، کیونکہ اگر ایسا ہو جاتا تو معاملات بہت بگڑ جاتے۔ مگر ریحام ہٹ دھرمی پر اتر آئی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس نے یہ بھی کہہ دیا کہ اس بار تو میں نے آپ کو بتایا ہے۔وہ طنز کر رہی تھی، مرزا صاحب جانتے تھے۔وہ پچھلی بات کا حوالہ دے رہی تھی۔انہیں اب ریحام سے ڈر لگتا تھا کہیں وہ کچھ الٹا سیدھا نہ کر دے، لہٰذا انہوں نے نتیجے کا سوچے بغیر سب کچھ وقت پر چھوڑ دیا۔

غازان بول کر خاموش ہو چکا تھا جبکہ حذیفہ، ماہا اور زینیا ابھی تک گم سم تھے۔ماہا کو گھر کا چھوٹا ہونے کی وجہ سے صرف مشال کی موت کی خبر کے بارے میں ہی علم تھا۔

حذیفہ کو اب سمجھ آیا ریحام ایسی کیوں ہے؟ حذیفہ کو اب سمجھ آیا تھا، اس کا اجنبی رویہ، بے اعتباری۔وہ صرف چند تصویروں کو لے کر کیوں بدگمان ہو گئی تھی۔ریحام نے کبھی بھی یہ باتیں غازان وہ نہیں بتائیں۔اس نے اپنے دل کی باتیں کبھی بھی کسی کو نہیں بتائیں تھیں۔ہر تکلیف اپنی تکلیف کو اپنے اندر ہی رکھا تھا۔اس سب میں غازان کو بس یہ نہیں معلوم تھا کہ کب ریحام کو یہ بیماری کب ہوئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تقریبا مزید آدھے گھنٹے بعد انہیں ریحام کے ہوش میں انے کی اطلاع دی جا چکی تھی من جس پر وہ چاروں تیزی سے کمرے کی طرف بڑھے ل۔ جہاں وہ چت لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔اس کا وجود آج بھی خاموش تھا۔اپنی تکلیفوں پر رونا تو اس نے کب کا چھوڑ دیا تھا۔ایک ہاتھ پہ ڈرپ لگی ہوئی تھی اور چہرہ زردی مائل تھا۔اسے اس حالت میں دیکھ کر حذیفہ نے اپنی خشک ہونٹوں پر زبان پھیری۔حذیفہ کونے میں ہی کھڑا رہا جبکہ ماہا اور غزان تیزی سے بہن کی طرف بڑھے،زینیا بھی انہی کی طرف بڑھی۔

کیسی ہیں آپ آپی؟غاذان نے بہن کے ماتھے کو بوسہ دے کر اس سے پوچھا۔

ٹھیک!

اس کے پوچھنے پر ریحام نے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے مختصر کہا

آپی اپ نے توڈرا ہی دیا تھا یار۔۔ماہا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہتے ریحام کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔

ائی ایم سوری ریحام! مجھے معاف کر دو۔یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔میں تمہیں یہ سب نہ بتاتی اور نہ تمہاری یہ حالت ہوتی۔۔زینیا نے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تم نے بہت اچھا کیا خود کے لیے سٹینڈ لیا۔ یہ میرے لیے بس وہ ایک دھچکا تھا، جس کی وجہ سے میں نے ایسا رویہ اختیار کیا۔ ریحام نے بے تاثر لہجے میں کہا۔ اچانک ریحام کی نظر کونے میں کھڑے حذیفہ پر پڑی۔ وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ گہری آنکھوں میں ویرانی تھی تو بھوری آنکھوں میں فکر اور پریشانی۔ نظریں ملتے ہی حذیفہ نے گہری سانس بھری۔ چلو آخر کار وہ اسے نظر تو آیا۔

ٹھہر ٹھہر کے خدارا کلام کیجئے ناں

اداس شب کا بھی کچھ احترام کیجئے ناں

سنا ہے آپ کی آنکھیں ہیں بادشاہ آنکھیں

نظر اٹھایئے ہم کو غلام کیجئے ناں

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ریحام نے آنکھیں موندلیں۔

تم لوگ ایسا کرو گھر چلے جاؤ میں ریحام کے پاس ہوں۔حذیفہ نے براہ راست ان تینوں کو مخاطب کیا۔

مگر میں آپی کے ساتھ رکنا چاہتی ہوں۔۔ماہا نے غازان کو دیکھتے ہوئے التجائیہ انداز میں کہا۔

میں تو ابھی آرام کروں گی۔ تم یہاں کیا کرو گی؟شاباش گھر جاؤ۔۔ریحام نے اس کی بات سن کر اسے پیار سے پچکارا

وہ بے دلی سے رضامند ہو گئی۔

"زینیا!" وہ تینوں باہر نکلنے لگے کہ ریحام نے زینیا کو مخاطب کیا۔

www.novelsclubb.com

کہاں رہو گی؟ریحام کو اپنا آپ اس کی تکلیف جا کے کچھ بھی نہیں لگ رہا تھا۔

ابھی زینیا کچھ کہنے کے لیے منہ کھولتی کہ ریحام نے اس کی بات بیچ میں ہی کاٹ دی۔

غازی اسے میرے گھر چھوڑ دینا اور زرینہ سے کہنا خیال رکھے اس کا۔۔ریحام نے کہتے ساتھ آنکھیں موندلیں۔

مگر ابھی زینیا اسے یہ بتاتی کہ وہ فلائٹ بک کر چکی ہے اس سے پہلے ہی ریحام بول پڑی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

باقی باتیں کل۔۔اب کے اس کی آواز نقاہت زدہ تھی

زینیا نے اس کے حتمی انداز پر ماہا اور غزان کے ساتھ باہر کی طرف قدم بڑھائے

اس سب میں حذیفہ ابھی بھی وہیں کھڑا تھا ان تینوں کی نکلتے ہی وہ ریحام کے قریب آیا۔

کیسی طبیعت ہے؟ حذیفہ اس کے قریب آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔

ریحام نے آنکھیں موندے سر ہلا دیا۔

تم آرام کرو میں ڈاکٹر سے مل کر آتا ہوں۔۔حذیفہ نے کرسی سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

غازان ماہا کو ڈراپ کر کے زینیا کو چھوڑنے چلا گیا، جبکہ ماہا گھر کے اندر کی طرف بڑھ گئی۔ماہا ابھی لاونج میں داخل ہوئی کہ اسے شہریار مرزا سیڑھیوں سے نیچے اترتے ہوئے نظر آئے۔ساری حقیقت اور ان کی دوسری شادی جاننے کے بعد ماہا بھی ان سے بدگمان ہو چکی تھی۔ماہا خاموشی سے اپنے کمرے کی طرف بڑھنے لگی کہ شہریار مرزا نے اسے دیکھتے ہوئے پکارا۔وہ رکی مگر مڑی نہیں۔۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کہاں تھے تم لوگ؟ان کے لہجے میں بے چینی تھی۔ان کے خاص ملازم نے گھر کیے اندر موجود ملازمت سے پوچھا تھا جس نے یہ کہہ کر کہا تھا کہ کسی ہسپتال کے ذکر پر وہ سب اکٹھے کہیں چلے گئے ہیں یہ سب اس نے مرزا صاحب کو جب سے بتایا تھا وہ کب سے پریشان تھے کیونکہ ریحام کے جذباتی طبیعت اندازہ تھا۔

ہسپتال! ماہا نے مختصر جواب دیا۔

کیوں؟ یہ سوال کرتے ہوا اس کی زبان ہلکی سی کانپی۔

"ریحام آپی کو مائیگرین اٹیک ہوا تھا۔"مڑے بغیر بے تاثر چہرے سے کہتی وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی اس کے جواب پر وہ کئی لمحے بے یقینی سے کھڑے رہے۔

رقیہ بیگم جو کہ کب سے کمرے میں بند تھیں۔ان کے کمرے کا دروازہ ناک ہوا۔کئی بار جب دروازہ ناک کرنے پر بھی اندر سے کوئی آواز نہیں ائی تو ملازمہ کمرے میں داخل ہوئی۔ملازمہ نے ادھر اُدھر نظر گھمائیں تو رقیہ بیگم صوفے پر سر جھکائے بیٹھی نظر آئیں۔چہرہ جھکانے کی وجہ سے معلوم نہیں ہوتا تھا کہ چہرے پر کیا تاثر ہے۔

بی بی جی؟ ملازمہ کے پکارنے پر انہوں نے نظریں اٹھائیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

رقیہ بیگم کی سرخ انکھیں دیکھ کر ملازمہ نے نظریں جھکائیں۔

"وہ ماہا باجی صاحب کو بتا رہی تھیں کہ ریحام بی بی کو کوئی اٹیک ہوا ہے۔" ملازمہ کے کہنے پر رقیہ بیگم نے بے یقینی سے اس کے چہرے کو دیکھا

کیا ہوا ہے میری بچی کو؟ وہ تڑپ اٹھیں۔ وہ صرف اس سے دور ہو گئی تھی اور اس سب میں مرزا صاحب کے رشتوں میں توازن برقرار نہ رکھنے کی وجہ سے ہوا تھا ورنہ جب ریحام کو تکلیف پہنچی ان کا اپنا دل بھی تڑپ اٹھا تھا۔

بی بی جی میں نے جتنا سنا اپ کو بتا دیا باقی اپ ماہا بی بی سے پوچھ لیں۔ ملازمہ نے مودب لہجے میں جواب دیا۔

رقیہ بیگم تیزی سے اٹھ کر ریحام کے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔

ماہا جو کے کمرے میں اکر خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کر رہی تھی اچانک دروازے کھلنے کی آواز پر آنے والے کی طرف متوجہ ہوئی۔

کیا ہوا ہے ریحام کو؟ رقیہ بیگم کے لہجے میں بے قراری ہی بے قرار رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مائیگرین اٹیک! لٹھ مار انداز میں کہتی وہ واش روم کی طرف بڑھنے لگی۔ان کا رویہ ریحام کے ساتھ جاننے کے بعد ان سے بھی بدگمان ہوچکی تھی۔رقیہ بیگم مزید پریشان نظر انے لگی کس ہسپتال میں ہے وہ؟ ماہا جواب دے کر واش روم میں گھس گئی۔

رقیہ بیگم نے ماہا کے کمرے سے نکل کر پورچ میں اگئی تا کہ ہسپتال جا سکیں۔ڈرائیور نے ان کے حکم کی تکمیل کرتے ہوئے گاڑی فورا نکالی فورا گاڑی نکالی۔مرزا صاحب کچھ دیر پہلے ہی ہسپتال روانہ ہوئے تھے وہ ماہا کا رویہ خود کے ساتھ محسوس کرتے تھے اس لیے وہاں سے ہسپتال کا پوچھنے کے بجائے غاذان سے فون کر کے پوچھ لیا تھا جس کا اس نے بے تاثر لہجے میں جواب دیا۔

---

www.novelsclubb.com

شہریار مرزا اور رقیہ بیگم دو گھنٹے ریحام کے پاس بیٹھے رہے کہ شاید وہ انکھیں کھول دے مگر حذیفہ انہیں بتا چکا تھا کہ وہ دوائیوں کے زیر اثر ارام کر رہی ہے اب وہ صبح ہی اٹھے گی اس وقت رات کا ایک بج رہا تھا جس پر حذیفہ نے انہیں گھر جا کر ارام کرنے کا کہا کیوں کہ ہسپتال میں بھی صرف ایک ہی بندے کے رکنے کی اجازت تھی۔جس پر وہ جیسے الگ الگ ائے تھے ویسے ہی چلے گئے سب کے بعد والی گاڑی میں جا بھی نہیں سکتے تھے۔۔

ریحام کی حالت دیکھو شہریار مرزا کو کتنا غصہ ایا کیا ضرورت تھی انہیں ہاتھ اٹھانے کی، اسے اس حالت میں دیکھ کر ان کی ان پر کیا بیت رہی تھی یہ وہی جانتے تھے۔ اولاد کو تکلیف میں دیکھنا بڑا مشکل ہوتا ہے چاہے پھر وہ گنہگار ہی کیوں نہ ہو وہ تو پھر بے گناہ تھی۔ ریحام نے یہ جذباتی طبیعت مرزا سے ہی چرائی تھی۔۔

گھر آتے ساتھ انہوں نے جمیلہ ہاشم خان کو فون کیا ہے جو کہ سیالکوٹ میں کسی دوست کی شادی پر گئی ہوئی تھیں۔ جمیلہ ہاشم خان سب معلوم ہونے پر حیرت زدہ تھی کیونکہ انہیں زینیا دوست کے ساتھ رات گزارنے کا کہہ کر گئی تھی جو کہ اسلام اباد میں ہی موجود تھی۔ یہ سب انہوں نے شہریار مرزا کو بتایا تو وہ بھڑک اٹھے کہ وہ اولاد پر نظر رکھنے کے بجائے گھومتی پھرتی رہتی ہیں۔ جس پر وہ بھی بھڑک اٹھی تھی کہ اپ کی ہی اولاد ہے میرے اکیلی کی نہیں ہے انہیں ویسے بھی مرزا صاحب کا ہر وقت ریحام کرتے رہنے سے سخت چڑ تھی اور اب بھی جب وہ بار بار کہہ رہے تھے کہ اگر زینیا نہ بتاتی تو یہ سب نہ ہوتا جس سے جس پر انہوں نے چڑ کر فون ہی بند کر دیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

صبح کا اجالا لاہور شہر میں اترا یا تھا اور کھلکھلاتی ہوئی صبح کا آغاز ہوا۔ پرندوں کی چہچہاہٹ اور خلاف معمولات اج ہلکی ہلکی ہوائیں بھی چل رہی تھی اس وقت صبح کے 11 بج رہے تھے۔

ریحام کو ہسپتال سے چھٹی ہو جانی تھی لہذا حذیفہ انہی کاموں میں لگا ہوا تھا۔ جب کہ ریحام فریش سی جانے کے لیے تیار تھی حزبہ ہسپتال کرنے میں داخل ہوا تو وہ جانے کے لیے بالکل تیار بیٹھی تھی۔ ناشتہ بھی حذیفہ اسے ایک گھنٹہ پہلے ہی کروا چکا تھا اور ساتھ خود بھی کر چکا تھا۔

چلیں؟ حذیفہ اس کے قریب چلا آیا۔ حذیفہ نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھاما اور اسے سہارا دیا۔ وہ لوگ اب ہسپتال سے نکل کر گاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے گاڑی میں بیٹھتے ہی حذیفہ نے ریحام کے گھر کی طرف ڈال دی جانتا تھا وہ وہیں جائے گی۔

---

www.novelsclubb.com

حذیفہ اور ریحام بنگلے میں داخل ہوئے تو حذیفہ نے گاڑی پورچ میں پارک کرتے ریحام کو سہارا دے کر باہر نکالا۔ حذیفہ احتیاط کے طور پر اسے سہارا دیے ہوئے تھا۔ وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو لاؤنج میں زینیا کی جھنجھلاتی ہوئی اواز سنائی دی۔

"آپ لوگ ہمیشہ اپنے بارے میں کیوں سوچتے ہیں؟ مجھے انسان سمجھیں۔ میں دنیا سے چھپا کر رکھنے والی کوئی چیز نہیں ہوں۔ ابھی بھی اپ کو یہ فکر ہے کہ میڈیا کو معلوم ہو گیا تو؟ آپ کو

میری فکر نہیں ہے؟" زینیا کے لہجے میں دکھ ہلکورے کھا رہا تھا۔ان دونوں کو دیکھ کر وہ خاموش ہو گئی۔

میں اپ سے بعد میں بات کرتی ہوں۔زینیا نے کہتے ساتھ فون رکھ دیا ہاں میں اب اپنا ہاتھ زیادہ کے ہاتھ چھڑوالیا تھا آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوں لاؤنج کے صوفے پر بیٹھ گئی جدید طرز کا بنایہ بنگلہ جس نے داخل ہوتے ساتھ ان لان کے دائیں طرف گاڑیوں کا گیر تج اور پھر لان کے درمیان لکڑی کا داخلی دروازے تک جس کے اندر داخل ہوتے ہیں تو سامنے ہی لاؤنج کے دائیں طرف کچن اور اوپر کی طرف گلاس ونڈو جس کے پاس خوبصورت سا پول تھا۔

ریحام نے اپنا ہاتھ حذیفہ کے ہاتھ سے چھڑوالیا تھا اور آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی لاؤنج میں موجود صوفے پر جا بیٹھی۔

www.novelsclubb.com

"السلام علیکم "فون بند کرتے ہی زینیا نے دونوں کو سلام کیا جس کا دونوں نے نارمل انداز میں ہی جواب دیا۔۔نارمل حالات تو تھے نہیں،جو خوشگوار موڈ میں مخاطب ہوا جاتا اور نہ ہی ان کے تعلقات اتنے بہتر تھے۔

حذیفہ بھی صوفے پر بیٹھ چکا تھا لاؤنج میں تین صوفوں کا ایک سیٹ موجود ہے جس پر ٹو سیٹرز اوپر زینیا اور تھری سیٹر سو پر یہاں اور حذیفہ براجمان تھے ان تینوں کے درمیان خاموشی تھی۔

"میری آج شام کی فلائٹ ہے۔میں اسلام آباد واپس جا رہی ہوں۔" زینیا نے اس خاموشی کو توڑا۔

حذیفہ کو تو کچھ فرق نہیں پڑا کیونکہ اس کا اس سب میں کوئی لینا دینا نہیں تھا مگر اسے صرف ایک ہی چیز کا ڈر تھا اس سب میں ان دونوں کا تعلق متاثر نہ ہو۔

"کیا میں نے تم سے کہا تھا کہ ہم کل بات کریں گے؟" ریحام کا لہجہ طنزیہ تھا۔

"دیکھو مجھے معلوم ہے تم۔۔" ابھی زینیا کچھ کہتی کہ ریحام نے درشتی سے اس کی بات کاٹ دی۔

کیا میں نے کہا تھا ہاں یا ناں؟ اس کا لہجہ یکدم سرد ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

ہاں۔۔۔زینیا اس کے رویے پر لب بھینچے جواب دیا۔کل رات کو تو وہ اتنی نارمل لگ رہی تھی۔حذیفہ ذرا گھبرا گیا کہ کہیں وہ لڑنا نہ شروع کر دیں، سوتیلی بہنیں تھیں اور جس طرح سے یہ سچ سامنے آیا تھا، یہ ڈر یقینی بھی تھا۔

"حذیفہ تم آرام کرو تم تھک گئے ہو گے یقینا۔" مطلب صاف تھا کہ یہاں سے چلے جاو۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس نے دو سیکنڈ کے لیے ریحام کی آنکھوں میں دیکھا جہاں سنجیدگی تھی۔وہ خاموشی سے اٹھ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا تاکہ فریش ہو کر آرام کر سکے۔۔۔

اس کے جانے کے بعد رہحام زینیا کی طرف متوجہ ہوئی۔۔

"تم کل مجھ سے ملنے آئی تھی اور سب حقیقت بھی تم نے مجھے بتائی تھی،رائٹ؟"ریحام نے اسے کل کا دن یاد دلوایا۔جب کہ زینیا کے چہرے پر نا سمجھی کے تاثرات ابھرے۔

"تو اس سب کا مقصد؟"ریحام مزید گویا ہوئی۔

"میں سمجھی نہیں۔؟"وہ ابھی تک اس کی بات نہیں سمجھ پائی تھی۔

مطلب صاف ہے،"تمہیں میڈیا کو بتانا چاہیے تھا"،یہ سب مجھے بتانے کا مقصد؟؟ریحام نے اسے کھلے لفظوں میں سمجھانا چاہا۔

میں ان کا نام پانے کے لیے ان کو رسوا نہیں کرنا چاہتی تھی تمہیں بتانے کا مقصد یہی تھا کہ تم وکیل ہو۔سوچ سمجھ کر قدم اٹھاؤ گی کیونکہ میں نے تمہارے بارے میں کافی اچھا سن رکھا تھا۔ مگر مجھے نہیں معلوم تھا تم اتنی جذباتی ہو زینیا بول کر خاموش ہوئی تو ریحام کے تاثرات جانچے جو کہ بالکل سپاٹ تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"اب تم مجھ سے کیا چاہتی ہو؟؟"ریحام نے مختصر اور صاف گوئی سے سوال کیا۔

کیا مطلب؟؟

"کیا تمہیں ایک وقت میں بات سمجھنے کی عادت نہیں؟اب میں تمہارے لیے بار بار تفصیلات دہراؤں؟"ریحام جتنی مختصر بات کرنا چاہتی تھی وہ اتنی ہی طویل کر رہی تھی جس کی وجہ سے وہ حسب معمول طنز کرنا نہیں بھولی۔

"کیا چاہتی ہو میڈیا کے سامنے تمہارے پیرنٹس تمہیں ڈسکلوز کریں کہ اس سب میں میری مدد چاہیے؟"زنیا کو خاموش دیکھ کر بھی ریحام نے مزید کہا۔

"ہاں یہی سمجھ لو۔"زنیا نے جواب سنجیدگی سے دیا۔

"کیا عمر ہے تمہاری؟لگتی تو اٹھارہ(18)سے اوپر کی ہو، تمہیں چاہیے تھا کہ اپنے لیے آواز اٹھاتی اور بہت پہلے اٹھاتی، تمہیں لگا کہ وہ تمہارے بڑا ہونے پر سب کو بتادیں گے تو کیا تم بوڑھی ہوتی تب یہ سب دنیا کے سامنے لانے کا ارادہ تھا؟"ریحام نے اس کو سچ کا آئینہ دکھایا اس کی تلخ باتوں پر زنیا نے ضبط سے لب بھینچے اور اس کے طنز کو سنا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کیا تم طنز کے بغیر بات نہیں کر سکتی؟"خون تو اس کی رگوں میں بھی وہی تھا آخر کب تک خاموش رہتی۔

"نہیں مجھے عادت ہے، خیر تم یہ بتاؤ تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا تمہارے پیرنٹس تمہیں خود تو بتانے سے رہے،" ریحام نے وہ سوال کیا جو کب سے اس کے دماغ میں چل رہا تھا۔زینیا نے وہ لمحات یاد کرتے اذیت سے آنکھیں میچی۔

ماما اور بابا کبھی بھی میرے پاس مستقل طور پر نہیں رہے۔جب چھوٹی تھی تو ملازم ماما بابا کوئی نہ کوئی بات کر کے بہلا دیتے، مگر جب سے سکول جانا شروع کیا تھا تو دوسرے بچوں کو ان کے والدین کے ساتھ دیکھ کر میں بھی ماما، بابا کے ساتھ جانے کی ضد کرتی تھی۔ مگر نینی بھی کیا کرتی؟ وہ ماما بابا کو فون کر کے سب بتاتی تو وہ مجھے بہلا لیتے۔۔۔اکثر جب وہ میرے پاس ایک ہفتہ دونوں رہنے آتے تو تب بھی، اگر میں ضد کرتی تو وہ ڈانٹ دیتے مگر ایک معصوم بچی کو کیا پتہ کہ اس دنیا سے چھپانے کے لیے اسے پیدا کیا گیا ہے۔اس کی حسرت کبھی پوری نہیں ہو گی۔ میری گارڈئین (guardian) سکول، کالج اور یونیورسٹی میں میری نینی ہی رہی ہیں۔انہوں نے مجھے بچوں کی طرح پالا ہے مگر۔۔۔وہ ایک پل کو رکی وہ بھی مجھے چھوڑ کر جا چکی ہیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جن سے ہم پیار کرتے ہیں وہ جلدی کیوں چھوڑ جاتے ہیں۔؟ریحام کے دل نے بے اختیار سوچا۔وہ اپنے دو قیمتی رشتوں کو کھوچکی تھی۔اس لیے اس کا غم دل سے محسوس کر سکتی تھی۔ مگر زبان سے خاموش رہی۔۔۔یوں ہی وقت گزرتا گیا اور ماں بابا کبھی بھی مجھے سکول چھوڑنے نہیں گئے میرے اندر یہ حسرت پلتی گئی جو کہ آج بھی اسی طرح ایک ناسور کی طرح مجھ میں آباد ہے،میں ماما بابا کو یاد کرتی تھی مگر وقت کے ساتھ ساتھ اب نہ میں ان کے فون کا انتظار کرتی ہوں اور نہ ہی ان کے آنے کا کیونکہ تکلیف حد سے بڑھ جاتی تھی۔سکول میں جب بچوں کو رزلٹ ڈے پر ان کے پیرنٹس ان کے ساتھ ہوتے تو میرا دل دکھتا تھا میں اتنی بے وقوف تھی جو ماں باپ سے توجہ نہ ملی تو باہر دوست بنانا شروع کر دیئے مگر میں بھول گئی تھی کہ جن کے پاس ماں باپ نہ ہوں انہیں سنبھل کر قدم اٹھانے چاہیے مگر اصل میں مجھے اپنے دکھ سنانے کے لیے کوئی چاہیے تھا دو لڑکیوں سے میری دوستی ہو گئی۔۔۔جب میں دس (10) سال کی تھی اور تب تک میں اچھی خاصی سمجھدار تھی وہ دونوں مجھے بہت پیار اور عزت دیتی تھیں۔ان کا تعلق کسی بہت اچھے گھرانے سے تھا میں دوستی میں اتنی اندھی ہو گئی کہ انہیں ماں باپ کا رویہ بتانے لگی اس وقت میں خود چھوٹی تھی اس معاملے کو سنجیدگی سے نہیں سمجھ سکتی تھی،وہ دونوں بھی اس دن مجھے دلاسے دے کر گئی جیسے میری فکر میں گھل رہی ہوں مگر حیرت

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کا جھٹکا مجھے تب لگا جب اگلے دن سے نہ وہ صرف میرے ساتھ بیٹھنا چھوڑ چکی تھیں، بلکہ بات کرنا بھی چھوڑ چکی تھیں میرا دماغ بالکل بچوں کی مانند معصوم تھا مجھے لگا، انہیں میری کوئی بات بری لگی میں ان کی ناراضگی دور کرنے کے لیے ان کے اگے پیچھے گھومتی رہی تو وہ مجھے کہنے لگی تم ہم سے دور رہو تم اچھی لڑکی نہیں ہو ان دونوں میں سے کم گریالے بالوں والی لڑکی نے کہا

مگر میں نے کیا کیا ہے؟

زنیا کے لہجے میں حیرانی اور خوف تھا۔ خوف دوست چھوٹ جانے کا، وہ حیران ہوئی تھی ان کی بدگمانی پر۔۔

ہم نے اپنی ماما کو تمہارے بارے میں بتایا انہوں نے کہا ہے کہ تم اچھی لڑکی نہیں ہو تبھی تمہارے ماما بابا تم سے پیار نہیں کرتے اب کے دوسرے سیدھے بالوں والی بولی اور دونوں اس کی سنے بغیر آگے کی طرف بڑھ گئیں اپنے لیے یہ سب سنتے زنیا کا معصوم سا دل اور آنکھیں بھر آئیں. وہ دونوں جا چکی تھیں، مگر زنیا ابھی تک وہیں کھڑی تھیں۔ پھر اس کے بعد میں نے دوست بنانا چھوڑ دیے بلکہ کسی سے بھی بات نہیں کرتی تھی۔ ماما بابا نے پہلے کبھی توجہ نہیں دی جواب دیتے مگر ان کے پوچھنے پر میں نے انہیں سب بتا دیا تھا جس پر وہ مجھے اداس دیکھ کر سمجھاتی کہ اب یہ بات میں کسی کو نہ بتاؤں۔ میں بھی ایک تجربہ لے چکی تھی لہذا آئندہ ایسا کچھ نہیں کیا

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ماما اور بابا بھی کبھی آتے کبھی نہیں، وہ آنے جانے میں اب دیر کرنے لگے تھے۔پہلے جو مہینے میں ایک ہفتے کے لیے آتے تھے اب وہ دو سے تین دن آتے ہیں خیر۔۔۔اب مجھے ان کی ضرورت بھی نہیں تھی وقت مجھے گھسیٹتا رہا اور میں اس کے ساتھ گھسیٹتی چلی گئی مجھے ماما اور بابا نے کہا تھا کہ کسی خاندانی دشمنی کی وجہ سے وہ لوگ مجھے کھلے عام باہر نہیں لے کر جا سکتے جب میں 14 سال کی ہوئی تو ایک لڑکی مجھے دوستی کرنا چاہتی تھی مگر دوستی کا جو خاکہ اور تجربہ جو میں دیکھ چکی تھی اب یہ میرے لیے ناممکن تھا۔ مگر وہ اپنی کوشش کرتی رہی اور تقریباً ایک سال بعد میری اس سے دوستی ہو گئی۔ وہ آج بھی میرے ساتھ ہے اس کا نام ماہین ہے۔ مجھے اس سے کبھی بھی کچھ بتانے کی ضرورت نہیں پڑی۔ وہ خود بخود جان لیتی تھی وہ جانتی تھی کہ میں بہت زیادہ گھلنے ملنے سے کتراتی ہوں فیملی کی بات کرنا زیادہ پسند نہیں کرتی تو وہ خود ہی ان چیزوں سے اجتناب کرتی تھی۔ ہم لوگ ایک ہی کالج جاتے تھے میری طرف سے بھی دوستی تھی مگر اس کی حدود تھی کہیں پر میں اب بھی پچھلے حادثات کے اثر میں تھی ایک دن اس نے کالج میں میری ڈائری پڑھ لی یہ سب حادثاتی طور پر ہوتا ہے میں اسے جو نوٹس دے چکی تھی اسی کے اندر میں نے ڈائری کو چھپا کر کہا تھا کہ اگر کبھی وہ میرا بیگ کھولے تو اس کی نظر ڈائری پر نہ پڑے مگر قسمت میرے ساتھ نہ تھی اس دن کے بعد جب وہ مجھے اگلے دن ملی تو اس نے میرے آگے ڈائری کی،

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میرے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی۔ مجھے تو اندازہ بھی نہیں تھا کہ میں اسے غلطی سے اپنے ہاتھوں سے ڈائری دے چکی ہوں۔ جب اس نے میرے اگے ڈائری کی تو اس کے چہرے کے تاثر سے مجھے لگا جیسے وہ دن پھر سے واپس آگیا ہے۔ آج بھی مجھے دوستی کے نام پر بیچ راہ میں چھوڑ دیا جائے گا۔ مگر ایسا نہ ہوا وقت نے مجھے سکھایا ہر کوئی ایک سا نہیں ہوتا وہ جیسے پرانا وقت یاد کر رہی تھی۔

کیا میں تمہارے لیے اتنی غیر اہم تھی کہ تم اپنی تکلیف میرے ساتھ نہ بانٹ سکی۔۔۔ ماہین کی طرف سے شکوہ آیا۔۔

زینیا جو کہ اس کی غیر متوقع بات پر بھونچکا کر رہ گئی۔

تم اتنی تکلیف میں تھی اور مجھے بتایا تک نہیں کیا تمہیں ایسا لگتا تھا میں بھی تمہیں چھوڑ دوں گی وہ یقیناً ڈائری کا ہر لفظ پڑھ چکی تھی زینیا کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا نا جانے کیوں اسے ہمدردی اچھی نہ لگی مگر وہ خاموش رہی۔ ماہین اس کا ضبط سے سرخ پڑتا چہرہ دیکھ کر اس کے گلے لگ گئی پریشان مت ہو تمہارا راز میرے پاس امانت ہے اور میں امانت میں خیانت کیوں کروں گی؟ ماہین اسے مان اور حوصلہ دینے کے انداز میں اس کے کان میں سرگوشی کی۔۔ میں اس وقت سترہ (17) سال کی تھی جب یہ حقیقت ماہین کو معلوم ہوئی اس کے بعد ہماری دوستی میں میری طرف سے بھی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مضبوط ہوگئی۔۔میں ابھی تک حقیقت سے لاعلم تھی کہ میرے ساتھ یہ رویہ اختیار کیا گیا اور تو میں ماہین سے، بلکہ کسی سے بھی اس معاملے میں بات نہیں کہتی تھی مگر اس واقعے کے دو مہینوں بعد ماہین نے مجھے یہ احساس دلانا شروع کیا کہ مجھے اس سب کی وجہ جاننی چاہیے۔میں اس کے سامنے تو اس کی بات کو رد کر دیتی تھی۔ مگر تنہائی میں اس بارے میں سوچنے لگی تھی۔ پھر ایک دن ماہین نے مجھ سے بابا کی تصویر مانگی تب مجھے اندازہ نہیں ہوا کہ میرے پاس ماں اور بابا کی کوئی تصویر ہی نہیں ہے۔زینیا کے ہونٹوں پر تلخ مسکراہٹ ابھری۔۔۔ریحام صوفے کی پشت سے سر ٹکائے پیروں کو ہلاتی سب سن رہی تھی اس کے بعد میں نے کافی جتن کر کے ایک تصویر بابا اور ماما کی ماہین کو دکھائی ماہین خود بھی ان کے بارے میں نہیں جانتی تھی لہذا اس نے وہ تصویریں لے کر کسی نہ کسی طریقے سے معلومات حاصل کرنا شروع کی۔(اس کا بھائی آرمی میں تھا وہ کچھ بھی کہہ کر آرام سے اس سب کے بارے میں معلوم کروا سکتی تھی) مگر ماہین نے یہ سب مجھے نہیں بتایا تھا اس نے مجھ سے چائے بنا کے لانے کے بہانے باہر بھیجا اور اپنے فون میں تصویروں کو قید کر لیا اس سب کے ایک ہفتے بعد وہ دوبارہ مجھ سے ملنے آئی تھی اس کے انداز میں وہ پرجوشی نہیں تھی جو اکثر مجھ سے ملتے ہوئے ہوتی تھی۔

کیسی ہو ماہین؟زینیا خوش اخلاقی سے ملی اور ماہین کے ایسے رویے پر الجھی۔

www.novelsclubb.com

تم پریشان لگ رہی ہو؟ زینیا اس کی خاموشی پر حقیقتاً پریشان ہوئی۔

تم جانتی ہو تمہارے ماما بابا خوشی سے شادی کیے ہوئے ہیں؟ بالآخر ماہین نے ہمت کرتے زبان کھولی۔۔۔

کیا مطلب؟ زینیا حیران سی اس کا منہ تکنے لگی اسے تو ماما بابا نے یہی بتایا تھا کہ کچھ خاندانی دشمنی کی وجہ سے یہ پابندیاں ہیں اس لیے وہ دشمنوں کی نظر میں نہ آجائے اس لیے اسے دنیا سے چھپا کر رکھا گیا ہے۔

تمہارے بابا ایک مشہور بزنس مین ہیں یہ تو تم جانتی ہو نا تو یہ دیکھو شہریار مرزا کی فیملی کی تصویر یہ ہے ان کے خاندانی اور دنیا کی نظر میں انے والی بیوی اور بچے تمہاری ماما سے ان کا تعلق کوئی نہیں جانتا اور تمہاری ماما اسلام آباد کے ایک مشہور خاندان اور بزنس مین خان گروپ آف انڈسٹریز کی حصے دار ہیں دنیا کی نظر میں وہ اکیلی زندگی گزار رہی ہیں۔ سب حقیقت بتا کر ماہین خاموش ہوئی تھی زینیا کا سفید پڑتا چہرہ دیکھا جو کہ کسی خدشے کا خیال ظاہر کر رہا تھا،

زینیا۔۔۔زینیا، ماہین نے اسے جھنجوڑا

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تم جھوٹ بول رہی ہو ہے نا ایسا کچھ نہیں ہے نازنیا نے کسی آخری امید کے تحت پوچھا کہ شاید یہ اس کے کانوں نے غلط سن لیا ہو مگر ماہین کا نفی میں سر ہلتا دیکھ کر وہ اپنے کمرے میں بند ہو گئی نینی اور ماہین دروازہ پیٹ ڈالا مگر زینیا نے دروازہ نہ کھولنے کی قسم کھا رکھی تھی۔

زینیا نے کمرے میں داخل ہوتے وقت خود کو سنبھالنا چاہا مگر ناکام رہی۔۔۔۔ہر انسان اپنے تاثرات پر قابو پا سکتا ہے اپنی تکلیفوں پر۔۔۔رو رو کر اس نے خود کا حشر بگاڑ لیا تھا آخر کار تھک کر ماہین گھر چلی گئی مگر اس نے نینی سے خاص ہدایت کی تھی کہ اپنی کوشش جاری رکھیں اور جیسے ہی وہ دروازہ کھولے اسے اطلاع کر دے وہ وہاں زیادہ تک نہیں رک سکتی تھی شام کے چھ بج رہے تھے اس کا گھر جانا ضروری تھا۔

نینی پریشانی سے چکر کاٹ رہی تھی اور کبھی دروازہ بجا رہی تھی کبھی آوازیں دیتی مگر جواب ندارد۔ اخر کار نینی کو ایک ہی حل دکھا انہوں نے شہریار مرزا اور جمیلہ بیگم کو اطلاع کی قطعا پریشان ہوئے جمیلہ ہاشم خان تو اسلام آباد ہونے کی وجہ سے ایک گھنٹے میں ادھر پہنچ چکی تھیں۔ مگر شہریار مرزا نے صبح جانے کا ارادہ کر لیا تھا جمیلہ ہاشم خان کے آنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا جمیلہ ہاشم خان نے چابیوں کا پوچھا تو نینی نے انہیں بتایا کہ زینیا نے کل ہی اپنے قبضے میں لی تھیں۔ جمیلہ ہاشم خان کی پریشانی بڑھنے لگی انہوں نے تھکاوٹ سے شہریار مرزا کو فون ملایا اور انہیں

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

صورتحال سے آگاہ کیا شہریار مرزا ریحام کو کھو چکے تھے زینیا کی نظروں میں اپنا مقام نہیں کھونا چاہتے تھے کہیں دور انہیں یہ بھی خوف کھائے جا رہا تھا کہ کہیں زینیا کو حقیقت کا علم نہ ہو چکا ہو مگر ذہن سے بری سوچ جھٹک کر وہ ارجنٹ فلائیٹ سے اسلام آباد آئے تھے۔وہ تقریبا رات کے ایک بجے اسلام اباد پہنچے تھے اور اتے ساتھ زینیا کے کمرے کے باہر کھڑے اسے آوازیں دے رہے تھے۔

زینیا میرا بچہ دروازہ کھولو بابا کو بتاؤ کیا ہوا ہے؟شہریار مرزا بے شک اس سے کم ملتے تھے مگر محبت اور فکر ہمیشہ ایسے ہی کی تھی یہ بھی ان کی ہمیشہ کی طرح ہی مخاطب کرنے کا انداز تھا۔

زینیا جو کہ اندر سے سن رہی تھی وہ جانتی تھی کہ جمیلہ بیگم آئی تھی مگر وہ ان دونوں سے ایک ساتھ سوال کرنا چاہتی تھی اس لیے باپ کی آواز پر جھٹ سے دروازہ کھولا شہریار مرزا صاحب جمیلہ بیگم اور زینی تینوں دروازے پر کھڑے تھے دروازہ کھلتے ہی ان تینوں کی نظر اس کے چہرے اور حلیے پر پڑی سارے یکدم پریشان ہو گئے سرخ چہرہ سوجھے ہوئے پپوٹے بکھرے بال اور بکھرا حلیہ۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

یہ کیا حالت بنا رکھی ہے بچے؟ سب سے پہلے مجھے شہر یار صاحب ہوش میں آئے انہوں نے اسے اپنے حصار میں لینا چاہا مگر زینیا دور ہو گئی زینیا کے اس طرح کرنے پر شہر یار مرزا صاحب کو اس کے دکھ کا احساس ہوا جبکہ نینی ماحول کی گرمی کو دیکھ کر خود ہی وہاں سے چلی گئیں۔

زینیا یہ کیا حلیہ ہے یہ سب کیا ہے بالآخر جمیلہ ہاشم خان کا ضبط جواب دے گیا۔

"دھوکہ دینا کہاں سے سیکھا ہے آپ لوگوں نے وہ بھی اتنی صفائی سے۔" زینیا کی اواز زکام کی وجہ سے بھاری اور نقاہت زدہ تھی۔

ہوا کیا ہے؟ زینیا یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا؟ جمیلہ بیگم کو اس کی بد تمیزی پر غصہ آیا۔ شہر یار مرزا خاموشی سے اس کی حرکات دیکھ رہے تھے ان کے اندر جو خوف تھا اب وہ بھی چیخ رہا تھا کہ حقیقت سے پردہ اٹھ چکا ہے۔

آپ لوگ مجھے دھوکہ دے رہے تھے یہ کہہ کر کہ یہ سب خاندانی دشمنی کی وجہ سے ہو رہا ہے جبکہ آپ لوگ خفیہ شادی کیے ہوئے ہیں اور دنیا کی نظر میں مجھے چھپانا چاہ رہے ہیں کیوں ایسا ہی ہے نا؟؟ زینیا کے انکشافات پر وہ دونوں حیرت سے زینیا کو دیکھنے لگے اور ان کی زبان تو جیسے تالوے سے چپک چکی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اپنی اپنی فیملی کو کیا کہہ کر آئے ہیں کہ اتنی رات میں کہاں جا رہے ہیں؟؟۔۔۔ان دونوں کی خاموشی پر دونوں پر طنز کے تیر برسائے۔

دیکھو بچے میں تمہیں سب بتاتا ہوں شہریار مرزا صاحب نے اسے ٹھنڈا کرنا چاہا

کیا بتائیں گے آپ مجھے یہی کہ آپ کی ایک اور بیوی اور تین بچے ہیں زینیا کا لہجہ استہزائیہ تھا۔

میری بات سنو بچے اب کہ جمیلہ ہاشم خان نے اسے پکارا آپ دنیا بھر میں سوشل ورکنگ کرتے ہوئے لوگوں کو انصاف دلوا رہی ہیں مگر افسوس آپ جو اپنی اولاد کے ساتھ انصاف نہ کر سکیں وہ دنیا کے ساتھ کیا کریں گیں۔۔زینیا کے لہجے میں ٹوٹے پھوٹے کانچ سی کرچیاں تھیں اس کی تکلیف سے بھرے الفاظ سن کر ان دونوں نے نظریں چرائی تھیں۔۔۔

مجھے صرف دنیا کے سامنے اپنا مقام چاہیے جب دے سکیں تب مجھ سے بات کیجئے گا زینیا نے شہریار مرزا کو پھر سے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولتا دیکھ کر سرد لہجے میں کہتی کمرے میں بند ہو گئی۔پیچھے وہ دونوں ایک دوسرے سے کو پریشانی سے دیکھ کر رہ گئے۔

اس سب کے بعد بھی زینیا کی ضد برقرار رہی تھی جمیلہ بیگم اور شہریار مرزا پورا ہفتہ وہاں رک کر اسے سمجھاتے رہے مگر وہ تو جیسے ضد پر اڑ گئی تھی شہریا مرزا ریحام پر کی گئی سختی کا نتیجہ دیکھ کر ڈر

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

گئے تھے اور زینیا پر نہ جانے ان کا دل نہیں چاہتا تھا سختی کرنے کو اب دوسری اولاد کو خود سے بدگمان بھی نہیں کر سکتے تھے اسی لیے خاموش رہے شہریار مرزا نے حسین وقت پر چھوڑ دیا تھا مگر وہ غلطی کر رہے تھے۔۔۔اگر چیزوں کو وقت پر چھوڑا جائے تو وہ درست ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر انسانوں کو وقت پر چھوڑا جائے تو وہ آپ کے نہیں رہتے وہ فنا ہو جاتے ہیں ان کی روحیں ٹوٹے شیشے کی طرح بکھر جاتی ہیں جنہیں اکٹھا کرنا، ناممکن ہو جاتا ہے۔۔۔یہی کچھ زینیا کے ساتھ ہوا وہ بھی کافی حد تک بدتمیز ہو چکی تھی وہ اپنا غصہ ملازمین پر نکالنے لگی۔۔۔اس نے ان دونوں کو سمجھایا تھا کہ وہ انہیں چھوڑ کر چلی جائے گی مگر انہیں یہ صرف دھمکی لگتی اور پھر تھک ہار کر بھول گئی مگر ماہین کے پھر سے امید دلوانے اور ریحام کی طرف توجہ دلانے پر زینیا کو کچھ امید اور حوصلہ ملا اس تین سال کے عرصے میں شہریار مرزا صاحب کی فرینڈ کے بارے میں کافی کچھ جان چکی تھی جبکہ جمیلہ ہاشم خان کے بھائی تھے اب ان کے بچوں پر توجہ دینا زینیا نے ضروری نہیں سمجھا۔۔۔زینیا کے اٹھارہ (18) سال کے ہونے پر نینی کی ذمہ داری پوری ہو گئی تھی لہذا وہ اس گھر سے چلی گئی مگر زینیا کو بہت یاد آتی تھی اس کے ہر اچھے برے وقت میں بس وہی تو تھیں جو اس کے ساتھ ہوتی تھیں۔انسان اسے بھول سکتا ہے جو اس کے اچھے وقت میں ساتھ ہوتا ہے، مگر برے وقت میں جو ساتھ نبھانے والا ہو اس سے انسان کبھی نہیں بھول سکتا

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اور باقی حقیقت سے جس سے وہ لاعلم تھی وہ سب غزان نے ہسپتال میں ہم تینوں کو بتایا تھا۔۔۔زینیا بول کر خاموش ہوئی مگر ریحام جو اس کی باتوں کے حصار میں تھی آخری لفظوں پر چونکی تو کیا سب اس کے بارے میں جان چکے تھے اسے اس چیز سے چڑ تھی وہ لوگوں کے ترہم بھری نظروں کو خود پر محسوس نہیں کرنا چاہتی تھی۔

اب بتاؤ تم نے مجھے یہاں کیوں روکا ہے وہ جو اپنے خیالوں میں تھی زینیا کی پکار پر ہوش میں آئی,

اب تم کہاں رہو گی ریحام نے اس کے چہرے کے تاثرات جانچے

"ہاسٹل!" زینیا نے مختصر جواب دیا۔

ریحام اس کے چہرے کو سنجیدگی سے دیکھتی رہی پھر گویا ہوئی۔

تم چاہو تو یہاں رہ سکتی ہو میں ویسے بھی کچھ وقت کے لیے لندن جا رہی ہوں۔ریحام کا لہجہ نارمل تھا۔ریحام کی اتنی فراخت دلی پر زینیا چونکی کیونکہ وہ اس کے مزاج کو جان چکی تھی حذیفہ جو کہ فریش ہو کر ایک کپ چائے کے لیے ملازمہ کو کہنے کے لیے باہر ہی آ رہا تھا ریحام کے منہ سے لندن جانے کا سن کر حیران ہوا وہ کب لندن جا رہی تھی اور کیوں؟۔۔۔

یہ سب سوال حذیفہ کے دماغ میں گردش کرنے لگے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اور حقیقت کا جو تم فکر ہی نہ کرو آج شام یا کل صبح تک پریس کانفرنس ہو جائے گی ریحام اب نارمل تھی۔۔۔اس کے اتنے پر سکون انداز پر زینیا الجھی جبکہ حذیفہ تو لندن کا سنتے ہی دوبارہ کمرے میں بند ہو گیا تھا زینیا کے چہرے پر الجھن دے کر ریحام بھرپور طریقے سے مسکرائی ملازموں کو بھنک پڑ چکی ہے اور تم تو جانتی ہو ملازم کب کسی کے سگے ہوئے ہیں لہذا ملازموں سے بات نکالنے سے پہلے ہی مرزا صاحب پریس کانفرنس کریں گے پریشان مت ہو ریحام کا انداز استہزائیہ تھا۔

جبکہ زینیا اس کے منہ سے بابا کے بجائے مرزا صاحب سن کر حیران ہوئی۔

یہ میرا گھر ہے میری محنت کی کمائی۔اس میں شہریار مرزا یا کسی کا بھی کوئی عمل دخل نہیں۔

ریحام نے اسے آگاہ کیا باقی چاچو کی جائیداد میں اب تمہارا بھی حصہ نکلتا ہے۔تم چاہے مرزا صاحب کی جائیداد میں سے کچھ لو یا نہ لو وہ تمہاری مرضی، مگر میری خواہش ہے کہ تم چاچو کی جائیداد میں سے اپنا حصہ ضرور لو باقیوں میں ویسے ہی اسے تقسیم کیا جائے گا کہ ایک مخصوص حصہ فنڈز میں بھی جاتا ہے میرے علاوہ کسی نے بھی اپنا حصہ نہیں لیا میں لندن چاچو کے پیسوں سے گئی تھی وہاں خرچ سب خود کما کر ادا کیا اور یہاں واپس آکر اپنے آفس وغیرہ میں اپنا باقی حصہ استعمال کیا سو اب جو بچ گیا ہے وہ صرف تم تینوں یا پھوپھو کے دونوں بچوں کا حق ہے میں

دو دن تک اس معاملے کو حل کر لوں گی۔ اگر حل نہ نکلا تو یقینا ہفتے تک باقی کام ہو جائے گا اور اس کے بعد تم اپنا حصہ لے سکتی ہو، مگر ایک منٹ تم کیا پڑھ رہی ہو کیا کرتی ہو یہاں ریحام نے اسے ساری تفصیل بتا کر آخر میں سوالیہ انداز میں بھنوئیں اچکائی۔

میں نسٹ یونیورسٹی (اسلام اباد کی مشہور و معروف یونیورسٹی) میں ماسٹرز کر رہی ہوں زینیا نے جواباً سنجیدگی سے کہا

اواس میں یونیورسٹی نے توزیان بھی پڑھتا ہے کبھی ملی ہوں اس سے وہاں کل تو دیکھ ہی چکی ہو گی ویسے اسے میرا دیور ہے۔۔ ریحام کا انداز سوالیہ اور تجسس سے بھرپور تھا۔

ہاں ایک دو دفعہ مگر مجھے اس کے بارے میں کل ہی معلوم ہوا ہے کہ وہ تمہارا دیور ہے۔

اچھا اب میں آرام کرنا چاہتی ہوں تم سوچ سمجھ کر فیصلہ کرو جو کرنا چاہتی ہو اب کہ ریحام صوفے سے اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے کمرے میں جانے کے بجائے زینیا کے ساتھ والے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی اس کا کمرہ اوپر کی طرف تھا اور اس وقت اوپر کمرے کی جانب جانے کے لیے اس میں ہمت نہیں تھی زینیا ریحام کی پشت کو گھورتی ہوئی اس کا لہجہ نرم بالکل بھی نہیں ہوتا تھا۔ مگر وہ بات نارمل ہی کرتی تھی۔ جو صاف صاف محسوس ہوا تھا جیسے وہ اس کے لیے فکر مند ہو مگر وہ کیوں ہو گی ایک سوال اس کے ذہن میں گردش کر رہا تھا وہ اسے ڈائریکٹلی یہ سوال نہیں

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کر سکتی تھی۔۔۔وہ جانتی تو وہ خود کو لاپرواہ اور بے نیاز ظاہر کرے گی۔ابھی وہ یہی سب سوچ ہی رہی تھی کہ حذیفہ کمرے سے نکلتا ہوا لاؤنج میں داخل ہوا وہ یقیناً لاونج سے آوازیں تھمنے پر آیا تھا۔وہ کافی تھکا تھکا لگ رہا تھا۔وہ جیسے ساری رات جاگتا رہا ہو زینیا نے بغور اسے دیکھا۔

"بچے ریحام کہاں ہے؟" حذیفہ نے زینیا کے قریب آکر نرمی سے استفسار کیا۔زینیا نے اس کے کمرے کے ساتھ کمرے کی طرف اشارہ کیا تو وہ شکریہ ادا کرتا ریحام کے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

سورج کی کرنیں کھڑکی سے کمرے میں داخل ہو رہی تھیں۔کمرے میں ہر طرف خاموشی کا راج تھا۔ایسے میں ایک وجود کمرے کے وسط میں پلنگ پر لیٹا گہری نیند میں غرق تھا۔سپاٹ چہرہ، پیشانی پر بکھرے بال، سنہری آنکھیں بند تھیں۔ جبکہ لب سختی سے آپس میں پیوست تھے۔ایسے میں اچانک کمرے میں کا دروازہ کھول کر کوئی وجود کمرے میں داخل ہوا۔

"اسامہ..اسامہ اٹھو دیکھو صبح ہو چکی ہے۔" موسی نے نرمی سے اسے ہلایا۔جانتا تھا نیند میں زیادہ تنگ کرو تو وہ غصے میں آجاتا ہے۔اسامہ نے موسی کی چوتھی پکار پر اپنی آنکھیں واہ کی اور پھر کروٹ بدل گیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کب تک کرے گا یہ سب ؟"موسی کے لہجے میں غصہ تھا۔

میں نے کیا کیا ہے ؟موسی کے لہجے میں غصہ محسوس کر کے اسامہ نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تو نے کیا کیا ہے تو نے خود کو مجنو بنالیا ہے مجھے سمجھ نہیں آتی کیوں ؟کیوں کر رہا ہے ایسا؟وہ کسی اور کی تھی۔ تیرا تو اس پر کبھی کوئی حق رہا ہی نہیں پھر یہ شکوہ، یہ اداسی بھول کیوں نہیں جاتا یہ سب ،وہ تمہارے لیے نہیں بنی۔۔"موسی بولنے پر آیا تو بولتا ہی چلا گیا وہ اس کے رویے سے عاجز آچکا تھا۔ جبکہ اسامہ یہ ساری حقیقت خود بھی جانتا تھا مگر موسی کے منہ سے ایک ایک لفظ سنتے اس کا دل بھی انہی لفظوں کی طرح ٹوٹتا جا رہا تھا۔ تقریباً پچھلے ایک ہفتے سے اس سے یہی رویہ تھا۔

میں نے کہا وہ میری ہے ؟میں بس اسے بھول نہیں سکتا۔ میرا دل میرے سے زیادہ اس کا ہے اب میری نہیں سنتا میں کیا کروں اسامہ کے لہجہ نارمل مگر لفظوں میں جذبات نمایاں تھے۔

کہیں یہ بات تم نے اسے اور کسی اور کو بتائی تو نہیں ؟موسی ایک دم پریشان ہوا

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"نہیں اتنا بغیرت نہیں ہوں جو سب جانتے بوجھتے اپنی محبت اور جذبات کی توہین کروں۔ میں نے خود کو اور اپنے ضمیر کا بھرم رکھ لیا ہے اور اپنا دل مار لیا ہے۔" اب کی بار اسامہ کا لہجہ مضبوط تھا

"تم پریشان مت ہو اللہ تمہیں اس سے بہتر دے گا۔" موسی کے پاس کہنے کے لیے اور کچھ نہ تھا سو دعا دیتا کمرے سے نکل گیا۔

(اسامہ کو سب حقیقت کا معلوم ہو چکا تھا۔ البتہ وہ اپنے دل کو سمجھا چکا تھا مگر دل تھا کہ ماننے سے ہی انکاری تھا۔ دل کے معاملات میں انسان کی کہاں چلتی ہے دماغ کو تو انسان قابو کر ہی لیتا ہے۔)

---

www.novelsclubb.com

حذیفہ کمرے میں داخل ہوا تو ریحام واش روم میں تھی۔ حذیفہ کمرے میں ہی چکر کاٹنے لگا۔ آج وہ صحیح سے اس سے بات کرنے کا ارادہ کیے ہوئے تھا۔ ریحام باتھ روم سے باہر نکلی تو حذیفہ کو کمرے میں دیکھ کر حیرانی تو کیا وہ آرام نہیں کر رہا تھا؟

"تم یہاں میں نے تم سے کہا تھا ارام کرو۔" ریحام نے اس سے یہاں انے کا مقصد جانچا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"تم کہاں جارہی ہو؟حذیفہ کا لہجہ پہلی بار ریحام کے ساتھ نرم نہیں تھا۔اتنا سخت بھی نہ تھا مگر ہمیشہ جیسی نرمی بھی غائب تھی۔

کیا مطلب ؟ریحام یقینا حیران ہوئی۔

"میرا مطلب صاف ہے تم زینیا کو کیا کہہ رہی تھی کہ تم لندن جارہی ہو۔مگر کیوں؟"حذیفہ کے لہجے میں عجیب سی بے چینی تھی

"میں کچھ وقت اکیلا رہنا چاہتی ہوں سب سے دور۔"ریحام کا لہجہ سپاٹ تھا۔وہ اس کے منہ سے یہ سن کر حیران ہوئی مگر پھر نارمل انداز میں جواب دیا اور صوفے کی طرف بڑھ گئی۔

تم؟حذیفہ جیسے بولنے کے لیے الفاظ تلاش کر رہا تھا۔

میں رخصتی چاہتا ہوں حذیفہ کو خود بھی نہیں معلوم تھا وہ کیا کہہ رہا ہے۔مگر اس وقت یہی سمجھ ایا۔شاید وہ اس کی بات کو سمجھے۔وہ اس کیس کے ختم ہونے پر حقیقتا رخصتی چاہتا تھا۔مگر ان حالات میں یہ بات کرنا مناسب نہیں تھی۔

اس کی بات پر ریحام اس کی شکل دیکھنے لگی

کیا مطلب ؟ریحام یقینی کی کیفیت میں بہت بڑبڑائی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مطلب صاف ہے میں رخصتی چاہتا ہوں۔ تم اب یہاں اکیلی تو نہیں رہ سکتی نا اور لندن جانے کی بھی کیا ضرورت ہے۔ ہمارے نکاح کو چھ ماہ ہو چکے ہیں ماما اور دادو مجھے کافی دیر سے رخصتی کے متعلق کہہ رہی ہیں۔ مگر میں تمہارے کیس ختم ہونے کا انتظار کر رہا تھا اب جب کیس ختم ہو چکا تو پھر کیا مسئلہ ہے؟ تفصیل سے بتایا تھا آخر میں انداز سوالیہ تھا

"مگر میں نہیں چاہتی اور فالحال اس وقت تو بالکل بھی نہیں ہے۔" ریحام کا لہجہ قطعی تھا

کیوں؟ حذیفہ کو یکدم غصہ ایا مگر لہجہ نارمل تھا

"میری مرضی اور اگر تمہیں اتنا ہی مسائل ہیں تو مجھے چھوڑ دو تمہارے لیے بھی آسانی اور میرے لیے بھی۔" ریحام نے اکھڑے لہجے میں جواب دیا اس کے اس جواب پر حذیفہ اس کی شکل دیکھ کر رہ گیا۔ وہ اسے چھوڑنے کا کہہ رہی تھی کیا اس کے لیے حذیفہ کو چھوڑنا اتنا اسان تھا؟ کیا اسے اس سب سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا؟ اتنی بڑی بات کرتے ہوئے بھی اس کی زبان ذرا نہیں کانپی۔

"تم ہوش میں نہیں ہو تمہارے سر میں ابھی تک درد ہے۔" حذیفہ کو جیسے واقعی اس کی دماغی حالت پر شک ہوا

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میں ہوش میں ہوں۔اور اپنے پورے حواس میں کہہ رہی ہوں کہ تم۔۔"ریحام نے خود کو لاپرواہ ظاہر کرنا چاہا مگر اس سے پہلے حذیفہ نے اس کی بات کاٹ دی

کیا تم پھپو کا بدلہ مجھ سے لے رہی ہو؟اس سب میں میرا کیا قصور ہے؟ہاں میں تو اس سب کے بعد بھی یہی چاہا کہ ہم دونوں کا تعلق کبھی خراب نہ ہو زیبہ کا لہجہ اور الفاظ دونوں زخمی تھے

اس کے بعد پہلے ہم اس کی شکل دیکھنے لگی اس کے تو وہم وگمان میں بھی نہیں تھا تو ایسا سوچے گا وہ تو صرف چاہتی تھی کہ حذیفہ سے چھوڑ کر آگے بڑھ جائے۔کیونکہ وہ کبھی بھی نارمل نہیں تھی اور نہ ہو سکے گی مگر شاید کہیں ایک امید تھی کہ وہ ایسا نہیں ہے یا شاید وہ اس سے ازما رہی تھی۔۔۔

"تم غلط سمجھ رہے ہو۔میرے اور تمہارے درمیان جو بات ہوتی ہے وہ صرف تمہاری اور میری ہوتی ہے۔اس میں کبھی کسی تیسرے کو شامل نہیں کرتی۔وہ تصویروں والی بات پر میں تمہاری حرکت کی وجہ سے غصے میں تھی نہ کہ اس لڑکی کی وجہ سے"۔

تم کیوں اپنی زندگی میرے ساتھ برباد کرنا چاہتے ہو میں تمہیں کچھ بھی نہیں دے سکتی۔۔نہ محبت نہ توجہ،تم زیادہ سے زیادہ کتنا عرصہ میرے ساتھ گزار کو گے؟ایک سال دو سال یا بڑی حد ہے پانچ سال،تمہارا دل مجھ سے بھر جائے گا اور تب وہ میرے لیے زیادہ تکلیف دے ہوگا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں عام عورتوں کی طرح تمہارے لیے کھانے نہیں پکا سکتی۔ ضد اور غصہ میری فطرت کا ایک اہم حصہ ہے۔ میں کبھی بھی تمہاری بات نہیں مان سکتی۔ تمہارے رعب میں نہیں آسکتی کیونکہ یہ سب میرے اندر کی فطرت ہے۔ میں خود کو تمہارے لیے بدل نہیں سکتی۔ بہتر ہے تم مجھے ابھی چھوڑ دو۔۔۔۔ ریحام نے تھک ہار تک اسے حقیقت کا ائینہ دکھایا یہ شاید یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے اندر کی ان سیکیورٹیز بتا رہی تھی۔

پہلی بات تم یہ سب نا بھی کرو تو بھی مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ دوسری بات کہ میں تمہیں اپنے رعب میں رکھنا بھی نہیں چاہتا۔ مجھے ایک ساتھی چاہیے نہ کہ ایک زرخیز غلام! تیسری اور اہم بات، میں نے تمہیں چھوڑنا ہی ہوتا تو اپناتا کیوں؟ میری بیوی ہو جیسی بھی ہو مجھے عزیز ہو اور میں تمہارے ساتھ نبھا کرنا چاہتا ہوں کیا یہ سب کافی نہیں؟ حذیفہ نہیں جیسے اس کے سارے خدشے اور بہانے ایک ہی بار میں رد کر دیے۔

www.novelsclubb.com

تم ایک اچھا لائف پارٹنر ڈیزرو کرتے ہو۔ میں کھوکھلی دیوار کی مانند ہوں۔ مجھ سے ٹکراؤ گے تو اپنا ہی نقصان کرو گے۔ ریحام کا لہجہ اس بار تنبیہ لیے ہوئے تھا۔

پھر تو میں چاہتا ہوں کہ میرا ایسا نقصان ہو جائے۔۔ حذیفہ بھر کی مسکراہٹ کے ساتھ جیبوں میں ہاتھ ڈالے شرارت سے کہہ رہا تھا۔

تمہاری مرضی۔۔ریحام نے جیسے ہار مان لی۔

پھر مجھ سے مت کہنا کہ میں نے تمہیں وارن نہیں کیا۔ساری حقیقت تمہارے سامنے ہے۔

کچھ بھی تم سے چھپا ہوا تو ہے نہیں۔ریحام نے ایک اخری کوشش کی۔۔

ٹھیک ہے۔۔،وہ ایک پل کو رکا،ریحام کے چہرے پر جو بے نیازی تھی وہ یکدم اڑ گئی اور وہ سوالیہ اور بے چین نظروں سے حذیفہ کو دیکھنے لگی۔کہیں اندر یہ خوف بھی تھا کہ کہیں وہ اس کی بات مان نہ لے۔

میں پھر بھی رخصتی چاہتا ہوں۔حذیفہ نے اپنی بات مکمل کی اور ریحام کے چہرے کے تاثرات دیکھیں جو کہ یکدم ڈھیلے پڑ گئے۔حذیفہ جانتا تھا یہ صرف اس کے اندر عدم تحفظت ہیں جو اسے حذیفہ کے قریب جانے سے روکتے ہیں۔وہ یقیناً اسے آزما رہی تھی۔وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کہیں وہ بھی تو سب کی طرح اسے چھوڑ نہیں دے گا۔۔

چلو تم آرام کرو۔میں بھی کچھ دیر آرام کروں گا۔۔حزیفہ اسے آرام کی تاکید کیے کمرے سے نکل گیا۔پیچھے ریحام بھی ہر سوچ کو جھٹک کر آرام کرنے لگی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

صبح سویرے کا وقت تھا۔رات کی چاندنی جھٹ گئی تھی۔سورج کی روشنی ہر طرف پھیل چکی تھی۔کانفرنس ہال میں اس وقت بہت سے رپورٹرز جمع تھے۔ہال میں جمیلہ ہاشم خان، سرفراز، شہریار مرزا اور زینیا موجود تھے۔یقیناً جمیلہ بیگم مرزا صاحب کے بلانے پر فوراً سیالکوٹ سے آئی تھیں۔کانفرنس کس لیے تھی لوگ نہیں جانتے تھے۔مگر ان دونوں کو ساتھ دے کر بہت ہی سرگوشیاں ابھر رہی تھیں۔رپورٹرز اپنے لیپ ٹاپ کے سامنے الگ الگ ڈیکس پر بیٹھے تھے۔اونچا سے ہال کے سٹیج پر ایک ٹیبل موجود تھا کیمروں سے کھچا کھچ تصویریں کھینچی جا رہی تھیں۔ہال کے پیچھے موجود کھڑی سے روشنی پھوٹ رہی تھی کہ اچانک مرزا صاحب اعتماد سے چلتے ہوئے میز کے اگے رکھی کرسی کھینچ کر بیٹھے۔ان کے پیچھے ہی جمیلہ خان ہال کی طرف بڑھی اور شہریار مرزا کے ساتھ والی نشست سنبھالی۔رپورٹرز کو کوئی بھی سوال کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ان کے منہ نوٹ دے کر پہلے سے ہی بند کر دیے گئے تھے۔

"السلام علیکم! خواتین و حضرات میں شہریار مرزا، مرزا گروپ اف انڈسٹریز کا سی ای او اور یہ ہیں جمیلہ میری دوسری اہلیہ، دانیال خان کی بہن۔مرزا صاحب نے اپنے (خاص ملازم) سرفراز کو اشارہ کیا تو اس نے کچھ کاغذات ان کی طرف بڑھا دیے۔شہریار مرزا بول رہے تھے اور وہاں موت سا سناٹا پھیل گیا تھا۔سب کی زبان تالو سے چپک گئی تھی۔لوگوں کو زیادہ سے زیادہ یہی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

لگ رہا تھا کہ شاید کوئی سوشل ورک ان دونوں کو اکٹھا کیے ہوئے ہے۔ مگر معاملہ کچھ اور تھا اور رپورٹرز یکدم دلچسپ نظر آنے لگے۔ ان کی انگلیاں تیزی سے لیپ ٹاپ کے کی بورڈ پر چلنے لگیں۔

"میری اور جمیلہ کی شادی آج سے اکیس سال پہلے ہوئی تھی۔ مگر کچھ خاندانی مسائل کی وجہ سے اسے چھپانا پڑا۔ مگر آج میں آپ سب کے سامنے جمیلہ ہاشم خان کو اپنی اہلیت میں تسلیم کرتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ"۔۔

وہ ایک پل کو رکے ہال میں سارا مجمع انہی کی طرف متوجہ تھا۔

"میں اپنی اور جمیلہ کی اکلوتی بیٹی زینیا کو بھی آپ سب سے متعارف کروانا چاہوں گا۔" ہال میں جو ہلکی پھلکی سرگوشیاں ابھر رہی تھیں یہ سن کر ایک دم پھر سے سناٹا چھا گیا۔ یہ اس سے بھی بڑا دھماکہ تھا۔

زینیا سٹیج کے پیچھے سے نکل کر آگے آئی۔ اٹھی ہوئی گردن، سپاٹ چہرہ اور آنکھوں میں پہچان پا جانے کی چمک تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

چکن کری کی سادہ سی شلوار قمیض پر ہم رنگ کالا دوپٹہ سلیکے سے سر پہ جمائے ہوئے تھی

(حالانکہ وہ دوپٹہ پہننے کی عادی نہیں تھی)

کیمروں کا رخ زینیا کی طرف ہوا ہال میں تالیوں کی گونج ابھری۔ وہ قدم قدم اٹھاتی شہریار مرزا کے قریب آئی اور ان کے بائے جانے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

یہ میری اور جمیلوں کی بیٹی ہے "زینیا شہریار مرزا" زینیا نے آنکھیں جھپکائیں۔ مگر گردن اٹھی رکھی۔ یہ الفاظ اس کے لیے قیمتی تھے۔ اس کی آنکھوں میں نمی ابھری۔ جسے اس نے بمشکل اندر اتارا۔ اس نام کو پانے کے لیے اس نے اتنی ہمت جتائی تھی تو آخر کار وہ بے نام نہیں رہی تھی اس کی بھی پہچان دنیا کو معلوم ہو چکی تھی۔

شہریار مرزا نے سرفراز کو اشارہ کر کے پاس بلایا اور اس سے کچھ کاغذات پکڑائے جو کہ میڈیا پر چلوانے لازمی تھے یقیناً وہ نکاح نامہ اور زینیا کی ڈی این اے رپورٹ تھی شہریار مرزا، جمیلہ اور زینیا کے ہمراہ اٹھ کھڑے ہوئے ہال میں بیٹھے رپورٹرز بھی اٹھ کھڑے ہوئے پورا حال تالیوں سے گونج رہا تھا۔ یہ منظر ریحام کے لاونج میں بھی چل رہا تھا۔ جہاں اس کے بہن بھائی، ماں اور سسرال کا ہر فرد جمع تھا وہ سب یقیناً ریحام کی تیمارداری کے لیے ہی آئے تھے۔ ریحام نے استہزائیہ انداز میں سر جھٹکا۔ باقی سب سپاٹ چہروں سے سکرین کو گھور رہے تھے۔ اب شہریار

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مرزا جمیلہ اور زینیا سٹیج سے اتر کر ہال سے باہر نکل رہے تھے۔ٹی وی پر ابھی بھی اینکر گلا پھاڑ کر ساری خبر لوگوں تک پہنچا رہی تھی۔جبکہ ساتھ میں کاغذات کی تصویریں بھی نشر کی جا رہی تھیں۔

کھڑکیوں سے چھن چھن کرتی روشنی کمرے میں بیٹھے دانیال صاحب کے چہرے پر آ رہی تھی۔ وہ سب لوگ حذیفہ کے ساتھ ایک گھنٹہ پہلے ہی حذیفہ کے گھر لوٹے تھے۔دانیال خان جمیلہ بیگم کو فون کر چکے تھے کہ وہ زینیا کے ہمراہ ان سے ملنے آئیں۔اس وقت دانیال خان ان دونوں کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک ملازم نے انہیں جمیلہ بیگم کے آنے کا بتایا۔وہ اسے جانے کا کہہ کر خود بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔دانیال خان لاؤنج میں داخل ہوئے جہاں عالیہ بیگم (جو کہ صبح ہی صبح اسلام اباد سے لاہور لوٹی تھی کیونکہ انہیں بھی حقیقت کا علم ہو چکا تھا وہ اپنی بہن کے گھر رہنے گئی ہوئی تھیں۔)رافیہ بیگم،زیان حذیفہ،امل،زینیا اور جمیلہ صوفے پر براجمان تھے۔ عالیہ بیگم کہنے کو سوتیلی ماں تھی مگر وہ اس کے معاملے میں دخل اندازی نہیں کرتی تھیں۔ کیونکہ انہوں نے انہیں کبھی اتنی اہمیت دی ہی نہیں تھی امل زینیا کو سب سے متعارف کروا رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"السلام علیکم بھائی! جمیلہ ہاشم خان دانیال خان کو آتے دیکھ کر احترام میں کھڑی ہوئیں جبکہ زینیا نے بھی یہی عمل دہرایا۔دانیال خان نے سپاٹ چہرے سے سلام کا جواب دیا اور صرف زینیا کے سر پر ہاتھ رکھا۔جمیلہ بیگم کو یہ بات شدت سے محسوس ہوئی کیونکہ وہ ہمیشہ اس کے سر پر بھی ہاتھ رکھتے تھے۔

"کیا تم نے جہانگیر کو شہریار کے لیے چھوڑا تھا؟" دانیال خان نے کھڑے کھڑے ہی سرد لہجے میں سوال کیا

جمیلہ بیگم کو اس سوال کی توقع نہیں تھی ان کے چہرے کا رنگ اڑ گیا۔انہیں اس بات کا خیال کیوں نہ آیا؟

"بھائی وہ۔۔" جمیلہ کی زبان لڑکھڑائی۔

"میں نے جو پوچھا ہے اس کا جواب صرف ہاں یا نا ہونا چاہیے ہاں یا نا۔۔؟" دانیال خان کی آواز بلند، لہجہ رعبدار اور سنجیدا تھا۔جمیلہ بیگم کے ساتھ باقی سب بھی یک دم خوفزدہ ہو گئے۔ان کا یہ انداز آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔امل تو باپ کا اتنا سخت لہجہ دیکھ کر ہی خوف سے کپکپا گئی۔اس کے گھر میں باپ بھائی شوہر سب دھیمے مزاج کے تھے۔اس نے کبھی مرد کی اتنی اونچی آواز نہیں سنی تھی۔وہ رافعہ بیگم کے قریب ہو گئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہاں! جمیلہ ہاشم خان کا لہجہ کپکپایا۔ جمیلہ کا جواب سنتے ہی دانیال خان کی آنکھیں اخری حد تک سرخ ہو گئیں۔ انہیں یک دم اپنا آپ مجرم سا لگا جن کے اتنے لاڈ پیار اور لاپرواہی کا یہ نتیجہ نکلا تھا۔ بہت سی چیزیں ان کے دماغ میں چلنے لگیں۔ ایک عکس ان کی آنکھوں کے سامنے آیا۔ یکدم ان کا ہاتھ اٹھا، مگر اس سے پہلے وہ جمیلہ ہاشم خان کو لگتا، حذیفہ نے آگے بڑھ کر ان کو تھام لیا۔ جمیلہ ہاشم خان صدمے سے دانیال خان کا چہرہ دیکھنے لگیں۔ باقی سب حیرت و بے یقینی میں گھیرے ان کا اتنا شدید رد عمل کی وجہ جاننا چاہ رہے تھے۔

"بابا کیا کر رہے ہی ہوش میں آئیں۔" حذیفہ نے ان کو سنبھالتے ہوئے ہوش دلانے کی کوشش کی۔

"میں ہوش میں آؤں؟ ہوش میں آنے کی ضرورت تو اسے ہے۔ اپنے دونوں بچوں کی زندگی برباد کر دی اس نے، انہیں ایک بے نام زندگی دی۔ میں سوچتا تھا کہ میں جمیلہ کی بہت اچھی تربیت کروں گا۔ مجھے کیا علم تھا کہ یہ میری تربیت کی لاج نہیں رکھے گی۔ دانیال خان غصے سے دھاڑے۔ ان کی باتوں پر سب الجھے۔ وہ کیا کہنا چاہ رہے تھے؟ سب تو ایک ہی بچے کے بارے میں جانتے تھے۔ یہ دونوں بچوں کا ذکر کہاں سے آگیا؟ جمیلہ ہاشم خان کا چہرہ خوف سے پیلا پڑ گیا۔

www.novelsclubb.com

تو کیا اس کا بھائی یہ سچ جانتا تھا؟ اور اگر جانتا تھا تو اتنے سال خاموش کیوں رہا اور کیا وہ سب کو اس بارے میں بتائیں گے؟ سوال ان کے ذہن میں گردش کرنے لگے۔

تمہاری پہلی اولاد کہاں ہے؟ کیا علم ہے تمہیں وہ زندہ ہے یا مر گیا؟ چوبیس سال پہلے جس بچے کو چھوڑ آئی تھی وہ کہاں ہے؟ جہانگیر کی اولاد کہاں ہے جمیلہ؟ کیا تمہیں خدا سے خوف نہ آیا؟ کیا تمہیں کسی اور کی بیوی ہوتے ہوئے اس کی امانت میں خیانت کرتے ہوئے خوف نہ آیا۔ شوہر تو چلو بعد میں آتا ہے۔ اولاد وہ تو جانور کو بھی اپنی عزیز ہوتی ہے اور تمہیں اپنی اولاد کا خیال کیوں نہ آیا؟ تم کیسی عورت ہو جمیلہ تم نے اپنا گھر برباد کر کے کسی اور عورت کی زندگی بھی برباد کر دی۔ تمہیں یہ خیال کیوں نہ آیا کہ تم جس بچے کو چھوڑ کر جا رہی ہو، اسے تمہاری ضرورت ہے تم نے تو اس کی وضاحت کا ذمہ تک نہ لیا۔ تم ایک بد قسمت ماں ہو۔ اللہ نے تمہیں دو اولادیں دیں۔ تم نے دونوں دفعہ ناشکری کی۔ کاش تم میرے باپ کا خون نہ ہوتی کاش! وہ تو ایسے نہ تھے۔ دانیال خان کے لہجے میں دکھ اور تکلیف ہلکورے کھا رہی تھی جبکہ باقی سب کچھ کہنے سننے کے قابل تک نہ رہتے زینیا کی آنکھوں کی تکلیف یکدم بڑھ گئی۔ مطلب وہ اکیلے اس غم کا شکار نہیں تھی اس کی ماں نے اپنی دوسری اولاد کے ساتھ اس سے بھی برا کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

زینیا کو اپنی تکلیف اسامہ کی تکلیف کے آگے کچھ نہ لگی۔ جبکہ باقی سب بھی ان کی باتوں سے بہت کچھ سمجھ گئے۔ جمیلہ ہاشم خان کا چہرہ سفید پڑ گیا اور دروازے کے قریب شہریار مرزا جو کہ دانیال خان سے بات کرنے آئے تھے کہ اس حقیقت کے باوجود دریحام اور حذیفہ کے رشتے میں کوئی دراڑ نہیں آنی چاہیے۔ حیرت کی مورتی بنے کھڑے تھے۔ تو کیا جمیلہ نے ان کی خاطر اپنی اولاد کو چھوڑ دیا تھا؟ یہ سوال ان کے دماغ میں ہتھوڑے کی مانند برس رہا تھا۔ تو کیا وہ ایک بچے کی ماں بھی تھی؟ کب اور کیسے؟ ان کے ذہن میں سوال گردش کرنے لگے اچانک ان کے ذہن کے پردوں میں جھماکہ سا ہوا انہیں یاد آیا جمیلہ ہاشم خان جب ان کی باتیں اور ملاقاتیں بڑھنے لگی تب صرف شروع کے تین چار ماہ ہی وہ ان سے ملنے آئی تھی۔ درمیان میں وہ صرف فون پر رابطہ رکھے ہوئے تھیں۔ ان کا کہنا تھا کہ جہانگیر کچھ شکی مزاج کا آدمی ہے۔ اس لیے میرا ملنا ممکن نہیں اور پھر اسلام آباد اور لاہور میں فاصلہ بھی اتنا تھا کہ اپ دو تین گھنٹوں میں جس میں لوگ ملاقات کر آتے ہیں۔ اس میں صرف سفر ہی طے ہوتا تھا اور پھر تین مہینے شہریار مرزا اپنے بزنس پریشر کی وجہ سے اتنے مصروف ہوئے تھے کہ فون پر بھی رابطہ کم ہونے لگا۔ مرزا نے ان کی عدت ختم ہونے کا انتظار کیا مگر ان کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ سارے عرصے میں حاملہ رہ چکی ہیں اور نہ صرف حاملہ بلکہ اپنی اولاد کو بھی چھوڑ چکی ہیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سب اپنی اپنی جگہ حیرت کی مورتی بنے کھڑے تھے۔ مگر جمیلہ سب سے زیادہ حیرت زیادہ تھی
۔لل۔

اب تم یہی سوچ رہی ہو کہ مجھے تمہاری حرکتوں کے بارے میں کیسے علم ہوا؟ دانیال خان جیسے ان کا دماغ پڑھ رہے تھے۔

جہانگیر آج سے 19 سال پہلے وفات پا چکا ہے۔ مگر ہم سب کو اس بارے میں علم نہ تھا کیوں. اس سوال کا جواب تم بہت اچھے سے جانتی ہو۔ تم نے کیا کہا تھا مجھے کہ جہانگیر تمہارے کردار پر شک کرتا ہے اور اسی بے بنیاد شک کی وجہ سے وہ تمہیں طلاق دے چکا ہے۔ میں بہن کی محبت میں اتنا اندھا ہو گیا کہ تمہاری باتوں کو سچ مان کر اس سے ہر تعلق ختم کر بیٹھا۔ جہانگیر نے مرتے وقت اپنے بزنس پارٹنر عباس کو اسامہ کی ذمہ داری سونپی مگر اپنی وصیت میں یہ صاف لکھا ہے کہ اگر کبھی عباس اسامہ کی ذمہ داری نہ اٹھا سکا تو اسے اس کے ماموں دانیال خان یعنی میرے پاس چھوڑ دینا یہ صرف ایک خدشے کے زیر اثر میں لکھی گئی وصیت تھی۔ اس میں میرا نام نمبر بتا سب درج تھا۔ مگر عباس کو کبھی اس کی ضرورت نہ پڑی ہوئی۔ وہ ایک مخلص دوست تھا۔ مگر اج سے آٹھ سال پہلے جب عباس کا ایک ایکسیڈنٹ ہوا تو اس نے اپنی زندگی کے ختم ہونے کے خدشے کے زیر اثر مجھ سے رابطہ کیا۔ حقیقت معلوم ہونے پر میں یکدم تم سے دور ہو

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

گیا۔ مگر ایک مجھے حقیقت معلوم نہ تھی وہ تو اصل میں حقیقت ہی تھی ہی نہیں عباس نے وہ کہا جو جہانگیر نے اسے بتانے کو کہا تھا۔ وصیت میں لکھا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ کسی غلط فہمی کی بنیاد پر طلاق ہو گئی ہے۔ جہانگیر اور تمہارے درمیان شاید یہی معاہدہ ہوا تھا اسامہ کو جہانگیر رکھے گا مگر میں تم سے اس لیے کھینچا کھینچا سا رہنے لگا تھا کہ تم نے اپنی اولاد کو پانے کے لیے نہ کوئی کوشش کی اور نہ ہی کسی کو بتایا۔ اور مجھے مجھ تک کو نہیں بتایا خیر اس وقت میں کچھ بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا۔ تم نے جو بتایا میں نے اس پر یقین کیا اور پھر عباس نے بھی یہی بتایا اس نے تمہارے خلاف کچھ نہیں کہا۔ میں حقیقت کا ادراک نہ کر پایا، مگر مجھے اپنے آپ پر حیرت تھی کہ اسی شہر میں ہوتے ہوئے چار ماہ تو تم میکے نہیں آئی۔ میں نے اس وقت یہ سمجھ کر اگنور کر دیا کہ شاید میں پاکستان میں نہیں ہوں۔ (دانیال خان ان دنوں میں پانچ مہینے کی ایک ٹرپ پر یورپ کے لیے ہوئے تھے تاکہ کمپنی کو بہتر طریقے سے چلایا جاسکے یہ صرف ایک کورس تھا۔) مگر تم میرے واپس آنے پر بھی نہ آئی۔ جب میں تم سے تھوڑا غصہ ہوا کہ تم میرے پانچ مہینے کے واپس آنے کے بعد بھی مجھ سے ملنے نہیں آئی مگر اس کے ایک ہفتے بعد ہی تم طلاق لے کرا گئی۔ میں اپنی ساری خفگی بھلا کر تمہیں حوصلہ دینے لگا۔ مگر تم کو ناٹک کر رہی تھی تم نے دو یتیموں کی زندگی برباد کر دی۔ جہانگیر یتیم تھا تم نے اپنی اولاد کو بھی یتیم کر دیا۔ مگر آج بھی

www.novelsclubb.com

صرف میں ہی اسامہ کے بارے میں جانتا ہوں وہ میرے بارے میں کچھ نہیں جانتا یہ عباس کا کہنا تھا۔اگر اس سے کچھ ہو جائے بس اسی صورت میں اسامہ میرے حوالے کیا جائے گا اس نے اسامہ کے لیے ایک خط تیار کر رکھا ہے۔جس میں سب کچھ صاف الفاظ میں لکھا گیا ہے۔جاننا چاہوں گی وہ اس وقت کہاں ہے. دانیال خان کا لہجہ یکدم طنزیہ ہو گیا۔ان کے اس سوال پر جمیلہ بیگم کے اندر خوف کی ایک لہر دوڑ گئی اگر وہ زندہ نہ ہوا پھر؟ باقی سب خاموش پہ یقین تھے دانیال خان کو دیکھ رہے تھ۔ے پچھلے دو مہینوں سے تمہارے شوہر کے آفس میں کام کر رہا ہے شہریار مرزا اپنی جگہ سے قدم بھی آگے نہیں بڑھا سکے۔اسامہ صرف یہی نام اور چہرہ ان کے ذہن میں چل رہا تھا باقی سب اپنی آنکھیں اور دماغ بس حیرت سے پھٹنے کو تھے۔میں نے تم سے کتنی دفعہ کہا کہ شادی کر لو مگر تم نے ہر بار انکار کیا میرے بار بار کہنے پر تم نے گھر کا مطالبہ کر دیا جبکہ تم یہ بھی جانتی تھی کہ اس وقت میں لاہور میں ایک نئی کمپنی شروع کر چکا ہوں مگر میں تمہاری ضد کے اگے اور اپنی اولاد کی خواہش کا گلا گھونٹ دیا۔ان کا اشارہ حذیفہ کی طرح تھا۔

حذیفہ نے ان کے اس طرح ذکر کرنے پر کچھ جذبز ہوا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔مجھے افسوس ہے کہ میرا تم سے خون کا رشتہ ہے اور زینیا یہاں سے کہیں نہیں جائے گی۔ تم جہاں جانا چاہو وہاں جاؤ دانیال خان نے انہیں جانے کا کہہ کر زینیا کو یہی رکنے کا کہا۔ان کی اس طرح غیر متوقع بات پر سب چونکے

"ادھر آؤ بیٹا!"ان کے اس کے چہرے کی گھبراہٹ دیکھتے دینیال خان نے اسے اپنے پاس بلایا ۔وہ جھجکی مگر پھر ان کے قریب آگئی۔

"تم کہاں رہنا چاہتی ہو بیٹا؟"ان کا لہجہ نرم تھا۔

میں ریحام کے گھر رہوں گی۔اس نے کہاہے وہ لندن جاری ہے۔میں نے اسے بتایا ہے کہ ہاسٹل شفٹ ہو رہی ہوں تو اس نے کہاہے میں ہاسٹل کے بجائے اس کے گھر رہوں۔"زینیا نے انہیں تفصیل سے بتایا مگر ریحام کے لندن جانے کا سن کر سب چونکے۔دانیال خان نے سوالیہ نظروں سے حذیفہ کو دیکھا جیسے تصدیق چاہ رہے ہوں جب کہ اڈ کے لندن جانے کا سن کر تو شہریار مرزا بھی بری طرح سے چونکے۔

"میں اپ سے بعد میں تفصیل میں بات کرتا ہوں"حذیفہ نے ان کو انکھوں سے مطمئن کیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"سن لیا تم نے اب تم جاؤ۔۔ جہاں وہ ساری زندگی تم لوگوں کے بغیر گزار سکتی ہے تو ابھی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔" دانیال خان کا لہجہ قطعی تھا۔

"میری بیٹیوں کو بیچ میں مت گھسیٹیں۔" آخرکار شہریار مرزا جو کہ لاؤنج کے دروازے پر کھڑے تھے، بول پڑے۔ ان کی آواز پر سب چونکے کیونکہ وہ کب سے دروازے پر کھڑے تھے۔ اس لیے سب ان کی آمد سے لاعلم تھے۔

ریحام اور زینیا کو اس سب سے دور رکھیں۔ یہ میرا خون ہے اور یہ بات صرف میرے اور ان کے درمیان نہیں رہے گی۔" شہریار مرزا کا لہجہ قطعی تھا۔ انہیں اپنی بیٹی پر یوں حق جتاتا دیکھ کر شہریار مرزا برہم نظر آنے لگے۔

"تمہاری بیٹیاں میری بھی کچھ لگتی ہیں۔ یاد رکھو ایک میری بہو ہے دوسری تو دوسری میری بھتیجی، دونوں پر میرا بھی حق ہے۔" دانیال خان کا لہجہ جتانے والا تھا۔

"مگر وہ میری بیٹیاں پہلے ہیں لہذا پہلا حق میرا ہے اور میرے اور جمیلہ کی وجہ سے میں اپنی بیٹیوں پر ایک حرف ہی برداشت نہیں کروں گا۔" وہ ذو معنی انداز میں بہت کچھ جتا رہے تھے۔ سب لوگ ان کے اس طرح کہنے پر ناگواری سے انہیں دیکھنے لگے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہر کسی کو خود کے جیسا نہیں سمجھتے۔۔دانیال خان کا لہجہ استہزائیہ تھا۔

جو بھی ہے ہم اس معاملے پر بعد میں بات کریں گے چلو زینیا اور جمیلہ میں گاڑی میں انتظار کر رہا ہوں۔وہ کہتے باہر کی طرف بڑھ گئے۔جیسے اشارہ تھا مزید بحث نہ کرنے کا۔زینیا بھی فلحال خاموشی تو چلی گئی۔جمیلہ بیگم نے بھی اپنے قدم باہر کو بڑھائے مگر آج ان کی چال بہت شکستہ تھی۔

شہریار مرزا، جمیلہ اور زینیا کے ساتھ مرزا ہاؤس میں داخل ہوئے جہاں سناٹا چھایا ہوا تھا کیونکہ سب ریحام کے گھر پر موجود تھے۔شہریار مرزا غصے سے ہانپتے ہوئے لاؤنج میں داخل ہوئے۔

زینیا اور رقیہ بیگم بھی لاؤنج میں داخل ہوئیں تو شہریار مرزا نے انہیں دیکھتے ہوئے غصے سے چیخے۔

یہ سب کیا تھا جمیلہ ؟آخر کیا کرنا کیا چاہ رہی تھی ؟تم اتنا بڑا دھوکہ تم کیسی عورت ہو نا تمہیں صرف اپنی اولاد کو دھوکہ دیا بلکہ اپنے شوہر ،اپنا بھائی یہاں تک کہ مجھے بھی دھوکا دیتی آئی ہو۔تم کس کس کو دھوکہ دیتی آئی ہو میں یقین نہیں کر سکتا۔مجھے افسوس ہو رہا ہے کہ میں نے یہ سب

کچھ کیا کر دیا۔ میں نے ایک معصوم بچوں سے اس کی ماں چھین لی۔" شہریار مرزا غصے سے دھاڑے۔

صرف میں نے ہی نہیں اپ نے بھی یہی سب کچھ کیا ہے اپ نے بھی تو اپنی بیوی کو چھوڑ کے مجھ سے شادی کی اور اس کے بعد میں موسی کو کب سے ڈھونڈ رہی ہوں مگر مجھے کیا معلوم تھا وہ میرے اتنے قریب ہے جمیلہ بیگم نے شروع میں انہیں سنا کر اخر میں شکستہ لہجے میں کہا۔

میں نے تم سے شادی کی مگر میں نے تمہاری خاطر اپنے بچوں کو نہیں چھوڑا اور وہ تمہیں کیسے ملتا ڈھونڈنے سے وہ ملتے ہیں۔ جو گم ہو گئے ہوں جنہیں چھوڑا جائے وہ پھر نہیں ملا کرتے۔ تم نے اپنی اولاد کی قدر نہیں کی۔ میں جتنا بھی برا باپ، مگر میں کبھی اپنی اولاد سے دستبردار نہیں ہوا۔ شہریار مرزا کا لہجہ سرد تھا

آپ کے افس میں کام کرتا ہے ناوہ پلیز ایک دفعہ ملوا دیں۔ مجھے اس سے میں اسے دیکھنا چاہتی ہوں یہ ایک دم یہ جمیلہ ہاشم خان کا لہجہ التجائیہ انہوں نے جیسے شہریار مرزا کی باتیں سنی ان سنی کیں۔

کیا وہ تم سے ملنا چاہے گا؟ یہ سوال نہیں تھا، تھپڑ تھا جو جمیلہ بیگم کے چہرے پر لگا۔ زنیا کب کی ان دونوں کو ان کے حال پر چھوڑ کر لان کی طرف بڑھ گئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"آپ ایک دفعہ مجھے اس سے ملوائیں تو ہو سکتا ہے وہ مجھے معاف کر دے۔ جہانگیر کا خون ہے اس کا دل بہت بڑا ہو گا۔" جمیلہ بیگم نے ایک اور کوشش کی۔

اس نے میرے پاس سے نوکری چھوڑ دی ہے۔ وہ ایک پل کو رکے جمیلہ بیگم کے تاثرات دیکھے جو کہ بے چینی سے ان کے اگلے جملے کی منتظر تھیں۔ میں اسے صرف ایک بار بلواؤں گا یاد رکھنا اس کے بعد میرا تعلق خت۔م یہ بھی صرف اس صرف انسانیت کی خاطر کر رہا ہوں۔ اب تم جاؤ یہاں سے۔ انہیں کہتے ساتھ شہریار نے لان کی طرف قدم بڑھایا تھا کہ زینیا کو دیکھ سکیں اور جان سکیں کہ ریحام کے گھر کیوں رہے گی اور ریحام لندن کیوں جائے گی؟

مرزا صاحب لان میں آئے تو زینیا پودوں کی طرف چہرہ کیے کھڑی ہوئی تھی۔ مرزا صاحب کی طرف اس کی پیٹھ تھی۔

زینیا! شیریار مرزا کے پکارنے پر وہ ان کی طرف مڑی۔

جی؟ زینیا نے انہیں سپاٹ اور سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

تم کیا کہہ رہی تھی وہاں کہ ریحام لندن جا رہی اور تم ریحام کے گھر کیوں رہو گی اور ریحام لندن کیوں جا رہی ہے؟ مرزا کا لہجہ نرم اور آواز دھیمی تھی انہیں اندازہ تھا وہ اپنی اس اولاد کے ساتھ

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کتنی زیادتی کر چکے ہیں۔ دنیا میں اگر شہریار مرزا کسی کے سامنے پڑ جاتے تھے تو وہ زینیا تھی۔ کہ وہ ریحام کی طرح جذباتی غصے کی تیز یا ایکسپریسو نہیں تھی۔ ماہا کا مزاج دونوں سے مختلف تھا وہ زیادہ ماں کے قریب تھی ماہا کی شخصیت منہ موڑ لینے والی تھی جیسے اس وقت وہ مرزا صاحب سے بات کرنے کے بجائے انہیں اگنور کر گئی۔ غازان ان تینوں سے مختلف تھا اس کی کوشش ہوتی کہتی کہ سب کو ان کی کمفرٹ زون میں رکھ کر انہیں ڈیل کیا جائے۔ سب کو معاف کر کے اگے بڑھ جایا جائے جبکہ شہریار مرزا کے تینوں بیٹیاں اکھڑ مزاج کی تھیں۔

کیا فرق پڑتا ہے ڈیڈ؟ میں جہاں بھی رہوں میں ہمیشہ سے ہی ایک انچاہا اور بغیر ضرورت کے پیدا کیے جانے والا انسان تھی۔ میرے ہونے نہ ہونے سے کیا فرق پڑتا ہے؟ زینیا بے تاثر نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

ایسا نہیں ہے تم تو مجھے سب سے پیاری ہو۔ میں ان تینوں کے ساتھ سختی کر سکتا ہوں۔ مگر تمہارے ساتھ نہیں۔ تبھی تو تمہارے اتنے بڑے قدم اٹھانے پر بھی میں نے تم سے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ پتہ ہے کیا زینیا میں ہمیشہ سے جانتا تھا کہ میں غلط ہوں مگر پھر بھی میں غلط کرتا رہا۔ کبھی کبھی ہم جانتے بوجھتے گناہ کرتے رہتے ہیں تاکہ اپنے نفس کو تسکین پہنچا سکیں۔ میں جانتا تھا کہ میں نے جمیلہ کے ساتھ غلط کیا۔ میں یہ بھی جانتا تھا کہ میں دل میں کسی اور کو بسایا ہوا پھر بھی

رقیہ سے شادی کی، اسے کبھی وہ اہمیت نہیں دی وہ حق نہیں دیا جو وہ ڈیزرو کرتی تھی۔ میں نے اس کے حصے کی توجہ بھی ریحام کو دی تھی۔ نتیجتاً وہ اپنی ہی اولاد سے دور ہو گئی۔ پھر جمیلہ سے شادی کر کے اس کے ساتھ زیادتی کی انتہا کی۔ اس کے بعد میں بنٹ گیا۔ میرا وقت بنٹ گیا۔ جس کی بنا پر ریحام کو اگنور کرتا رہا اپنی چھوٹی اولادوں کو اگنور کرتا رہا پھر تمہارے ساتھ جو میں نے کیا وہ سب سے برا ہے۔ پھر میں نے ریحام پر یقین نہیں کیا اور اس کے بعد اسے اپنے پیسے کا جتایا اس سب میں میں نے تم سب کے ساتھ زیادتیاں کی ہیں اور میں سب کرتے ہوئے بھی جانتا تھا کہ میں غلط ہوں۔ سوائے ریحام پر یقین نہ کرنے کے تب میں نے واقعی میں ایک روایتی باپ بن کر اپنی اولاد کا یقین نہیں کیا اور جب ہمیں یہ معلوم ہو ہم گناہ کر رہے ہیں تو اس کو گناہ بھی بڑھ جاتا ہے۔ میں نے انسانوں کے دل توڑے ہیں۔ مگر مجھے نہیں معلوم کہ میں کسی بچے سے اس کی ماں بھی چھین رہا ہوں کبھی اپنے گناہوں کو اتنی تکلیف نہیں ہوئی جو میں جان بوجھ کر کرتا ہوں مگر آج ہو رہی ہے۔ مجھے دو چیزوں پر ہمیشہ دکھ اور تکلیف رہے گی۔ ایک میں نے ریحام کا یقین نہیں کیا اور دوسرا ایک بچے سے اس کی ماں چھین لی چاہے میں نہیں جانتا تھا۔ زینیا خاموشی سے انہیں سنتی رہی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"آپ سب سے معافی مانگ لیں۔ ہو سکتا ہے اللہ سب کے دلوں کو آپ کے لیے پھیر دے۔ نرم گوشہ ڈال دے مگر شرط یہ ہے کہ آپ کو واقعی احساس ہو جب دل بندوں کا دکھایا ہے تو قن سے معافی مانگیں پھر اللہ بھی آپ کو معاف کر دے گا۔" زینیا نے باپ کو مشورہ دیا۔

"کون معاف کرے گا مجھے ؟" مرزا صاحب کا لہجہ استہزائیہ تھا۔

"کوشش !" زینیا نے یک لفظی جواب دیا

"کیا تم مجھے معاف کرو گی ؟" مرزا صاحب کا لہجہ کسی بچے کی طرح تھا۔ جیسے کہنا چاہ رہے ہو تم مجھے یہ چیز دے دو۔ یکدم زینیا کی آنکھیں بھرنے لگیں۔ اسے جیسے اسی لفظ کو سننے کی چاہ تھی۔

"آپ نے میرے ساتھ بہت برا کیا ڈیڈ بہت برا۔" زینیا کی آواز بھر آئی۔

"آپ نے مجھے میرا وقت نہیں دیا جو میرا حق تھا۔ میں نے مان لیا۔ توجہ نہ دی، مجھے وہ بھی قبول ہوتا۔ مگر آپ نے مجھے پہچان بھی نہیں دی۔" یکدم وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ شہریار مرزا نے پہلی بار زینیا کو روتے دیکھا تھا۔ ان کی خود کی آنکھیں نم ہونے لگیں۔ انہوں نے زینیا کو اپنے بازو کے گھیرے میں لے لیا۔" مجھے معاف کر دو بیٹا۔ میں نا ایک اچھا باپ بن سکا نا شوہر نا ہی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اچھا انسان۔" مرزا کی آواز کانپی۔ وہ دونوں رو رہے تھے ایک اپنے گناہوں پر تو دوسرا اپنے ساتھ ہوئی زیادتیوں پر۔۔

"تم نے مجھے معاف تو کر دیا نا زینیا۔۔؟" جب وہ دونوں باپ بیٹی کافی سارا رو چکے تو شہریار مرزا نے اس سے خود سے الگ کرتے ہوئے پوچھا۔

زینیا نے بس سر ہلا دیا وہ بات کرنے کی حالت میں نہیں تھی۔ شہریار مرزا نے اسے خود سے لگایا اور اندر کی طرف بڑھ گئے۔ ان دونوں باپ بیٹی کا دل اب کافی ہلکا ہو چکا تھا۔ معافی انسان کو بہت ہلکا پھلکا کر دیتی ہیں۔ اگر انسان کسی سے معافی نہ مانگے یا پھر کسی کو معاف نہ کرے دونوں صورتوں میں انسان کے دل پر بوجھ رہتا ہے۔ اسی لیے چاہیے کہ اگر آپ کی غلطی ہے تو معافی مانگ لیں اور اگر آپ سے کوئی معافی مانگ رہا ہے تو اسے کھلے دل سے معاف کر دیں۔

دو دن بعد :

ہفتے کی صبح سورج پورے آب و تاب سے چمک رہا تھا۔ نا زیادہ گرمی تھی نہ زیادہ ٹھنڈ۔ آج شہریار مرزا نے اسامہ کو کسی کام کا کہہ کر ایک ریسٹورنٹ بلایا تھا۔ جہاں پر جمیلہ اسامہ سے ملاقات کرنے والی تھی۔ ریحام اور باقی سب اس بات سے ابھی تک لاعلم تھے کہ جمیلہ ہاشم

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

خان کی کوئی پہلی شادی سے اولاد بھی تھی۔ماہااور رقیہ بیگم ریحام کے گھر ہی تھیں۔اس سب عرصے میں اگر کچھ بہتری آئی تھی تو وہ یہ کہ ریحام نے رقیہ بیگم کو ان کے معافی مانگنے پر معاف کر دیا تھا۔رقیہ بیگم نے خود ریحام سے معافی مانگی تھی۔انہیں اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کا اندازہ تھا۔وہ جس انسان کی خاطر اپنی اولاد سے بدگمان رہیں۔اس نے انہیں یہ صلہ دیا تھا وہ شرمندہ تو کافی عرصے سے تھیں۔مگر ریحام کے مائیگرین کا سن کر ان کا دل کافی بے چین ہو گیا تھا۔

ریحام کو سمجھ نہ آیا کہ وہ کیا کہے کیا کرے؟کیا معاف کر دینا اتنا اسان تھا؟کیا وہ سب بھلایا جا سکتا تھا؟جب ریحام کو ان کی ضرورت تھی اور انہوں نے اس سے منہ موڑ لیا۔معاف کرنا اتنا بھی آساں نہیں۔یہ ظرف والوں کا کام ہے اور ہر کسی کا ظرف اتنی اجازت نہیں دیتا کہ وہ معاف کر سکے۔مگر جب رقیہ بیگم اس کے سامنے رونے لگیں تو اس کی خود کی آنکھیں آنسوں سے کیسے اور کیوں بھر گئیں؟اسے معلوم نہ تھا۔شاید ماں کو روتا دیکھ کر تب اسے احساس ہوا کہ ماں کو روتا دیکھ کر صرف ایک سال کا بچہ نہیں روتا بلکہ ستائیس سال کا بچہ بھی رو سکتا ہے۔۔

ان دو دنوں میں ریحام جائیداد کے پیپرز پر کام کر رہی تھی تاکہ سب کو حمدان مرزا کی جائیداد میں سے سب کو برابر اور جائز حصہ دے سکے۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

باقی رخصتی ولیمے کی تیاریاں بھی چل رہی تھیں۔ یہ بھی صرف اس لیے منعقد کیا جارہا تھا کیونکہ نکاح کا فنکشن بہت ہائی کلاس ہوا تھا۔اب اگر اتنی سادگی سے رخصتی کرتے تو لوگوں کو باتیں بنانے کا موقع ملتا۔

ریحام کی پچھلے دنوں اقراء (درانی کی بیوی) سے بھی بات ہوچکی تھی وہ خود اور اپنی بیٹی کو ساتھ لے کر ہمیشہ کے لیے امریکہ شفٹ ہوگئی تھی تاکہ آئندہ انے والی زندگی میں کبھی بھی وہ اپنی بیٹی پر اس برے وقت کا سایہ نہ پڑنے دے۔

ریحام کو آج فریال سے ملنے جانا تھا۔وہ کچھ اچھا وقت گزانا چاہتی تھی، جب بھی انسان اچھا وقت گزارنا چاہتا ہے، تو وہ دوستوں کے پاس جاتا ہے۔ریحام فریال سے ملنا اس لیے بھی چاہتی تھی کیونکہ دو دن بعد اسے ریحام اور حذیفہ کو دو مہینوں کے لیے جرمنی جانا تھا۔ فریال کے ساتھ کچھ ہی وقت گزارا تھا کہ اس کے گھر سے فون آنے لگا۔ وہ گھر کے لیے نکل گئی۔ مگر ریحام کا موڈ کافی پینے کو ہو رہا تھا۔لہذا ریحام کافی آرڈر کر کہ ابھی وہ ادھر اُدھر دیکھنے میں ہی مصروف تھی کہ اس کی نظر ریسٹورنٹ سے داخل ہوتے دانیال خان پر گئی۔ وہ حیران ہوئی پھر سوچا کہ شاید کسی میٹنگ کے سلسلے میں آئے ہوں۔ مگر وہ میٹنگ والے حلیے میں نہ تھے۔وہ ایک کونے کے ٹیبل پر جا کر بیٹھ گئے۔ریحام خود دوسرے کونے میں بیٹھی تھی۔ مگر ریسٹورنٹ کے کافی کشادہ ہونے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کی وجہ سے وہ آرام سے دانیال خان کو دیکھ رہی تھی۔دانیال خان کی نظر ابھی تک ریحام پر نہیں پڑی تھی۔وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ چکے تھے جبکہ چہرے کو مینیو کارڈ سے چھپالیا تھا۔ریحام الجھی۔۔ آخر دانیال خان کیا کرنا چاہ رہے تھے؟کس سے چھپنا چاہ رہے تھے؟ابھی وہ یہی سمجھنے کی کوشش میں ہلکان ہورہی تھی کہ ریسٹورینٹ کے دروازے سے اسامہ نمودار ہوا۔وہ جواب تک دانیال خان کو یہاں دیکھ کر الجھ رہی تھی۔اب اسامہ؟اسامہ ادھر اُدھر نظریں گھماتا جیسے کسی کی تلاش میں تھا۔اس سے پہلے کہ اس کی نظر ریحام پر پڑتی۔ریحام نے فوراً سے چہرہ جھکالیا۔اسامہ شہریار مرزا کو نا پاکر ریحام کے آگے والی ٹیبل پر ان کے انتظار میں بیٹھ گیا۔مگر اس طرح سے کہ اس کی ریحام کی طرف پیٹھ تھی۔

ریحام نے سرعت سے اپنی جگہ فریال کی جگہ سے بدلی،تاکہ اسامہ کے سامنے بیٹھنے والا ریحام کو نہ دیکھ سکے۔اب ریحام کی پیٹھ اسامہ کی میز کی طرف تھی۔اس طرح ریحام ناہی اسامہ کو نظر آسکتی تھی۔ناہی دانیال خان کو اور ناہی اسامہ کے سامنے بیٹھنے والے شخص کو۔

اسامہ بار بار گھڑی کو دیکھ رہا تھا کہ کب شہریار مرزا کب تک آئیں گے۔

---

www.novelsclubb.com
WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

شاہنواز امیر درانی اس وقت ہسپتال میں سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا۔اس وقت اس اپنے سارے گناہ یاد آرہے تھے۔اس کی انکھیں تکلیف سے بھرنے لگیں۔انسان دوسروں کے ساتھ غلط کرتے ہوئے یہ نہیں سوچتا کہ وقت اس کے پاس بھی لوٹ آئے گا۔کاش! انسان اس بارے میں سوچ لے۔ابھی وہ سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا کہ ڈاکٹر اس کے قریب آئے۔

"دیکھیں میں آپ کو پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ آپ کے بیٹے کا کینسر آخری سٹیج پر ہے۔ہم علاج تب کر سکتے ہیں جب وہ ابتدائی مراحل پر ہوتا،اب ہمارے ہاتھ سے سب نکل چکا ہے۔باقی اللہ آپ کے لیے اور آپ کے بچے کے لیے آسانی کرے۔"ڈاکٹر کہتا آگے کی طرف بڑھ گیا۔جب کہ شاہنواز سن کھڑا تھا۔اس کی آنکھوں کے پردوں میں مختلف لمحے اس کا ریحام سے دوستی کرنا اور پھر اس کے بارے میں خبر رکھنا،اس کی آنکھوں میں وہ پل لہرائے جب اس نے کئی لڑکیوں کے ساتھ زیادتی اور غلط کیا تھا۔

اس کے ذہن سے یہ بھی نکل چکا تھا کہ اسے اپنے بھائی کا بدلہ لینا ہے۔اس کو صرف یہی اس کی اولاد مر رہی ہے۔جتنا بھی اس نے لوگوں کے ساتھ برا کیا تھا۔کوئی بھی اس سے بددعا دے سکتا تھا،اولاد کے آگے بھائی کہاں دکھتا ہے؟اسے لگا شاید کوئی اسے معاف کردے،تو اللہ اس کے

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

حالات کو کچھ نہ کرے۔انسان کتنا خود غرض ہے۔ مگر انسان کا بھی کوئی قصور نہیں یہی انسان کی فطرت ہے۔وہ خود سے زیادہ کبھی کسی کا نہیں سوچ سکتا۔

اسامہ،ریحام اور دانیال خان تینوں اندر آنے والے کے انتظار میں تھے۔ان تینوں میں سے دانیال خان جانتے تھے کہ اندر اصل میں کون آئے گا کیونکہ ریحام کو معلوم نہ تھا اور اسامہ کو جو معلوم تھا وہ آنے والا نہیں تھا۔دانیال خان یقیناً ان چند سالوں میں اسامہ پر نظر رکھتے ہوئے آئے تھے۔اس لیے آج بھی وہ جانتے تھے کہ اسامہ سے ملنے کے لیے یہاں شہریار نہیں جمیلہ آئیں گی۔وہ جیسے اپنی بہن سے اچھے سے واقف تھے۔اچانک سے جمیلہ ہاشم خان ریسٹورینٹ میں داخل ہوئیں اور انہوں نے اسامہ کی تلاش میں نظریں گھمائیں۔بالآخر وہ انہیں نظر آیا اور انہیں لگا جیسے وقت پیچھے چلا گیا ہے۔وہ وہیں تھم گئیں۔انہیں لگا جیسے ان کے سامنے جہانگیر بیٹھا ہے۔(وہ رات میں ہی اس کی تصویر دیکھ چکی تھیں۔)اور اسامہ کی میز کی طرف قدم بڑھانے لگیں۔جبکہ اسامہ سوالیہ نظروں سے اپنے سامنے کھڑی خاتون کو دیکھ رہا تھا۔جبکہ جمیلہ ہاشم خان تو یک تک اپنے سامنے بیٹھے اس نوجوان کو دیکھ رہی تھیں جس کو وہ 21 سال پہلے چھوڑ آئی تھیں۔اولاد کے بچپن میں ماں باپ طاقت رکھتے ہیں،جبکہ جب اولاد جوان ہو جاتی ہے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تو اولاد طاقت میں آجاتی ہے۔ جیسے اس وقت جمیلہ نے اپنی طاقت استعمال کرتے ہوئے اسامہ کو چھوڑ دیا اور اس وقت اسامہ پر ہے کہ وہ کیا کرے۔

"جی آپ کون؟" اسامہ نے جمیلہ کو یک ٹک خود کو دیکھتا پا کر پوچھا۔ اس سے پہلے جمیلہ ہاشم خان ہمت کر کے کچھ بولتیں، پیچھے سے دانیال خان نمودار ہوئے۔

ریحام الجھن کے زیر اثر سر جھکا ہوئے تھی۔ وہ کافی پیتی ان سب کو سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ وہ نہیں جانتی تھی، اس کے پیچھے کون کھڑا ہے یا اسامہ کس سے مخاطب ہے؟ دانیال خان کی آواز پر اسامہ نے نظر ان کی طرف اٹھا کر دیکھا۔ لیکن نقوش میں دیکھنے سے ہی معلوم ہو گیا کہ وہ دونوں بہن بھائی ہیں۔

"جی بولیں؟" اسامہ باری باری دونوں کے چہرے دیکھتے ہوئے سنجیدگی سے بولا۔

"ایک منٹ رکو۔" عباس صاحب کا انتظار کر رہا ہوں وہ آجائیں پھر وہ خود بتائیں گے۔ دانیال خان نے جمیلہ خان کی طرف دیکھتے ہوئے استہزائیہ انداز میں کہا مگر مخاطب وہ اسامہ سے تھے۔

ابھی اسامہ کچھ بولتا کہ پیچھے سے عباس صاحب آتے ہوئے نظر آئے اور سب کو کرسی سنبھالنے کا کہا، عباس صاحب نے ایک نگاہ بھی جمیلہ پر ڈالنا گوارا نہیں کیا۔ اسامہ سوالیہ نظروں سے

WWW.NOVELSCLUBB.COM

FB/INSTA:NOVELSCLUBB

عباس صاحب کی طرف دیکھ رہا تھا، جبکہ دوسری طرف ریحام شدید تجسس کی شکار تھی کہ آخر یہ عباس اور دوسری شخصیت (جمیلہ) ہیں کون؟

"یہ تمہاری ماں جمیلہ ہے اور یہ تمہارے ماموں دانیال خان۔" ابھی عباس صاحب نے صرف اتنا ہی کہا تھا کہ اسامہ تو بے یقینی سے ان کو دیکھنے لگا۔ وہ ایسے ہو گا جیسے کسی گہرے صدمے کے زیر اثر ہو۔ دوسری طرف ریحام بھی سکتے میں آگئی۔ ان کی آواز زیادہ بلند نہ تھی، مگر میز قریب قریب ہونے کے بنا پر ریحام بآسانی سب سن سکتی تھی۔ دوسری طرف عباس صاحب مختصر الفاظ اور ان پہلوؤں سے اسامہ کو متعارف کروا رہے تھے، جو وہ نہیں جانتا تھا۔ جسے سن کر ریحام اور اسامہ بے یقین اور صدمے میں تھے۔ اسامہ جیسے جیسے سنتا جا رہا تھا۔ اس کا چہرہ سپاٹ ہوتا جا رہا تھا۔ جبکہ جمیلہ ہاشم خان کا چہرہ شرمندگی سے جھکتا چلا جا رہا تھا۔ عباس صاحب اسامہ کو ہر پہلو سے اگاہ کر رہے تھے۔ دانیال خان کا حقیقت سے لاعلم ہونا، عباس صاحب کا دانیال سے رابطہ کرنا، جمیلہ کی شادی اس کی سوتیلی بہن اور ان کا اسے چھوڑ جانا، باقی تو سب اسامہ خود بھی جانتا تھا۔ کوئی بھی عورت کہ اپنے وجود کے حصے کو کیسے چھوڑ سکتی ہے؟ جسے وہ اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی محسوس کر چکی ہو۔ عباس صاحب بول کر خاموش ہوئے تو اسامہ کے ذہن میں یہ سوال ابھرنے لگے جبکہ وہ چاروں ہی خاموش تھے۔ دوسری طرف ریحام کا خاموش رہنا

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مجبوری تھا۔ مگر آج ریحام کا دل چاہا خاموشی توڑ ڈالے۔ ساری حدیں پھلانگ کر انہیں ان کی حقیقت پر تمغہ پیش کرے۔ (وہی ریحام کی جذباتی طبیعت) ریحام کا صبر جواب دے گیا۔ اس نے بل میز پر رکھ کر بیرے کو اشارہ کیا۔ جبکہ خود وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اب وہ بیگ اٹھا کر پیچھے کی طرف مڑ رہی تھی۔ ریحام اس وقت کالی جینز پر لال شارٹ فراک زیب تن کیے ہوئے تھی۔ وہ بہت کم باہر اس حلیے میں نکلا کرتی تھی۔ زیادہ تر اسے خود کے لیے وقت میسر ہی کہاں آتا تھا؟

ریحام نے مڑ کر چاروں پر ایک نظر ڈالی۔ سب خاموشی سے نظریں جھکائے ہوئے تھے جیسے ایک دوسرے سے نظریں چرا رہے ہوں۔

"السلام علیکم ایوری ون! میں نے سوچا آپ لوگوں نے تو مجھے بلایا نہیں، میں خود ہی جوائن کر لوں۔" ریحام کہ لبوں پر استہزائیہ مسکراہٹ تھی۔ جبکہ سب کی اس کی آواز پر جھٹکے سے سر اٹھا کر اسے دیکھنے لگے۔ اسامہ نے اسے ادھر دیکھ کر نظریں پھر سے جھکا لیں۔ جبکہ باقی سب سمجھ چکے تھے کہ وہ سب کچھ جان چکی ہے۔

"مسٹر اسامہ آپ آج بھی اتنی ہی بے وقوف ہیں، جتنے مجھے اس دن لگے تھے۔ دوسروں کے گناہ سن کر گردنیں جھکانے والے بے وقوف کہلائے جاتے ہیں۔" صرف یہ چند الفاظ کہے تھے ریحام نے، جیسے سب کو جتانا چاہ رہی ہو کہ وہ سب سن چکی ہے۔ اسامہ نے اس کی باتیں سن کر

www.novelsclubb.com
WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ایک گہری سانس بھری۔اس کا دل جلنے لگا۔آنکھوں کو جھپک کر اس نے نمی کو اپنے اندر اتارا۔ اس کی سوتیلی بہن اور جس سے وہ محبت کرتا تھا، وہ دونوں اس شخص کی بیٹیاں تھیں جس کی وجہ سے اس کی ماں نے اس کے باپ کو چھوڑ دیا۔کچھ حقائق بڑے جان لیوا ہوتے ہیں۔ایسے زخم بن جاتے ہیں، جو کبھی نہیں بھرا کرتے اور جو زخم کبھی نہیں بھرا کرتے وہ ناسور بن جاتے ہیں۔

"مجھے معاف کر دو بیٹا، میں جانتی ہوں، میں غلط تھی۔ مگر میں تمہیں کافی عرصے سے ڈھونڈ رہی ہوں۔مجھے کیا معلوم تھا کہ تم میرے اتنے قریب ہو۔" جمیلہ بیگم اسامہ کو مستقل خاموش دے کر التجائیہ انداز میں گویا ہوئیں۔دانیال خان اور عباس صاحب خاموشی سے اسامہ کی طرف دیکھ رہے تھے۔

" معاف کرنا آسان ہے کیا؟ آپ نے صرف میرے ساتھ یہ سب کچھ کیا ہوتا تو میں معاف کر بھی دیتا مگر آپ نے میرے باپ کو بھی اذیت دی۔اسامہ نے بے حد ضبط سے یہ الفاظ ادا کیے۔

"بیٹا میں شرمندہ ہوں تم سے۔۔" ابھی جمیلہ بیگم کچھ کہتی ہیں کہ اسامہ نے ان کی بات کاٹ دی۔

"آپ شرمندہ نہیں ہیں۔آپ کو بس گلٹ ہے۔جو آپ کو یہاں تک لے آیا ہے۔اسامہ نے استہذائیہ انداز میں سر جھٹکا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"آئندہ مجھ سے دور رہیے گا۔ جیسے ساری زندگی رہتی آئی ہیں۔" اسامہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹا میری بات تو سنو۔ مجھے معاف کر دو میں تمہاری ماں ہوں۔" جمیلہ بیگم نے اسے روکنے کی ایک اور کوشش کی۔

"میں آپ کے لیے کچھ محسوس نہیں کر سکتا نا ہی کرتا ہوں۔ نا محبت، نا نفرت، نا ہمدردی، تو معافی تلافی کا تو کوئی جواز نہیں ہے۔ پھر بھی میں نے آپ کو معاف کیا۔ جو آپ نے میرے ساتھ کیا، مگر اپنے باپ کے ساتھ ہوا میں کبھی معاف نہیں کروں گا۔ کوشش کیجئے گا کہ ہمارے راستے دوبارہ نہ ٹکرائیں۔" اسامہ کی آنکھیں ہر جذبے سے خالی تھیں وہ یہ کہہ کر رکا نہیں بلکہ باہر کی طرف قدم بڑھانے لگا جبکہ عباس صاحب اور دانیال خانوں سے باہر کی طرف جاتا دیکھ کر اسے اس کے پیچھے گئے۔ پیچھے جمیلہ بیگم سسکی کے احساس سے سرخ چہرہ لیے رہ گئیں۔

وہ سمجھ رہی تھیں جیسے یہ زندگی نہیں کوئی فلم ہے۔ جہاں غلطیاں کر کے لوگوں کے دل دکھا کر ان کی زندگیاں برباد کر کے آخر میں معافی مانگ لینے سے سب ٹھیک ہو جاتا ہے، جبکہ حقیقت اس سب سے مختلف ہے۔ حقیقت میں ہر کوئی معاف نہیں کر پاتا ہر کسی کے پاس اتنا حوصلہ اور ہمت نہیں ہوتی کہ وہ اپنے ساتھ برا کرنے والے کو معاف کر سکے۔ یا کبھی آپ کے گناہ ہی اس قابل نہیں ہوتے کہ ان کو معاف کیا جائے۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

شہریار مرزا اس وقت اپنے آفس میں بیٹھے غیر مرئی نقطے کو گھور رہے تھے۔ وہ اس وقت بالکل خالی ہاتھ رہ گئے تھے۔ زینیا تھی جو انہیں ماف کر چکی تھی۔ ریحام تو ان سے سالوں سے بدگمان تھی۔ جبکہ ماہا، اور رقیہ بیگم ریحام کے گھر موجود تھیں۔ غازان دن میں باپ کے پاس مرزا ہاؤس چکر لگا جاتا تھا۔ مگر وہ زیادہ بات نہیں کرتا تھا۔ تکلیف تو اسے بھی تھی کہ اس کے باپ نے اس کی ماں پر کسی اور عورت کو فوقیت دی۔ مگر اس نے کوئی شکوہ نہیں کیا۔ چکر بھی وہ صرف اس لیے لگاتا تھا کہ اس کے خیال میں ہمیں ہمارے اپنوں کی غلطیوں پر انہیں چھوڑنے کے بجائے ان سے ناراض ہو جانا چاہیے۔ مگر انہیں چھوڑ دینا، ان سے غافل ہو جانا، کہاں کی عقلمندی ہے؟ کیا کبھی ماں باپ اولاد کی غلطیوں پر انہیں چھوڑ دیتے ہیں؟ نہیں نا؟ تو بس اولاد کو بھی چاہیے کہ انہیں چھوڑنے کے بجائے ان سے ناراض ہو جائیں کیونکہ اس کا حق تو رکھتے ہیں وہ۔۔ خون کے رشتے اس قدر عزیز ہوتے ہیں کہ وہ آپ کے ساتھ جتنی بھی زیادتی کر لیں، کہیں نہ کہیں زندگی میں ہمارا دل ان کے لیے ہی تڑپتا ہے۔ انہیں یہ بھی احساس ہو رہا تھا کہ وہ رقیہ بیگم کے ساتھ کتنی زیادتی کر چکے تھے۔ ابھی وہ بیٹھے یہی سب سوچ رہے تھے کہ انٹر کام بجا۔ وہ جیسے ہوش میں آئے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"جی سر کوئی شاہنواز نامی آدمی ہیں۔آپ سے ملنے کے لیے بار بار ضد کر رہیں ہیں۔

"ٹھیک ہے بھیج دو"۔

ابھی انہوں نے انٹر کام رکھا ہی نہیں تھا کہ ان کا دروازہ بجا۔انہوں نے آنے والے کو اندر آنے کی اجازت دی۔

"جی بیٹھئے آپ کون؟میں نے آپ کو پہچانا نہیں۔۔"شہریار مرزا اندر داخل ہوتے شاہنواز سے مخاطب ہوئے۔

میں شاہنواز امیر درانی ہوں،عرفان دورانی کا بھائی۔"شاہنواز کا لہجہ مدھم جبکہ کندھے جھکے ہوئے تھے۔اولاد کی تکلیف ماں باپ کو وقت سے پہلے بوڑھا کر دیتی ہے۔اس کے تعارف پر مرزا صاحب کی بھنویں تن گئیں۔

"تو یہاں کیا کرنے آئے ہو؟"مرزا صاحب کا لہجہ سخت تھا۔

"میں آپ کی بیٹی ریحام سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔میں اس کے آفس اور آپ کے گھر بھی گیا تھا۔مگر وہ دونوں جگہ نہیں تھی۔"مرزا صاحب کو غصے میں آتا دیکھ کر وضاحتی انداز میں کہا۔

"کس بات کی معافی؟شہریار مرزا نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جب بھائی سے اپ کی زینیا کی وجہ سے تعلق خراب ہونا شروع ہوئے، تو انہوں نے آپ سے بدلہ لینے کے لیے مجھے ریحام کے پیچھے لگادیا۔ میں ان دنوں لندن میں تھا۔ میں نے کئی بار اس سے دوستی اور اس کے قریب جانے کی کوشش کی، مگر وہ سلام سے زیادہ بات کرنا پسند نہیں کرتی تھی اور پھر ایک دن میں نے اسے پلان بنایا کہ کیوں نا اسے کڈنیپ کر لیا جائے؟ مگر قسمت نے رخ پلٹ دیا۔ اس دن اسے اور اس کی دوست کو دو آدمیوں نے پکڑ لیا۔ مجھے جب اس سب کی خبر ہوئی تو میرے پلان پر پانی پھر گیا، اور سب کے بعد وہ اپنی دوست کے ماموں کی سیکیورٹی کے زیر اثر تھی لہذا یہاں کام نہیں بن سکا، پھر وہ پاکستان واپس آگئی۔ بھائی نے اس پر نظر رکھوائی، مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ وہ بہت نڈر اور دلیر تھی، کسی کے قابو میں نرمی سے تو نہیں سکتی تھی اور جتنی بھی بار اس کے خلاف پلیننگ کی گئی ہے، ناکامی کا ہی سامنا کرنا پڑا۔ مگر قسمت نے ایک اور موقع دیا، اب بھائی اور میں مل کر ایک دن اسے اٹھوانے والے تھے، یہ موقع ہمیں مال کی پارکنگ میں ملا تھا۔ مگر اچانک وہاں ایک آدمی آگیا۔ یہ واقعہ آج سے ڈیڑھ سال پہلے کا ہے، ریحام تو چلی گئی مگر ہمیں نہیں معلوم تھا کہ پارکنگ میں کوئی اور بھی موجود ہے جو ہماری حرکات کو دیکھ رہا ہے۔ اس وجود نے میرے اور بھائی کے ساتھ ہاتھ ملا لیا اس کا کہنا تھا کہ وہ بھی ریحام کو برباد کرنا چاہتا ہے اور جب اس سے وجہ پوچھی تو کہا کہ میرے لوگوں کا اسے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اہمیت دینا مجھے پسند نہیں۔ ہم لوگ سمجھ گئے کہ وہ حسد کا شکار ہیں۔ ہمارے پاس ہاتھ ملانے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا، کیونکہ وہ ہمیں دھمکی دے چکا تھا کہ یہ سب پولیس کو بتادے گا۔ وہ وجود کوئی اور نہیں "جمیلہ ہاشم خان" تھی۔ شہریار مرزا جو اس کی بات سن رہے تھے اچانک اس سب کو سنتے انہیں لگا جیسے ان کے سر پر دھماکہ ہوا ہے۔ وہ حسد میں تھیں انہیں آپ کا ریحام کو اہمیت دینا پسند نہیں تھا ہمیں لگا انہیں صرف ریحام سے مسئلہ ہے مگر ہماری حیرت کی انتہا تب ہوئی جب انہوں نے ایک دن ایک روز ایک لڑکی کو اپنے ہی بھائی کے بیٹے سے اٹیچمنٹ بڑھانے کا کہا، مگر یہ معاملہ کافی عرصے سے چل رہا تھا اور پھر اچانک حذیفہ اور ریحام کی اپس میں کیس کے سلسلے میں ملنا اور پھر اچانک حذیفہ اور ریحام کی شادی، اس سب سے جیسے ان کی فطرت اور حسد میں اور اضافہ ہوا۔ انہوں نے حذیفہ پر بھی نظر رکھوانا شروع کر دی۔ ان دونوں کو ایک نہ کرنے پر بھی انہوں نے آپ کے سامنے سر توڑ کوششیں کیں۔ مگر ہوتا تو وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے۔ جب کچھ نہ ہو سکا تو انہوں نے نکاح کے بعد حذیفہ پر نظر رکھی۔ انہی دنوں میں وہ اپنے کسی یونی فیلو سے ملا تھا۔ اس کی تصاویر بنوا کر انہوں نے ریحام کو بھجوا دیں۔ مگر نتیجہ اس کے برعکس نکلا۔ وہ جانتی تھی کہ ریحام جذباتی ہے تو یقیناً جذبات میں آکر شدید رد عمل دے گی۔ مگر ایسا کچھ نہیں ہوا۔ اسی سب میں بھائی نے اقرا کے ساتھ زبردستی کی، جس کا کیس بھی ریحام

www.novelsclubb.com

کے پاس چلا گیا۔اب بھائی اور جمیلہ کے پاس ایک اور وجہ تھی۔ان دونوں نے سر توڑ کوششیں کر ڈالیں، جس میں میں بھی شامل تھا۔دھمکیاں، پیچھا کرنا اور بہت کچھ ،اسی سب میں جمیلہ بیگم بھائی کو تسلیاں دیتی رہیں کہ کچھ نہیں ہوگا۔انہیں بھی یہی لگا کہ کچھ نہیں ہوگا، جبکہ میں کافی بار انہیں سمجھا چکا تھا۔اس کے بعد بھی انہوں نے اچانک اس لڑکی کو زیان سے دور رہنے کا کہا،وہ جیسے بس اسے ذہنی اذیت دینا چاہتی تھیں۔وجہ وہی تھی "حسد" دانیال خان اور ان کی والدہ کو زیادہ اہمیت ملی تو اس کا بدلہ ان کی اولاد کو برباد کر کے لینا چاہا۔منافقت کا ماسک پہن کر انہوں نے دانیال خان کو اپنی طرف کیا ہوا تھا۔وہ حذیفہ اور ریحام کی رخصتی بھی کسی طور پر نہیں ہونے دینا چاہتی تھیں۔وہ حذیفہ کو بھی خوش نہیں دیکھنا چاہتی تھیں۔مگر انسان کیا ہی کر سکتا ہے؟انسان پلاننگ کر سکتا ہے۔۔مگر یہ تو اللہ پر ہے کہ وہ اس کو کامیاب ہونے دے گا یا نہیں۔ ہوگا تو وہی جو رب چاہے گا۔اور پھر وہی ہوا جو رب چاہتا تھا۔

"بھائی کو جیل ہوگئی،میرے بیٹے کو کینسر اور جمیلہ کی حقیقت دنیا کے سامنے آگئی۔"شاہنواز بول کر خاموش ہو چکا تھا جبکہ شہریار مرزا کی انکھیں حیرت سے پھٹنے کو تھیں۔دماغ اس حقیقت کو سن رہا تھا، مگر دل اس کو ماننے سے انکاری تھا۔کیا کوئی عورت اتنا بھی گر سکتی ہے؟کیا یہ وہی عورت تھی جن سے انہوں نے محبت کی؟کیا یہ وہی عورت تھی جس کی خاطر وہ ساری دنیا کو

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

دھوکے میں رکھتے آئے۔ان کا دماغ پھٹنے کے درپر تھا۔ابھی وہ دونوں میں ہی بیٹھے تھے کہ اس بات سے انجان کے دروازہ ہلکا سا کھلا چھوڑنے پر باہر کھڑا کوئی بھی سن سکتا ہے جبکہ وہ وجود سن بھی چکا ہے۔نا صرف سن چکا ہے بلکہ اسے ریکارڈ بھی کر چکا ہے اور اب اسے سب کے نمبرز پر سینڈ کر رہا تھا۔جب کرنے والے کو شرم نہ آئی تو بتانے والے کو کیوں آئے؟ایسا اس وقت اس وجود نے سوچا۔اچانک شہریار مرزا کو ایک دم سانس لینے میں دشواری ہوئی۔سینے پر دباؤ اور ٹھنڈے پسینے آنا شروع ہو گئے۔شاہنواز جو کہ کافی دیر سے مرزا صاحب کو خاموش محسوس کر رہا تھا۔اچانک نظر اٹھا کر انہیں دیکھا تو انہیں اپنے دل پر ہاتھ رکھے دیکھ کر ایک دم پریشان ہوا۔

"کیا ہوا ہے آپ کو سر؟"شاہنواز اٹھ کر ان کے قریب آیا۔ان کے ہاتھوں کو رگڑا جبکہ باہر کھڑا وجود اندر سے آتی پیشمان آواز پر فکر مندی سے اندر کی طرف بڑھا۔

www.novelsclubb.com

دانیال خان عباس صاحب کے ہمراہ اسامہ تک پہنچے۔عباس صاحب کے کہنے پر وہ تینوں اب گاڑی میں بیٹھ گئے تھے۔عباس صاحب نے اسے بتایا تھا کہ اس سب میں دانیال خان کا کوئی قصور نہیں۔وہ تو تمہاری پیدائش سے بھی لاعلم تھے۔جب سے یہ سب ان کے علم میں ایا تھا، تب سے لے کر اب تک وہ تمہارے لیے ہر لمحہ پریشان، خوش اور فکر مند رہے ہیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"بیٹا میں جانتا ہوں تمہارے لیے مجھے معاف کرنا آسان نہیں۔ بس کبھی کبھار مجھے اپنا چہرہ دکھا دینا۔ مجھے تم میں جہانگیر دکھتا ہے۔ وہ بہت خوددار تھا۔ کاش کہ میں ایک دفعہ اس سے رابطہ کرتا۔ کاش!" دانیال خان نے اسامہ کو خاموش دیکھ کر کہا۔ مگر آخر میں ان کا لہجہ پچھتاوا لیے ہوا تھا۔

"میں نے آپ کو معاف کیا۔ آپ خود حقیقتوں سے لاعلم تھے۔ آپ خود دھوکے کھا چکے تھے۔ مجھے آپ سے کوئی شکوہ شکایت نہیں۔ میں آپ سے وعدہ نہیں کر سکتا۔ مگر کوشش کروں گا۔" اسامہ مدھم آواز میں کہہ کر خاموش ہوا۔ ابھی کوئی کچھ کہتا ہے کہ دانیال خان کو اپنے فون پر ایک پیغام موصول ہوا۔ اگر کوئی عام پیغام ہوتا تو وہ اگنور کر دیتے، مگر وہ ریکارڈنگ تھی۔ ان کا تجسس بڑھا۔ انہوں نے پلے کا بٹن دبا دیا۔ اب گاڑی میں بیٹھے تینوں افراد شاہنواز کی کہی باتیں سن سکتے تھے۔ جبکہ دانیال خان کے ہاتھ کانپے اور فون ان کے ہاتھ سے گر پڑا۔ حقیقت بڑی ہوتی ہے ہر کوئی اسے سننے کا حوصلہ کہاں رکھ پاتا ہے؟ اس ساری ریکارڈنگ کو سنتے ہی ان تینوں کے چہرے بے یقین تھے۔ سب سے زیادہ صدمے کی کیفیت میں تو دانیال خان تھے۔ جس بہن کو سوتیلی ہونے کے باوجود انہوں نے اتنا پیار دیا وہ ان کی اولاد کو بھی برباد کرنا چاہتی تھی۔ انہیں زیان کی حالت یاد آئی۔ انہیں بہت کچھ یاد آیا۔ جسے وہ بچی سمجھ کر بچپن میں بہن سمجھ کر

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

لاڈ کرتے تھے، انہیں کیا پتہ تھا کہ یہ بچی بڑے ہو کر یہ روپ اختیار کر لے گی۔ کاش کہ انسان کو الہام ہوتا کہ یہ انسان اس کے لیے اچھا نہیں۔

ریحام تیزی سے آفس کے اندر کی طرف بڑھی، جہاں مرزا صاحب دل پر ہاتھ رکھے تکلیف سے سرخ چہرہ لیے بیٹھے تھے۔ ریحام انہیں اس طرح دیکھ کر تڑپ کر ان کی طرف بڑھی۔ خون ہوتا ہی ایسا ہے، پانی سے گاڑھا، کسی اپنے کو ذرا سی تکلیف میں دیکھ کر یہ بھول جاتا ہے کہ اس نے ہمارے ساتھ کتنی زیادتی کی ہے یاد رہتا ہے تو بس یہ کہ کہیں وہ شخص ہم سے دور چلا جائے؟

"بابا کیا ہوا ہے اپ کو؟" آٹھ سال بعد یہ لفظ وہ ریحام کے منہ سے سن رہے تھے۔ اور بے بسی ایسی تھی کہ وہ جواب بھی نہیں دے پا رہے تھے۔ ریحام ان کے قریب آ رہی تھی، روتے ہوئے ان کے گال تھپتھپا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں خوف تھا، بالکل ویسا جب اس نے مشال کو کھویا تھا یا شاید اس سے بھی زیادہ۔۔ ریحام اب روتے ہوئے ایمبولنس کو فون ملا رہی تھی۔ مرزا صاحب کے آفس سے آوازیں سن کر مینیجر تیزی سے اندر کی طرف بڑھا، جہاں ریحام مرزا صاحب کو ہوش میں رہنے کا کہہ رہی تھی۔ مرزا صاحب محسوس کر رہے تھے ریحام کا انہیں بار بار پکارنا۔ اس پکار کے لیے وہ اندر سے کتنا تڑپ رہے تھے۔ اگر وہ صحیح حالت میں

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ہوتے تو یقیناً بہت خوش ہوتے۔ تقریباً اگلے پانچ منٹ میں ایمبولنس پہنچ چکی تھی۔اسٹاف میں بھی افراتفری پھیل چکی تھی۔منیجر شاہنواز کو قابو کرچکا تھا کیونکہ میں ان کے افس میں وہیں موجود تھا۔

ریحام اس وقت ہسپتال کے آئی سی یو کے باہر بیٹھی اس کی جلتی بجھتی روشنی کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آج انسو تھے۔آج آٹھ سالوں کی جمع کیے ہوئے آنسو تھے۔وہ وہی بارہ سالہ ریحام بن گئی تھی، جو چاچو کے جانے پر بری طرح سے بکھر گئی تھی۔فرق یہ تھا کہ اس کا باپ اسے اس وقت سنبھال رہا تھا۔اسے چپ کروانے کے لیے موجود تھا۔ مینیجر بھی وہیں ایک سائیڈ پر بیٹھا تھا۔اسے اس وقت احساس ہو رہا تھا کہ وہ چاچو اور مشال سے محبت کرتی تھی، بہت کرتی تھی، مگر اس وقت تکلیف ان دونوں صورتوں سے بڑھ کر تھی باپ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہوتا۔اسے لگتا تھا کہ وہ اب اسے کسی کے ہونے نہ ہونے سے فرق نہیں پڑتا۔اب جب باپ کو تکلیف میں دیکھا تو اسے سمجھ نہیں آیا کہ وہ کس کیفیت سے دوچار ہے؟ شاید سب کچھ چھن جانے کا خوف۔ہاں باپ سب کچھ ہی تو ہوتا ہے۔اس کے بغیر بھی کچھ ہوتا ہے کیا؟ کیا تم نے نہیں دیکھا باپ کتنی بڑی نعمت ہے؟ ریحام جانتی تھی وہ محفوظ ہے کیونکہ اس کا باپ اور

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

شوہر خود اس کی حفاظت کر رہے تھے، یہی تو خوبصورتی ان رشتے کی، محسوس بھی نہیں ہونے دیتے۔ مگر سب خود بخود نظر اجاتا ہے۔ وہ کرسی کی پشت سے سر ٹکائے نظر ای سی یو کے دروازے کے باہر بینچ پر بیٹھی تھی۔ اچانک سے غازان، حذیفہ، زینیا، ماہا اور رقیہ بیگم کو خود کے قریب آتے پایا۔ یقیناً مینجر انہیں کال کر کے سب بتا چکا تھا۔ ان سب کے چہرے پر پریشانی کے سائے تھے جبکہ ماہا، زینا اور رقیہ بیگم باقاعدہ رو رہی تھیں۔ جبکہ اس کے آنسو خاموشی سے گالوں پر سے ہوتے گریبان میں جذب ہو رہے تھے۔ وہ بالکل عجیب نڈھال حالت میں تھی۔ جیسے رو رو کر بھی تھک چکی ہو۔ حذیفہ تو اس کی حالت دیکھ کر پریشان ہوا۔

"ریحام بابا کہاں ہیں؟" غازان نے اس کے قریب آتے پوچھا۔ ریحام نے کسی معصوم بچے کی طرح انگلی سے آئی سی یو کی طرف اشارہ کیا۔ رقیہ بیگم رو رہی تھیں۔ غازان نے انہیں ریحام کے قریب بٹھاتے مینجر کی طرف رخ کیا تاکہ صورتحال کا معلوم کر سکے۔ اخر ہوا کیا ہے ل؟ وہ سب لوگ یقینا مینجر کی کال کرنے پر ہی آئے تھے۔ ورنہ ریحام کو تو اپنا ہوش نہیں تھا۔ حذیفہ بھی متفکر چہرے سے ان چاروں خواتین کو دیکھتا غازان کی طرف بڑھا۔

ماہا اس کو نم انکھوں سے سنبھال رہی تھی جبکہ زینیا ریحام کے قریب بیٹھی تھی۔ اس کی پلکیں بھی بھیگی ہوئی تھیں۔ وہ مسلسل دعائیں مانگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

مینجر سے بات کرنے پر انہیں معلوم ہوا کہ کوئی شخص ان سے ملنے آیا تھا۔وہ سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ ریحام نے جو آڈیو بھیجی تھی کہیں اس سب کی وجہ سے تو یہ نہیں ہوا؟ ابھی سب بیٹھے ڈاکٹر کے باہر آنے کا انتظار کر رہے تھے کہ آئی سی یو کے بتی بجھ گئی۔ڈاکٹر اندر سے نکل آیا۔ غذان اور حذیفہ ڈاکٹر کی طرف بڑھے۔ڈاکٹر کچھ مختصر سی بات کر کے چلا گیا تو وہ خواتین کے پاس چلے آئے۔ریحام بس خالی خالی نظروں سے انہیں دیکھتی رہی جبکہ باقی تینوں امید اور خوف کے زیر اثر۔۔

"ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔اب سٹیبل ہیں کچھ وقت میں سب مل سکتے ہیں۔حذیفہ کہہ رہا تھا کیونکہ غاذان خود بھی اتنی ہمت مجتمع نہیں کر پا رہا تھا۔

تقریبا تین گھنٹے کے طویل انتظار کے بعد مرزا صاحب کو ہوش آیا تھا۔جب سے انہیں ہوش آیا تھا۔سب ان کے پاس تھے سوائے ریحام کے،اس میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ وہ اس وقت انہیں اس حالت میں دیکھ سکے۔حذیفہ مرزا صاحب سے مل کر باہر ریحام کے پاس آیا جو سب کے کہنے کے باوجود وہیں بیٹھی تھی۔وہ حذیفہ اس کے پاس جانے کے بجائے کنٹین سے پانی،

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جوس اور کچھ کھانے میں پینے کی اشیاء لینے چلا گیا تاکہ ریحام اور باقی سب کو کچھ نہ کچھ کھلا سکے۔

تقریبا 10 منٹ کے انتظار کے بعد حذیفہ واپس آیا۔اندر کھانے پینے کی اشیاء پکڑا کر وہ ایک پانی کی بوتل، جوس کا ڈبہ، بسکٹ کا پیکٹ اور سینڈوچ لے کر اس کے قریب آیا۔

"چلو ریحام کچھ کھالو۔" حذیفہ نے نارمل انداز میں کہا۔ریحام نے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا۔اندر اس کا باپ نہ جانے کس حالت میں تھا اور اسے کھانے پینے کی پڑی تھی۔۔حذیفہ پانی کی بوتل کھول کو اس کی طرف بڑھا رہا تھا۔ریحام نے منہ پھیر لیا مگر منہ سے کچھ نہیں بولی۔ حذیفہ نے اس کی نڈھال حالت کو دیکھا۔بال جو کہ کیچر میں سے نکلتے اب شانوں اور گردن پر بکھرے پڑے تھے۔ہونٹ سوکھے پڑے تھے، گہری آنکھیں ویران تھیں۔

"ریحام انکل اب ٹھیک ہیں۔تم کچھ کھاؤ اور اپنی حالت درست کرو، پھر انکل سے مل لینا۔" حذیفہ نے اسے تسلی دینے والے انداز میں کہتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر اس کے بالوں کو گردن سے پیچھے کر کے ٹھیک سے کیچر میں باندھا۔ریحام اس وقت ہوش میں تھی ہی کہاں جو اس کا لمس محسوس کرتی۔

"چلو شاباش کھاؤ۔۔" حذیفہ نے اب اس کے منہ کی طرف اپنے ہاتھوں سے سینڈوچ بڑھایا۔ ریحام کافی دیر اس کی طرف خالی خالی نظروں سے دیکھتی رہی کہ شاید وہ اپنا ہاتھ پیچھے کر لے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مگر وہ ابھی بھی ہاتھ ریحام کے آگے بڑھائے ہوئے تھا۔ آخر کار ریحام نے منہ کھول دیا۔ ریحام چپ چاپ سینڈوچ کھا چکی تو حذیفہ نے اسے پانی پلایا۔

"چلو اٹھو شاباش فریش ہو کر آؤ۔" حذیفہ نے اسے ہاتھ پکڑ کر کھڑا کرتے ہوئے کہا۔ ریحام چپ چاپ فریش ہونے چلی گئی۔ پیچھے حذیفہ نے اس کی حالت دیکھتے ہوئے گہری سانس بھری۔

تقریباً پندرہ منٹ کے بعد میں ہم فریش ہو کر آئی۔ حذیفہ وہیں کمرے کے باہر کھڑے اس کا انتظار کر رہا تھا۔ حذیفہ نے اسے اندر چلنے کا کہا تو وہ وہیں کھڑی رہی، جیسے حذیفہ ٹل جائے گا۔ مگر وہ دونوں ہی جانتے تھے وہ صرف ہمت مجتمع نہیں کر پا رہی ورنہ اندر سے وہ کتنا تڑپ رہی تھی ان سے ملنے کے لیے وہی جانتی تھی۔ اس کو ہلتے نہ دیکھ کر حذیفہ نے خود ہی اس کی کلائی تھامی اور اندر کمرے کی طرف بڑھا۔ ریحام کو فلحال اسی سہارے کی ضرورت تھی۔ جیسے کوئی زبردستی اسے اندر مرزا صاحب کے پاس لے جائے۔ وہ اس کے ساتھ کھینچتی چلی جا رہی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے تو سامنے ہی شہریار مرزا بیڈ کو ایڈجسٹ کر کے لیٹے ہوئے تھے۔ غاذان اور رقیہ بیگم پاس صوفے پر بیٹھے تھے۔ جبکہ زینیا اور ماہا باپ کے کے پاس کرسیوں پر دائیں بائیں موجود تھیں۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر شہریار مرزا نے نظر اٹھا کر دیکھا تو حذیفہ ریحام کی کلائی پکڑے کھڑا تھا۔ سب کو متوجہ ہوتے دیکھ کر حذیفہ نے نرمی سے ریحام کی کلائی چھوڑ دی۔

ریحام وہیں کھڑی رہی اور شہریار مرزا کو دیکھتی رہی۔ شہریار مرزا بھی اسے دیکھتے رہے۔ جیسے دونوں ایک دوسرے کے پہل کے انتظار میں ہوں۔ زینیا اور ماہا ریحام کو دیکھتے اٹھ کھڑی ہوئیں۔ شہریار مرزا نے پہل کرتے ہوئے اپنا بازو ہلکا سا وا کیا جیسے کسی بچے کو اپنے پاس آنے کا اشارہ کیا ہو۔ ریحام نے ان کے بازو کو دیکھا۔ اسے لگا وقت جیسے پیچھے چلا گیا ہو۔ اس کی آنکھوں میں نمی کی لکیر ابھری۔ ان کا بازو وا دیکھتے ہوئے ریحام نے قدم اٹھایا۔ وہ ویسے ہی دوڑ پر جانا چاہتی تھی جیسے بچپن میں جاتی تھی مگر ٹانگیں ساتھ نہیں دے رہی تھیں۔ ان میں اتنا فاصلہ نہیں تھا کہ وہ جلدی عبور نہ کر سکے۔ مگر فاصلہ جگہ میں نہیں دلوں میں اگیا تھا۔ جسے عبور کرتے ہوئے وقت لگتا ہے۔ آخر کار فاصلہ ختم ہوا۔ ریحام نے اپنی انا کو بھاڑ میں جھونکتے ہوئے باپ کے بازو میں سمائی۔ شہریار مرزا کا حصار پانے پر اسے لگا جیسے وقت پیچھے چلا گیا ہو۔ وہی چھوٹی سی

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ریحام اور شہریار مرزا۔ مرزا صاحب کو لگا جیسے انہیں اٹھ سال بعد سکون میسر آیا ہو۔ آٹھ سال سے ان کی ریحام ان سے روٹھ گئی تھی۔ آنسو دونوں کی آنکھوں سے ابل رہے تھے۔

"بابا!" یہ پہلا لفظ تھا جو اس نے پچھلے چار گھنٹوں میں بولا تھا، وہ بھی روتے ہوئے۔ شہریار مرزا چار گھنٹے پہلے ان الفاظ کو سنتے اس کا جواب نہیں دے سکتے تھے۔ مگر اب دے سکتے تھے۔

"میری ریحام!" یہ الفاظ سن کر ریحام کے رونے میں تیزی آئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے ہچکیوں میں بدل گئی۔ شہریار مرزا خود بھی بے آواز رو رہے تھے۔ باقی سب خود بھی نم آنکھوں سے ان کو دیکھ رہے تھے۔ حذیفہ نے بڑی مشکل سے اپنی آنکھوں کو جھپک جھپک کر آنسو اندر اتارے۔ شہریار مرزا یا کسی نے بھی ریحام کو رونے سے نہیں روکا تھا۔ جانتے تھے یہ صرف ایک تکلیف کے آنسو نہیں ہیں۔ آٹھ سال کا غبار ہے اتنے آرام سے نہیں نکلے گا۔ ریحام نے آنسو کو اپنے اندر اتارتے اتارتے خود کو تلخ بنالیا تھا۔ جب انسان روتا نہیں ہے تو اس کے دل میں دھول جم جاتی ہے اور دھول کو تو صرف نمی سے ہی صاف کی جاسکتی ہے بالکل اسی طرح دلوں کی دھول کو آنسو صاف کر سکتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"مجھے معاف کر دو ریحام! میں نے تمہارا یقین نہیں کیا۔ تمہیں اپنے پیسوں کا جتایا۔ تم سے غافل ہو گیا۔ شرمندہ ہوتے ہوئے بھی خود کو معافی مانگنے کے لیے تیار نہیں کر سکا،" شہریار مرزا آبدیدہ آواز میں کہہ رہے تھے جب کہ ریحام کا سر ابھی تک ان کے کندھے پر موجود تھا۔

"آپ نے میرا مان توڑا۔" وہ بالکل کسی معصوم بچے کی طرح شکایات پر اتر آئی تھی۔

"مجھے معاف کر دو میرا بچہ۔ مجھے معاف کر دو۔۔" وہ اس کے منہ سے شکایت سن کر مزید آبدیدہ ہوئے۔

"ریحام بس کرو۔ انکل کی طبیعت خراب ہو جائے گی۔" بالآخر حذیفہ نے مرزا صاحب کو پھر سے آبدیدہ ہوتے دیکھ کر ریحام کو ٹوکا۔ حذیفہ کے اس طرح کہنے پر ریحام ہوش میں آئی۔

آپ کی طبیعت کیسی ہے اب؟ ریحام نے مرزا صاحب کے کندھے سے سر اٹھا کر پوچھا۔

"میری ریحام میرے پاس ہے تو میں بالکل ٹھیک ہوں۔" شہریار مرزا نے نرمی سے اس کا سر چوما۔

"ہماری کوئی اہمیت نہیں؟" ماہا یکدم بولی تو سب ہنس پڑے جبکہ رقیہ بیگم بس خاموش تھیں۔

www.novelsclubb.com

شہریار مرزا نے زینیا اور ماہا کو بھی اپنے پاس بلا کر پیار کیا۔اس کے بعد اب وہ غازان اور حذیفہ سے مل رہے تھے۔وہ پانچوں شہریار مرزا سے ملنے کے بعد باہر کی طرف بڑھ گئے۔کمرے میں صرف مرزا صاحب اور رقیہ بیگم تھیں۔شہریار مرزا کو سمجھ نا آیا کہ وہ کیسے اپنے رویے کی رقیہ بیگم سے معافی مانگیں۔کبھی کبھی ہم کسی کے ساتھ اتنی زیادتی کر دیتے ہیں کہ ہمارے پاس معافی کے لیے الفاظ بھی نہیں بچتے اور پھر ضروری تھوڑی ہے کہ ہر کوئی اپنی غلطی پر شرمندہ بھی ہو اور اگلا بندہ آپ کو معاف بھی کر دے؟"رقیہ!"رقیہ بیگم جو کہ باہر کی طرف بڑھنے لگی تھیں۔شہریار مرزا کی آواز پر رکیں۔

"جی؟"ان کی آنکھوں میں سوالیہ تاثر تھا۔

"میں۔۔میں۔۔مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔"ان کی آواز لڑکھڑائی۔رقیہ بیگم کچھ کہنے کے بجائے وہیں کھڑی رہیں۔

"میں تم سے معافی مانگنا چاہتا ہوں۔میں وقت موڑ نہیں سکتا،میں نے سب کے ساتھ زیادتیاں کیں مگر تمہارے ساتھ سب سے زیادہ کی ہیں۔میں تمہارا گنہگار ہوں۔مجھے معاف کر دو۔"

شہریار مرزا نے بغیر ان سے نظر ملائے بغیر معافی مانگی۔رقیہ بیگم انہیں دیکھتی رہیں۔اور ان کے دل و دماغ میں سوال ابھرنے لگے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کیا میں اس شخص کو معاف کر سکتی ہوں؟ شاید ہاں یا شاید نا۔ سب سے پہلے تو ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیے کہ معاف نہ کرنے والا گنہگار نہیں ہوتا۔ یہ اس کے پاس آپشنز ہوتے ہیں۔ معاف کرنا یا نہ کرنا انسان کا ظرف ہے۔ ہر انسان کا ظرف اتنا نہیں ہوتا۔ انسان اسی لیے انسان ہے کیونکہ وہ ہر چیز کو بھلا نہیں سکتا۔ ہر غلطی معاف نہیں کر سکتا۔ اللہ اور انسان میں یہی فرق ہے۔

"میں نے تمہیں اپنے بچوں کا باپ سمجھ کر معاف کیا۔ ایک بیمار سمجھ کر معاف کیا۔ ایک انسان سمجھ کر معاف کیا۔ مگر۔۔" وہ ایک پل کو رکیں۔ شہریار مرزے جن کے چہرے پر ان کی معافی کا سن کر چمک آئی تھی ان کے مگر کہنے پر فکر مندی سی چھانے لگی۔

"ایک شوہر ہونے کے ناطے شاید کبھی نہیں۔۔ ان سب رشتوں سے پہلے میں ایک عورت ہوں اور عورت کبھی بھی اس سب کے لیے معاف نہیں کر سکتی۔" ان کا لہجہ نارمل تھا مگر الفاظ جتاتے ہوئے تھے۔

"میں دعا کروں گا اللہ تمہارا دل میری طرف سے صاف کر دے۔" مرزا صاحب کے لہجے میں امید تھی.

"اگر تمہاری دعا قبول ہو گئی تو تم خوش قسمت ہو گے، کیونکہ انسان اللہ کے آگے کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تم میرے شوہر تھے مجھے ہمیشہ عزیز تھے، مگر مجھے تم بالکل بھی پسند نہیں تھے۔ وہ صاف

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

الفاظ کا چناؤ کر رہی تھیں۔ رقیہ بیگم اب کمرے سے نکل رہی تھیں پیچھے مرزا صاحب بے بسی سے آنکھیں موند گئے۔

یہ وہ معاملہ ہے جس پر عورت ہو یا مرد معاف کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ شراکت کس کو برداشت ہے؟ ہمارے ہاں 95 پرسنٹ مرد دوسری شادی کر کے یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا حق تھا۔ غلط نہیں ہے یہ جائز ہے۔ مگر کب؟ کیا یہ معلوم ہے؟ جب ان کی عورت مر جائے، بیمار ہو، یا پھر اولاد کے لیے یا کسی بے سہارا کو سہارا دینا ہو یا جب وہ اپنی پہلی بیوی کی کفالت ٹھیک سے ادا کر چکا ہو اور میرے خیال میں کوئی بھی مرد اس دنیا میں ایسا نہیں ہے جو مکمل طور پر پرفیکٹ حقوق ادا کر رہا ہو کیونکہ ہم انسان ہیں۔ اللہ نے مرد کو بہت مضبوط بنایا ہے، مگر مرد شراکت برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ ظرف صرف عورت کا ہے۔ دوسری شادی گناہ ہے نہ ہی ناجائز لیکن کیا آپ کسی عورت کا دل توڑ رہے ہیں۔ آپ کے دل میں ذرا بھی خیال نہیں آیا دوسری شادی کر کے مرد اکڑتا ہے کہ یہ صرف اس کا حق تھا۔ شاید ہی کسی مرد کو احساس ہوا کہ اس نے پہلی عورت کے ساتھ زیادتی کی ہے اور پھر اس سے معافی بھی مانگی ہو۔

تقریباً پندرہ دن گزر چکے تھے۔ان پندرہ دنوں میں بہت کچھ بدل گیا تھا۔شہریار مرزا گھر لوٹ آئے تھے۔انہوں نے جمیلہ سے قطع تعلق کر لیا تھا۔وہ سب برداشت کر سکتے تھے،اپنی اولاد کے ساتھ ان کی زیادتی نہیں۔جمیلہ بیگم نے ریحام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی باقی اسامہ والے معاملے سے بھی سب حقیقت سے اشنا ہو چکے تھے۔دانیال خان نے جمیلہ بیگم سے کنارہ کر لیا تھا۔وہ ایک آستین کا سانپ تھیں۔ان کی اولاد کو ہی ڈس گئ تھیں۔زینیا باقی سب کے ساتھ مرزا ہاؤس میں ہی تھی۔زینیا کو کوئی کچھ نہیں کہتا تھا۔ماہا کو بھی ریحام سمجھا چکی تھی۔ ریحان کا تلخ رویہ ختم ہو چکا تھا مگر طنز کرنے کی عادت میں وہ آج بھی سب سے آگے تھی۔ فطرت کہاں بدلہ کرتی ہے؟رقیہ بیگم زینیا کو کچھ نہیں کہتی تھیں۔انہیں سمجھ آگیا تھا،بڑوں کی لڑائی میں بچوں کو نہیں گھسیٹا کرتے۔ان کا رویہ شہریار مرزا کے ساتھ نارمل تھا۔پہلے جیسا برا اور ناہی بہت اچھا۔شروع کے دس دن میں ریحام حذیفہ کی رخصتی کی تیاریاں بھی ہو چکی تھیں۔سب کافی ارجنٹ کیا گیا تھا۔ فنکشن صرف دو تھے،بارات اور ولیمہ جو کہ آج سے چار دن پہلے منعقد کیا جا چکا تھا۔جمیلہ ہاشم خان کو اس فنکشن سے دور رکھا گیا تھا،کوئی بھی اب اپنی خوشی برباد نہیں کرنا چاہتا تھا۔جبکہ اسامہ دانیال خان کے کافی اصرار پر آیا تھا۔شہریار مرزا کا رویہ اس کے ساتھ نارمل تھا۔انہوں نے اسے اپنی بیوی کے بیٹے کی حیثیت سے دیکھنے کے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

بجائے داماد کا رشتہ دار تصور کیا تھا۔ کتنا کچھ بدل جاتا ہے نا اگر ہم چیزوں کو پازیٹو طریقے سے لیں تو؟ اسامہ کے لیے یہ آسان وقت نہیں تھا۔ وہ اپنی محبت کو کسی اور کا ہوتا دیکھے۔ کس کے لیے اسان ہوتا ہے؟ وہ لال جوڑے میں سجی سبزی کسی اور کے پہلو میں بیٹھی تھی۔ یہ احساس بہت جان لیوا تھا۔ محبت سے دستبردار ہونا آسان نہیں ہوتا مگر اس نے اپنے دل کو سمجھا لیا تھا۔ اسے دوسروں کی چیزوں پر نظر نہیں رکھنی۔ وہ ایک ایماندار شخص ہے۔ اس کا دل جب باغی ہو جاتا تو وہ اسے یہی کہہ لیتا ریحام کو میرے لیے نہیں حذیفہ کے لیے بنایا گیا ہے۔ کچھ تعلقات سے آپ نہ چاہتے ہوئے بھی آزاد نہیں ہو سکتے اور اسامہ بھی نہیں ہو سکتا تھا اور وہ تعلقات دل کے ہوتے ہیں۔ اسامہ نے خود کو سمجھا لیا تھا مگر ریحام وہ پہلی عورت تھی جسے حذیفہ نے خود اپنی زندگی میں چاہا تھا مگر شاید اس کے نصیب میں عورت کی محبت لکھی ہی نہیں گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

صبح سویرے کا وقت تھا۔ جرمنی کی سڑکیں خوبصورت منظر پیش کر رہی تھیں۔ وہی جرمنی کا انوکھا انداز، پرکشش نشانات، جادو کرنے والے موسیکار اور جرمنی کے مزیدار کھانے اور پھر ٹھنڈی ہواؤں نے تو معاملہ ہی مزید لطف اندوز بنا دیا تھا۔ ریحام اور حذیفہ کو جرمنی آئے ہوئے آج دوسرا دن تھا۔ حذیفہ تو ایک ہی دن میں اپنی ساری تھکاوٹ اتار چکا تھا، جبکہ ریحام بہت

سست ہوگئی تھی۔جب سے یہاں آئی تھی بس سوئے ہی جارہی تھی۔اس وقت بھی حذیفہ اپارٹمنٹ کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تو ٹی وی لاؤنج خالی پڑا تھا۔

یہ ایک جدید طرز کا بنا ہوا چھوٹا سا ایک کمرے کا اپارٹمنٹ تھا۔اپارٹمنٹ میں داخل ہوتے ساتھ چھوٹا سا لاؤنج، جس میں ایک ٹو سیٹر صوفہ اور ساتھ ہی اوپن کچن تھا اور ایک کمرے پر مشتمل یہ اپارٹمنٹ ان دونوں کے لیے کافی تھا۔وہ دونوں تین مہینے کے لیے یہاں آئے تھے۔اس لیے اپارٹمنٹ کو ترجیح دی۔ریحام تو پہلے ہی کہہ چکی تھی کہ وہ کچھ عرصے کے لیے بریک چاہتی ہے جبکہ حذیفہ بھی مسلسل کام کر کر کے تھک چکا تھا۔اس لیے سوچا کہ کیوں نہ بریک لے ہی لیا جائے۔

حذیفہ کی غیر موجودگی میں زیان لاہور والی برانچ دیکھ رہا تھا۔وہ اکثر اپنے سمسٹر بریک میں تین مہینے آفس جایا کرتا تھا۔اسی لیے اسے کام کا اچھے سے معلوم تھا۔زینیا نے مائیگریشن کروالی تھی، جس کی بنا پر اب وہ لاہور میں ہی کسی اچھی یونیورسٹی میں داخلہ لے چکی تھی۔ماہا کے امتحان ہو چکے تھے اب وہ پائلٹ ٹریننگ اکیڈمی میں داخلہ لے چکی تھی اور غازان شہریار مرزا کے ساتھ بزنس سنبھالنے لگ گیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

حذیفہ ہاتھ میں پکڑے ہوئے شاپر لے جا کر کچن میں رکھے یقیناً وہ کھانا تھا۔اور پھر اپنے کمرے کی طرف بڑھا تاکہ ریحام کو اٹھا سکے. حزیفہ کمرے میں داخل ہوا تو ریحام بیڈ پر اوندھے منہ سو رہی تھی۔حزیفہ نے اسے اور کمرے کی حالت کو دیکھتے گہری سانس بھری۔

کمرے میں ایک بیڈ اور الماری تھی جبکہ دائیں طرف واش روم اور سامنے کی طرف بالکنی تھی۔ جبکہ بیڈ کے اوپر ریحام خود سو رہی تھی۔سوٹ کیس اور کپڑے ابھی تک بکھرے پڑے تھے۔

ریحام اٹھو کھانا کھالو۔۔،حذیفہ نے مدھم آواز میں اسے پکارا مگر جواب ندارد۔

"ریحام !"اب کیا حذیفہ نے ہلکا سا اسے جھنجوڑا۔

"ریحام اٹھو کھانا کھالو، جلدی ٹھنڈا ہو جائے گا۔"اب کے حذیفہ نے ذرا اونچی اواز میں کہا۔

"بعد میں کھالوں گی۔۔"ریحام نے بھاری آواز میں کہا۔

"نہیں اٹھو بہت ہو گیا، سونا سستی کو ذرا کم کرو۔"حذیفہ نے کہتے ساتھ اس کے اوپر سے کمبل کھینچا۔اس کے اس طرح کمبل کھینچنے پر ریحام جھنجھلا کر سیدھی ہوئی اور خون خوار نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کھانے کے لیے کب سے اٹھا رہا ہوں میں تمہیں۔۔" ریحام کی آنکھوں کا خونخوار تاثر دیکھ کر وضاحت دی گئی۔ ریحام منہ بنا کر اٹھ گئی کیونکہ نیند غائب ہوئی تھی تو اب بھوک محسوس ہونا شروع ہو چکی تھی۔ ریحام کو باتھ روم کی طرف جاتا دیکھ کر حذیفہ باہر کی طرف بڑھ گیا، تاکہ کچن میں جا کر کھانا نکال لے۔

"ویسے تمہیں نہیں لگتا، تم اچھے خاصے سگھڑ ہو؟ لوگوں کی بیویاں سگھڑ ہوتی ہیں، یہاں میرا شوہر سگھڑ ہے۔" ریحام نے حذیفہ کو ہر چیز سلیقے سے رکھتے دیکھ کر اسے چھیڑا۔

"تمہیں نہیں لگتا، تم اچھی خاصی پھوہڑ ہو۔ لوگوں کے شوہر پھوہڑ ہوتے ہیں، یہاں میری بیوی پھوہڑ ہے۔" حذیفہ نے بھی حساب بے باک کیا۔

www.novelsclubb.com

اس کے اس طرح کہنے پر ریحام نے دانت کچکچائے۔

"چپ چاپ کھانا ختم کرو اور کمرہ صاف کرو پھر مجھے ارام کرنا ہے۔" ریحام نے برگر منہ میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"میں پھر سے اکیلا کیوں کروں؟ تم بھی میرے ساتھ کرو۔ بلکہ آج پورا کمرہ تم صاف کرو۔ میں دو دن سے سمیٹ رہا ہوں۔" حذیفہ نے کوک کا کین اٹھاتے ہوئے کہا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"زیادہ فری نہیں ہونے کا ورنہ کمرے سے باہر سونا سمجھے۔۔"ریحام اب موڈ میں آچکی تھی۔

"کیا مطلب ؟میں کیوں سوئوں گا کمرے سے باہر ؟"حذیفہ بوکھلا گیا۔

"مطلب صاف ہے، کمرہ صاف کروگے تو ہی کمرے میں سو سکو گے۔"ریحام نے بے نیازی سے کندھے جھٹکے۔

"یہ زیادتی ہے۔"وہ بے اختیار جھنجھلایا۔

"میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا کہ میں کبھی بھی ایک نارمل بیوی نہیں ہو سکتی۔ تمہیں ہی شوق تھا مجھے بیوی بنانے کا اب بھگتو۔"ریحام نے آخری ٹکڑا منہ میں ڈالتے ہوئے کوک کا کین اٹھایا۔ جبکہ حذیفہ اس کا منہ دیکھ کر رہ گیا ہے۔

"تو کیا تم مجھ سے بدلہ لے رہی ہو؟"اس نے ایسے روہانسا ہو کر کہا کہ ریحام قہقہہ لگا کر ہنسی۔

"کیسے بچوں کی طرح منہ بگاڑ رہے ہو۔"ریحام ہنستی جا رہی تھی، جبکہ حذیفہ نے اس کو دیکھا۔ تقریباً اتنے عرصے میں پہلی بار اس نے ریحام کو ایسے ہنستے دیکھا تھا۔اس کے اس طرح دیکھنے پر ریحام کنفیوز ہوئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"کیا نظر لگانے کا ارادہ ہے مجھے ؟ اٹھو اور کمرہ صاف کرو۔" ریحام نے کہاں سیکھا تھا شرمانا۔ اس کے اس طرح ہوش دلانے پر حذیفہ بدمزہ ہوا۔

"میں نہیں صاف کر رہا۔" حذیفہ نے ہاتھ اٹھائے کہا۔

"دیکھتے ہیں۔" ریحام نے کہتے ساتھ حذیفہ کے ہاتھ سے بر گر چھینا۔

"یہ کیا ہے ریحام ؟" وہ ہکا بکا اپنے ساتھ ہوئی واردات کو دیکھ رہا تھا۔

"کمرہ صاف کرو گے تو ہی ملے گا۔" ریحام جانتی تھی اسے اس کو اس وقت بھوک لگی ہے۔

"اچھا ٹھیک ہے کر دوں گا میرا بر گر واپس کرو۔" حذیفہ نے ہتھیار ڈالے۔

"گڈ بوائے !" ریحام نے کہتے ساتھ بر گر حذیفہ کو پکڑا دیا۔

www.novelsclubb.com

صبح سویرے کا وقت تھا، سورج نکل چکا تھا۔ شہر اسلام آباد کی طرف بڑھیں تو ایک مشہور و معروف بنگلے میں وہ وجود آج بھی اسی تصویر کو نم نگاہوں سے دیکھ رہا تھا۔

"تم نے مجھے معاف نہیں کیا۔ میں نے تمہیں چھوڑا تھا نا، سب نے مجھے چھوڑ دیا۔ دیکھو آج میرا بھائی اور شوہر دونوں مجھے چھوڑ چکے ہیں۔ میں ان سے ملنے گئی، انہوں نے مجھے گھر میں گھسنے

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

نہیں دیا۔شوہر جو مجھ سے پیار کرتا تھااس نے کہا کہ اگراب میں اس کے یا گھر والوں کے قریب آئی تو وہ مجھے طلاق دے دے گا۔ لیکن وہ مجھے طلاق کیسے دے گا؟ سوچوا گر اس سے پہلے ہی میں اسے ماردوں تو؟ ہاہا۔۔ لیکن پھر تو میں بیوہ ہو جاؤں گی۔"اس نے معصوم سی شکل بنا کر کہا۔ابھی وہ وجود خود سے باتوں میں ہی مصروف تھا کہ دروازہ ناک کر کے کوئی کمرے میں داخل ہوا۔

"جمیلہ میم میں آپ کے لیے کھانا لے کر آئی ہوں۔" ملازمہ نے احتیاط سے کھانا میز پر رکھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ سیدھی ہوتی جمیلہ بیگم اس کے بالوں سے پکڑ کر اسے بری طرح جھنجوڑا۔

"تمہیں کہا تھا نا،مت آیا کرو میرے کمرے میں، پھر کیوں آئی ہو؟" وہ بری طرح سے اس کے بالوں کو جھنجوڑ رہی تھی۔ چیخ و پکار کی وجہ سے دوسری ملازمہ کمرے میں آئی اور پہلی والی کو بمشکل آزاد کروا کر وہ دونوں کمرے سے نکلیں۔ پیچھے جمیلہ بیگم پھر سے اسامہ کی تصویر کو ہاتھ میں لے کر بیٹھ گئیں۔

وَمَن يَعْمَلْ سُوٓءًا يُجْزَ بِهِۦ"

"اور جو برا کرے گا اس کا بدلہ اسی سے لیا جائے گا"۔۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

سب ملازم جمیلہ ہاشم خان کی وجہ سے اب یہ نوکری چھوڑنا چاہتے تھے۔سب کو اپنی زندگی پیاری تھی،لہذا ان سب نے مل کر دانیال خان سے بات کرنے کا فیصلہ کیا۔جس پر وہ کافی فکرمند نظر آئے مگر پھر شک ہوا کہ کہیں یہ کوئی ڈھونگ نہ ہو۔دانیال خان نے شہریار مرزا سے رابطہ کیا اور انہوں نے جمیلہ ہاشم کی ساری صورتحال اور اپنے خدشات بھی ظاہر کیے۔جس پر شہریار مرزا نے یہ بھی کہا کہ وہ علاج کروا سکتے ہیں،ان کا خیال رکھوانے کے لیے ہر طرح کا ملازم یا نرس ہائر کر سکتے ہیں۔مگر گھر میں رکھ نہیں سکتے۔اب وہ کوئی رسک نہیں لینا چاہتے۔

زینیا کو معلوم ہوا تو وہ ماں کو دیکھنے کے لیے بے چین تھی۔ماں اور اولاد کا رشتہ ہی ایسا ہوتا ہے، دونوں میں سے کوئی بھی تکلیف میں ہو تو ایک دوسرے کو دیکھنے کے لیے دل تڑپ اٹھتا ہے۔ دونوں میں سے کوئی کچھ بھی کریں ان کے دل ہمیشہ ایک دوسرے کے لیے کھلے رہتے ہیں۔

اسامہ کو جب دانیال خان نے بتایا تو وہ کچھ محسوس ہی نہ کر سکا،پھر دانیال خان کے کہنے پر وہ دونوں ایک ساتھ جمیلہ بیگم سے ملنے آتے تھے۔جمیلہ بیگم اسامہ کو دیکھتے ہی پاگلوں کی طرح اس سے لپٹی رہیں۔زینیا جیسے انہیں نظر ہی نہیں آئی۔ان کی حالت دیکھ کر اسامہ اور زینیا دونوں کی آنکھیں خود بخود نم ہو گئیں۔زینیا کے دل میں یہ شکایت تو آئی کہ کاش اس کی ماں اسے بھی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ایسے ہی پیار سے گلے لگاتیں جیسے اسامہ کو لگا رہی تھیں مگر ان کی حالت دیکھ کر اس نے اپنی سوچوں کو جھٹک دیا۔اس کی خواہش حسرت ہی رہی۔

آج جمعہ کا دن تھا۔دوپہر کے دو بج رہے تھے۔ریحام جمعہ پڑھ کر فارغ ہو چکی تھی، جبکہ حذیفہ جمعہ پڑھنے کے لیے مسجد گیا ہوا تھا۔غیر ملک میں مسجدیں ذرا دور تھیں تو حذیفہ کو آنے میں ذرا وقت لگنا تھا۔جبکہ ریحام کی بھوک سے جان نکل رہی تھی۔حذیفہ تو جلدی اٹھ کر ناشتہ کر چکا تھا مگر ریحام لیٹ اٹھنے کی وجہ سے صرف دودھ کا ایک گلاس لیا تھا۔بالا آخر جب ریحام کا صبر جواب دے گیا تو وہ خود ہی کچن کی طرف بڑھ گئی اور فریج کھول کر چیزیں الٹ پلٹ کر کے دیکھنے لگی۔آٹا تو گوندھا نہیں تھا۔بریڈ موجود تھی مگر اس سے کہاں بھوک مٹتی، پھر ریحام کی نظر فریج میں پڑے فروزن کباب اور پراٹھوں پر پڑی اور اب وہ مزے سے اپنی بھوک کا انتظام کرنے لگی تقریبا دس منٹ بعد حذیفہ اپارٹمنٹ میں داخل ہوا تو مکمل خاموشی تھی۔مگر کچن میں ہوتی کھٹپٹ سن کر وہ وہیں چلا آیا۔"کیا کر رہی ہو ریحام؟" حذیفہ نے کچن میں داخل ہوتے ہوئے ریحام سے پوچھا مگر اس کا حلیہ دیکھ کر وہ چونکا۔وہ سادی سیاہ شلوار قمیض میں سیاہ ہی دوپٹہ حجاب کی ضرورت میں لیے ہوئے کباب فرائی کر رہی تھی۔حذیفہ نے بغور اسے دیکھا اس کا یہ

WWW.NOVELSCLUBB.COM
FB/INSTA:NOVELSCLUBB

روپ زیادہ جان لیوا تھا۔ ریحام خود کو اس کی نظروں کا حصار میں پا کر کنفیوز ہوئی۔ اوپر سے حجاب کر کے چولہے کے پاس کھڑا ہونا اسے جھنجھلاہٹ میں مبتلا کر رہا تھا۔

"اس کو فرائی کر دو یار، مجھ سے نہیں ہو رہا۔" بالآخر جب ریحام کا جب صبر جواب دے گیا تو وہ جھنجھلاتی ہوئی حذیفہ سے مخاطب ہوئی۔ حذیفہ اس کے اس طرح مخاطب کرنے پر ہوش میں آیا۔

"ہاں کیا ہوا"؟

"میں کہہ رہی ہوں مجھ سے نہیں ہو رہا۔" ریحام نے کہتے ساتھ اپنی جگہ چھوڑ دی۔ حذیفہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے کباب کو فرائی کرنا شروع کر چکا تھا۔

"تم چار سال اکیلے کیسے رہی ہو؟ تم سے اتنا سا کام تو ہو نہیں رہا۔" حذیفہ نے طنزیہ سر جھٹکا۔

"میں زیادہ تر باہر سے کھاتی تھی اور جب بھوک لگتی تھی اور پاس کوئی نہیں ہوتا تو خود ہی ہاتھ پاؤں چلانے پڑتے تھے۔" ریحام کو خود بھی نہیں معلوم تھا وہ کتنے سادہ الفاظ میں اسے اس کی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اہمیت بتا رہی تھی۔اسے خود بھی اندازہ نہیں تھا اس کا جواب پر حذیفہ نے اسے دیکھا، مگر اس کے چہرے پر وہی بے نیازی تھی۔

"تم عجیب ہو ریحام۔" حذیفہ نے بے اختیار اس کے اس کی بے نیازی دیکھ کر کہا۔

اور تم غریب۔۔"اب کوئی جواب تو دینا تھا نا۔

"ظاہر سی بات ہے امیر تو وہ لوگ ہیں جن کے نصیب میں ریحام مرزا کی محبت ہے۔" حذیفہ نے عام سے انداز میں کہا۔ مگر ریحام کو نہ جانے اس کے لہجے میں حسرت محسوس ہوئی۔وہ اس وقت سفید شلوار کرتے میں ملبوس، بازو کہنیاں وں تک موڑے، مہارت سے کباب فرائی کر رہا تھا۔چہرے پر ہمیشہ والی نرمی تھی۔

"کیوں مجھ میں ایسا خاص کیا ہے؟" ریحام نے عام سے انداز میں پوچھا۔جیسے تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو گئی ہو۔

"تم میں کچھ خاص نہیں ہے، مگر مجھے تم خاص لگتی ہو معاملہ سارا یہ ہے۔۔" حذیفہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر نرمی سے کہا ہے ریحام کے گال پہلی بار سرخ ہوئے حذیفہ نے اس کے گالوں کو دیکھتے ہوئے بھرپور انداز میں مسکرایا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ویسے تم لڑکوں کو یہ میٹھا کیوں اتنا پسند ہوتا ہے؟ ریحام اس کو ملک شیک کے لیے فروٹس نکالتا دیکھ کر بولی۔ بات بدلنے کے لیے بھی کچھ تو چاہیئے تھا۔

"پسند تو ہمیں میٹھا ہوتا ہے مگر محبت ہمیں تیکھی چیزوں سے ہو جاتی ہے۔" حذیفہ شرارت کے موڈ میں تھا ریحام کے گال ایک بار پھر سرخ ہوئے اور اس بار حذیفہ مسکرایا نہیں بلکہ کھل کر ہنسا۔ ریحام اب کچھ کہنے کے بجائے کچن سے ہی نکل گئی۔

ریحام اور حذیفہ کو جرمنی آئے مزید ایک ہفتہ گزر چکا تھا اور اس ہفتے میں ریحام نے حذیفہ کو مزید تنگ کیا تھا۔ وہ نارمل تھی مگر اپنے اندر انسکیورٹیز کا بھی کچھ نہیں کر سکتی تھی، شاید وہ حذیفہ کو آزما رہی تھی۔ اس کے دل میں آج بھی یہی خیال تھا کہ ہو سکتا ہے زندگی کے کسی مقام پر وہ اس سے تنگ پڑ جائے۔ ریحام جانتی تھی وہ ابھی تو نارمل ہے مگر جس طرح کا اس کا مزاج ہے طنز، لاپرواہ، بے نیاز، غصہ، ضد کوئی بھی اس سے جلدی اکتا جائے گا۔ حذیفہ کو جیسے ان تھا وہ کیا چاہ رہی ہے۔ اس لیے اس سے اکتانے یا شکایت کرنے کے بجائے الٹا اسے تنگ کرتا یا چھیڑتا۔

---

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

ریحام نے مندی مندی آنکھیں کھول کر چھت کو گھورا۔پھر گھڑی کی طرف نظریں گھمائیں تو صبح کے نو بج رہے تھ۔ے اس نے اپنی انکھیں مسلیں اور واش روم کی طرف فریش ہونے کے لیے چلی گئی۔فریش ہو کر باہر آئی تو آنکھیں گھما کر کمرے کا جائزہ لیا۔بیڈ کے علاوہ ہر چیز صاف ستھری تھی،کیونکہ وہاں ریحام سو رہی تھی۔ریحام کو نا جانے کیوں حذیفہ پر ترس آیا تو وہ بیڈ شیٹ درست کر کے کمرے سے باہر نکل آئی جہاں حذیفہ چھوٹے سے میز پر ناشتہ لگا رہا تھا۔

"گڈ مارننگ!"حذیفہ سید ھا ہوا تو ریحام کو آتے دیکھ کر مارننگ وش کی۔

"وعلیکم السلام!"ریحام نے مسکرا کر طنز کیا اس کے طنز پر حذیفہ نے دانت پیسے۔

"تم نے پھر یہ انڈا بنا لیا ہے؟"ریحام روز روز انڈا کھا کر بور ہو گئی تھی۔

"تو پھر آپ کی خدمت میں کیا پیش کروں ملکہ عالیہ؟"حذیفہ نے بھی مسکرا کر دانت کچکچائے۔

اب وہ بیچارہ اور کیا بناتا ایک تو وہ بنا رہا تھا اوپر سے میڈم کی نخرے۔

"جاؤ کیا یاد کرو گے،میں کھا لیتی ہوں اج کیونکہ رزق ضائع نہیں کرنا چاہیے۔"ریحام نے ایسے کہا جیسے حذیفہ کے سر پر بہت بڑا احسان کیا ہو۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"نوازش!" حذیفہ نے سینے پر ہاتھ باندھ کر سر خم کیا۔حذیفہ کے اس طرح کرنے پر ریحام نے مسکراہٹ دبائی۔

"ویسے میں کیا سوچ رہا تھا کہ آج ہم کہیں باہر چلتے ہیں۔ موسم کتنا اچھا ہے، جب سے یہاں آئے ہیں تم نے مجھے فری کا نوکر ہی سمجھ لیا ہے۔" حذیفہ نے آخر کار اپنی دلی بھڑاس نکالی۔

"مجھ سے شادی کا شوق بھی تمہیں ہی تھا، بھگتو اب۔" ریحام نے کندھے اچکاتے ہوئے چائے کا کپ ہونٹوں سے لگالیا۔

"آہ!" حذیفہ نے ٹھنڈی آہ بھری۔جب سے وہ لوگ یہاں آئے تھے تب سے بس یہی جملہ سننے کو مل رہا تھا۔

(بھگت ہی رہا ہوں۔) وہ منہ ہی منہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا۔

"چلیں پھر؟" حذیفہ نے اس کی توجہ پچھلے سوال پر کروائی۔

"ہاں چلتے ہیں میں خود بھی بور ہو گئی ہوں۔" ریحام نے آرام سے حامی بھری تو حذیفہ نے گہری سانس خارج کی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

جرمنی میں شام اتر آئی تھی۔اس وقت ریحام اور حذیفہ دونوں باہر جانے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔موسم ہلکا ٹھنڈا تھا، مگر برف باری والا موسم نہیں تھا۔لہذا ہلکے گرم کپڑے کافی تھے۔

ریحام سیاہ جینز پر سفید شرٹ اور اس کے اوپر سیاہ جیکٹ زیب تن کیے ہوئے تھی۔جبکہ چہرے پر ہلکا میک اپ اور پیروں میں سفید جوگرز،وہ اچھی خاصی دراز قد تھی۔حذیفہ کے کندھے سے ذرا اوپر آتی تھی۔آج ریحام نے اپنے بھورے بالوں کو کھلا چھوڑنے کا سوچا تھا۔حذیفہ اس وقت نیلی جینز پر سفید شرٹ اور اوپر کالی ہی جیکٹ زیبتن کیے ہوئے تھا۔جبکہ بھورے بال ماتھے پر بکھرے پڑے تھے۔بھوری پر کشش آنکھیں ہمیشہ کی طرح چمک رہی تھیں۔

ریحام جو بالوں سے الجھ رہی تھی اسے واش روم سے نکلتے دیکھ کر بغور اس کے حلیے کا جائزہ لیا۔

"چلیں؟"حذیفہ نے گھڑی پہنتے ہوئے مصروف انداز میں نظریں اٹھائیں۔مگر وہ پلک جھپک نہ سکا منظر ہی اس قدر دلکش تھا۔ریحام اپنے بھورے بالوں کو سٹریٹ کر کے انہیں برش کر رہی تھی۔بال بار بار اس کے چہرے پر آتے اسے بے چین کر رہے تھے،بے چین تو حذیفہ کا دل بھی ہو گیا تھا۔ریحام کے بال تو سلجھتے جا رہے تھے، مگر حذیفہ کا دل الجھتا جا رہا تھا۔بھورے بالوں میں اس کا چمکتا چہرہ، گہری رات میں چاند کا منظر پیش کر رہا تھا۔منظر کافی دلکش تھا یا بس حذیفہ کو ہی ایسا لگ رہا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"چلیں؟"ریحام نے اپنا فون اٹھاتے ہوئے مصروف انداز میں کہا، وہ اس کو خود کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا محسوس کر چکی تھی. اسی لیے خود کو کنفیوز ہونے سے بچانے کے لیے مصروف ظاہر کیا۔

ہاں چلو۔۔ریحام کے پکانے پر حذیفہ ہڑبڑا کر ہوش میں آیا۔اب وہ دونوں اب آگے پیچھے باہر کی طرف نکل رہے تھے۔

جرمنی کی سڑکیں اور آج کا حسین موسم دونوں چیزوں نے مزہ دوگنا کر دیا تھا۔اس وقت وہ دونوں جرمنی کی سڑکوں پر چہل قدمی کرتے آئس کریم سے لطف اندوز ہو رہے تھے اور ساتھ ساتھ ہلکی ہلکی گپ شپ بھی جاری تھی۔

"ویسے میں سوچ رہی تھی کہ یہاں سے جانے کے ایک ہفتے بعد آفس جوائن کروں۔"ریحام نے آئس کریم کھاتے ہوئے کہا مگر اسے لگا جیسے حذیفہ نے اس کی بات نہیں سنی۔

ریحام نے چہرہ اٹھا کر حذیفہ کو دیکھا تو وہ سامنے کسی چیز کو دیکھنے میں محو تھا۔ریحام نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا۔وہ ایک فیمیل ڈاکٹر تھی۔جو اپنا کوٹ سنبھالتے ہوئے ائس کریم سے لطف اندوز ہو رہی تھی۔حذیفہ کی نظر اس لڑکی پر محسوس کر کہ ریحام کا دل جل کر خاک ہوا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس نے دوبارہ سے حذیفہ کے طرف دیکھا وہ ابھی بھی وہیں دیکھ رہا تھا۔ ریحام کا جلن کے مارے خون ابلنے لگا۔ حذیفہ کو اس لڑکی کو دیکھنے میں اتنا محو دیکھ کر ریحام نے ٹیکسی روکی۔ عین اس وقت لڑکی حذیفہ کی نظروں سے اوجھل ہوئی تو حذیفہ ہوش میں آتے ریحام کو دیکھنے کے لیے نظر ادھر ادھر دوڑائیں۔ وہ ٹیکسی سوار ہو رہی تھی مگر کیوں؟ اس کے بغیر کیوں؟ اچانک سے حذیفہ کے ذہن میں دو منٹ پہلے کا منظر ابھرا جب وہ اس سے بات کر رہی تھی۔ مگر حذیفہ نے توجہ نہیں دی۔

"اف!" حذیفہ نے خود کو کوسا۔ اس سے پہلے کہ وہ ٹیکسی کو روکتا۔ ٹیکسی تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ پیچھے حذیفہ نے ضبط سے آنکھیں میچیں۔

"اف کتنا اچھا موڈ تھا اس کا، پتہ نہیں وہ اس کے بارے میں کیا سوچ رہی ہو گی"۔

ٹیکسی بلڈنگ کے باہر آ کر رکی۔ ریحام نے غصے سے ہانپتے ہوئے ڈرائیور کو پیسے پکڑائے اور گاڑی سے باہر نکل آئی۔ دل تو چاہا سارا غصہ گاڑی کے دروازے پر اتار دے مگر پھر چپ چاپ تمیز سے دروازہ بند کر کے اپارٹمنٹ کی طرف بڑھ گئی۔ اپارٹمنٹ کے دروازے پر جا کر یاد آیا

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کہ چابی تو حذیفہ کے پاس ہے۔ ریحام نے غصے سے لب بھینچ لیے۔ آنکھوں کے آگے پھر سے وہ منظر لہرایا جب حذیفہ اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔

"کمینہ!" بے اختیار اس کے منہ سے نکلا۔

)شرم کر شوہر ہے تیرا) دل سے آواز آئی۔

"شوہر کو شرم نہ آئی بیوی کے سامنے کسی اور کو گھورتے؟" دماغ نے فوراً دل کی بات کو رد کیا۔ تقریباً پانچ منٹ گزرنے کے بعد ریحام نے فون اٹھا کر حذیفہ کو کال ملائی۔

"کہاں ہو تم واپس انے کا ارادہ ہے یا سڑک پر رات گزارنے کا ارادہ ہے؟" (اس لڑکی کا دیدار کرتے کرتے) بڑی مشکل سے اس نے آدھا جملہ ضبط کر لیا۔

"میں بس پہنچ گیا ہوں لفٹ سے اوپر آرہا ہوں۔ حذیفہ نے تحمل سے جواب دیا۔ جانتا تھا وہ اس وقت غصے میں ہو گی۔ ریحام نے کچھ بھی کہنے کے بجائے فون کاٹ دیا حذیفہ اپارٹمنٹ کے دروازے پہ پہنچا تو ریحام یہاں سے وہاں چکر کاٹ رہی تھی۔ حذیفہ پر نظر پڑی تو اس نے غصے سے نگاہ پھیر لی۔ حذیفہ نے ترچھی نظروں سے ریحام کا لال بھبوکا چہرہ دیکھ۔ احذیفہ لاک کھول

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کراب سیدھا ہوا تھا کہ ریحام تیزی سے اندر کی طرف بڑھ گئی۔حذیفہ نے ایک بار پھر خود کو کوسا۔

ریحام کمرے میں داخل ہوئی تو آتے ساتھ غصے سے جیکٹ اتار کر بیڈ پر پٹک۔ی حذیفہ کمرے میں داخل ہوا تو ریحام کو غصے میں دیکھ کر اس کی طرف بڑھا۔

"ریحام وہ۔۔"حذیفہ کی باقی الفاظ اس کے منہ میں ہی رہ رہ گئے۔ریحام تیزی سے واش روم کی طرف بڑھ گئی اور دروازہ کھٹاک کی آواز سے بند کیا۔

"یار میں اس لڑکی کو نہیں دیکھ رہا تھا۔"ریحام کو باہر آتا دیکھ کر حذیفہ تیزی سے اس کی طرف لپکا اور وضاحت پیش کی۔ریحام آرام دے کپڑوں میں ملبوس اب صوفے کی طرف بڑھ رہی تھی۔

"کیا میں نے پوچھا؟"طنزیہ سوال۔

"نہیں مگر میں سچ میں اسے نہیں دیکھ رہا تھا۔"حذیفہ نے جیسے اسے ایک اور وضاحت پیش کرنی چاہی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"تو کیا پھر اس کی آئس کریم دیکھ رہے تھے؟" ریحام نے بظاہر طنزیہ مسکرا کر دانت پیسے۔

"ہیں؟ تمہیں میں اتنا بھوکا لگتا ہوں؟" حذیفہ نے حیرت اس کی شکل دیکھی جو اپنے بیچارے شوہر کو اتنا بھوکا سمجھ رہی تھی۔

"لگتے کیا ہو یقیناً ہو، یاد نہیں کس طرح بر گر پر تڑپ رہے تھے۔" ریحام نے کیا چن کر طنز کا تیر مارا۔

"اس وقت مجھے بھوک لگی تھی اور"۔۔

"ابھی بھی تمہیں بھوک لگی تھی؟" ریحام نے معصومیت سے آنکھیں ٹپٹپا کر پوچھا۔

حذیفہ کی ساری بے چینی کہیں دور جا سوئی۔اس کی آنکھیں ٹپٹپانا لگ ہی اتنا قاتل رہا تھا کہ وہ ہر چیز بھول گیا۔حذیفہ کو پھر سے کہیں اور گم ہوتو دیکھ کر ریحام غصے سے بیڈ کی طرف بڑھی۔

"یار اس کے ہاتھ میں آئس کریم کے علاوہ بھی تو ایک چیز تھی۔تم نے نہیں دیکھی تو میرا کیا قصور؟" حذیفہ نے بھی جیسے اب ریحام کو تنگ کرنے کا سوچا۔حذیفہ کے اس طرح پر ریحام کے چہرے پر ایک دم بے چین سی نظر آنے لگی، مگر وہ خود کو لاپرواہ ظاہر کرنے کے لیے فون اٹھا چکی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"میں ڈاکٹر بننا چاہتا تھا۔ نہیں بن سکا، اس لیے جب بھی کسی ڈاکٹر کو دیکھتا ہوں تو کہیں میرے اندر یہ خواہش چنگاری مارتی ہے۔" حذیفہ نے اسے خود سے لاپرواہ دیکھتے ہوئے کہا، بہت مشکل سے ریحام نارمل ہوئی تھی۔ وہ نہیں چاہتا وہ پھر سے پہلے جیسے ہی اپنے خول میں سمٹ جائے، اس لیے وضاحت پیش کی۔ اس کی بات سن کر ریحام نے سر اٹھایا۔ وہ مسکرا رہا تھا مگر نہ جانے کیوں ریحام کو یہ مسکراہٹ پھیکی سی لگی۔

"کیوں نہیں بنے؟" ریحام نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ ساری جلن اور بے چینی ایک دم دور جا سوئی۔ وہ اب ہلکی پھلکی ہو چکی تھی۔

"آ کر بتاتا ہوں۔ میں چینج کر لوں پہلے، بہت الجھن ہو رہی ہے ان کپڑوں میں اب،" حذیفہ کہتے ساتھ ریحام کی سنے بغیر واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ پیچھے سے ریحام نے غصے سے دانت کچکچائے۔

صبح سویرے کا وقت تھا۔ روشنیوں سے بھری صبح کا آغاز ہوا۔ آج ریحام نا جانے کیسے جلدی اٹھ گئی تھی۔ اس لیے بھوک کے مارے خود ہی کچن میں آگئی۔ حذیفہ ابھی تک سو رہا تھا۔ وہ اپنے اور حذیفہ دونوں کے لیے ناشتہ بنانے لگی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

رات کو حذیفہ اسے بتا چکا تھا کہ اس وقت دانیال خان کی نئی کمپنی اور کچھ جمیلہ ہاشم خان کا فورا سے ایک بڑی تعداد میں رقم اور گھر مانگنا (جس گھر میں وہ دنیا کو دکھانے کے لیے الگ رہتی تھیں اور رقم سوشل ورک کے لیے) جس کی وجہ سے دوسری کمپنی کی بھی شروعات ابھی نئی نئی تھی۔ لہذا اتنی بڑی رقم نکالی گئی تو کافی نقصان کا سامنا کرنا پڑا جس کی بنا پر حذیفہ کی میڈیکل اخراجات کو اٹھانا مشکل ہوتا۔ اس لیے حذیفہ نے اپنا دل مار لیا اور اپنی خواہش کو دل میں ہی دبا لیا۔ مگر خواہشات تو ہمارے دل میں ہمیشہ کہیں نہ کہیں آباد رہتی ہیں۔ بس ذرا سی چنگاری کی دیر لگنی ہوتی ہے۔ اس سب کو سن کر ریحام کو سن کر افسوس ہوا مگر پھر اس نے جان بوجھ کر اس لڑکی کو دیکھنے کا ذکر شروع کر دیا تاکہ حذیفہ کا دھیان بھٹک جائے اور پھر کھٹی میٹھی نوک جھوک میں نہ جانے کب ان کی آنکھ لگی۔ ریحام ایک ہی طرح کا ناشتہ کر کر کے بور ہو چکی تھی۔ لہذا آج اس نے کافی اور سینڈوچ بنانے کو ترجیح دی۔ ریحام ناشتہ لے کر کچن سے نکل رہی تھی کہ حذیفہ اسے ڈھونڈتے ڈھونڈتے کچن میں داخل ہوا۔

"زہ نصیب آج ہمارے کچن کو شرف بخشا گیا ہے۔" حذیفہ نے ریحام کو کچن سے نکلتا دیکھ کر تنگ کرنا اپنا فرض سمجھا۔

"چپ چاپ ناشتہ کرو۔" ریحام نے اس کے چھیڑنے پر کوئی اثر ہی نہیں لیا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"ویسے کیا بنا ہے ناشتے میں ؟آہاں سینڈوچ اور کافی ؟"حذیفہ نے کہتے ساتھ ناشتے کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا، مگر اس سے پہلے ایک ساتھ اسے تین چار چھینکیں آئیں۔حذیفہ کی ناک لال سرخ ہو گئی اس کو دیکھ کر ریحام کو ہنسی آئی۔

"لڑکیوں کی طرح تمہاری ناک سرخ ہو گئی ہے۔"ریحام پھر سے ہنسی۔

"تم تو بی بی گرل ہو۔ایک آئس کریم سے یہ حال ہے تمہارا۔"ریحام اب جان بوجھ کر اسے تنگ کر رہی تھی۔حذیفہ نے خفگی سے اس سے دیکھا۔

"اچھا چلو یہ لو کافی پیو تم بہتر محسوس کرو گے۔"ریحام نے کہتے ساتھ کافی کا کپ اس کی طرف بڑھایا، جس کو اس نے آنکھیں گھما کر پکڑ لیا۔

www.novelsclubb.com

دوپہر کے دو بج رہے تھے ریحام صوفے پر بیٹھی فون استعمال کر رہی تھی، جبکہ حذیفہ کمرے میں آرام کر رہا تھا۔اسے ہلکی سی ٹھنڈ لگ گئی تھی جس کی بنا پر اسے چھینکیں اور زکام ہو گیا تھا۔

ابھی ریحام فون میں ہی محو تھی کہ اچانک فون پر زینیا کا نمبر جگمگانے لگا۔ریحام کے چہرے پہ مسکراہٹ آئی ریحام اور زینیا کی اچھی خاصی دوستی ہو چکی تھی۔

"السلام علیکم !"ریحام نے کال اٹھاتے ساتھ سلام کیا

"وعلیکم السلام!" مجھے تم سے بات کرنی ہے زینیا جلد بازی میں بولی تو ریحام نے حیرت سے فون کو دیکھا۔

"ہاں کرو۔۔" ریحام نے ٹانگیں صوفے پر سیدھے کرتے ہوئے آرام سے کہا۔

میں نے بابا اور ماموں کو بات کرتے سنا ہے وہ میری زیان سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ میں اس سے شادی نہیں کرنا چاہتی ہوں۔ اس کے اس طرح کہنے پر ریحام الجھی

تو کیا تم کسی اور کو پسند کرتی ہو؟ ریحام نے محتاط الفاظ میں کہا

میں نہیں کرتی مگر تمہارا دیور کرتا ہے۔ نازینیا اس کی بات سن کر جھنجھلا کر کہا۔

ہیں؟ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟ تم جانتی ہو ایسا کچھ نہیں ہے۔ بس وہ دونوں اچھے دوست تھے اور اس لیے وہ اس کا دل نہیں توڑنا چاہتا تھا مگر وہ خود ہی دھوکے باز نکلی۔ تم خود سوچو ایک کیا ایک دھوکے باز لڑکی کو پسند کر سکتا ہے اس کے دل میں اس کے لیے کچھ نہیں ہے بلا وجہ اس بات کو مسئلہ نہیں بنا اور کوئی اور ویلڈ ریزن لاؤ۔۔ ریحام نے اسے تفصیلی جواب دیتے ہوئے اخر میں پھر سے پوچھا

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مگر پھر بھی یار (اگر وہ کبھی واپس اگئی تو) یہ خدشہ وہ اپنی زبان پر نہیں لا پا رہی تھی، مگر ریحام جیسے اس کے خدشوں کو سمجھ گئی تھی۔

پریشان مت ہو جیسے تم سوچ رہی ہو ویسے کچھ نہیں ہوگا۔ زیان بہت اچھا لڑکا ہے۔ تم یقیناً اس کے ساتھ خوش رہو گے۔ ریحام نے اس کے دل سے خدشوں کو نکالنا چاہا۔

"باقی تم سمجھدار ہو کوئی اور ضرور زبردستی نہیں ہے تم جیسے چاہتی ہو ویسے ہی ہوگا۔" ریحام نے اسے یہ بھی بتایا کہ وہ اپنے فیصلہ کرنے میں آزاد ہے۔

تو پھر میں ہاں کر دوں ؟ اتنی معصومیت سے سوال کیا گیا کہ رہے ہیں ہم کو ہنسی آگئی یقیناً وہ کنفیوز ہو رہی تھی۔

جیسے تمہاری مرضی ۔۔ ریحام نے کندھے اچکاتے فون بند کر دیا۔ ریحام مسکرائی، وہ جانتی تھی کہ زینیا کیا سننا چاہتی ہے۔ وہ صرف اپنے خدشوں کو دور کرنا چاہتی تھی ورنہ شاید کہیں زینیا خود بھی اندر سے یہی چاہتی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

زینیا سے بات کرنے کے دس منٹ بعد ریحام کمرے کی طرف بڑھی تاکہ حذیفہ کو دیکھ سکے۔

ریحام کمرے میں داخل ہوئی تو حذیفہ بیڈ کے دائیں جانب کمبل کندھوں تک اوڑھے کروٹ کے بل سو رہا تھا۔

حذیفہ اٹھ جاؤ اور ریحام حذیفہ کو سوتے دیکھ کر اس کی طرف بڑھی اور ساتھ ہی ہلکی اواز میں اسے جگانا چاہا

ریحام کے تین چار بار پکارنے پر بھی جب حذیفہ نے حرکت نہیں کی تو ریحام نے خود اس کے قریب چلی گئی تاکہ اسے جھنجوڑ سکے۔

"حذیفہ !" اسے ہاتھ لگاتے ہی ریحام کو اپنے ہاتھوں پر اس کے جسم کی حرارت محسوس ہوئی۔

اللہ اسے تو بخار ہو گیا ہے ریحام نے حذیفہ کے بازو سے ہاتھ ہٹا کر اس کا ماتھا چھوا۔

ریحام کو سمجھ نہ آیا کہ اب وہ کیا کرے سو اس نے پریشانی میں حذیفہ کو ہی جگانا شروع کر دیا۔

"حذیفہ !" ریحام نے پھر سے اسے جھنجوڑا۔

ریحام کی پکارنے پر حزیفہ نے مندی مندی آنکھیں کھولی تو رہام کو پر جھکا ہوا پایا۔

کیا ہوا ہے تمہیں بخار کیوں ہو رہا ہے ؟ ریحام نے پریشانی سے اس کا ماتھا اور گردن چھوئی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اسے خود کے لیے پریشان ہوتا دیکھ کر حذیفہ مسکرایا۔

کیا تمہیں میری فکر ہو رہی ہے حذیفہ نے مدھم آواز میں کہتے ریحام کا ہاتھ تھاما۔اس کی بات پر حیران ہو کر اس کی طرح دیکھنے لگی۔

کتنا فضول بولتے ہو تم ریحام نے حیرت سے نکلتے کہا۔

بالکل جیسے تم فضول طنز کرتی ہو۔حذیفہ نے کون سا دھار رکھنا سیکھا تھا۔

البتہ آواز ابھی بھی مدھم تھی۔بخار کی وجہ سے اس میں اتنی سکت ہی نہیں تھی کہ اونچا بول سکے۔

کیا تمہیں مجھ سے محبت ہو گئی ہے؟حذیفہ نے اس کے چہرے پہ پریشان کن تاثرات دیکھتے ہوئے اسے چھیڑا یا شاید اس کے اندر کی امید لفظوں کا روپ دھار چکی تھی۔

ریحام کچھ بول نہ سکی۔

کیا اسے اس شخص سے محبت تھی؟

)حذیفہ خان تو صرف محبت کیے جانے کے ہی قابل ہے۔)اس کے اپنے دل نے حذیفہ کے لیے گواہی دی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

مجھے لگتا ہے بخار تمہارے سر پر چڑھ گیا ہے۔ریحام نے طنز کرنا اپنا فرض سمجھا۔

تم بہت ظالم ہو، حذیفہ کے منہ سے بے اختیار پھسلا۔

بالکل میں نے تو ظلم کے پہاڑ توڑے ہیں نا تم پر؟ اگلا جواب بھی تیار تھا۔

تم مجھ سے محبت نہیں کرتی۔ کیا یہ ظلم نہیں؟ حذیفہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے سنجیدگی سے کہا۔ریحام نے اس کے چہرے کی سنجیدگی دیکھ کر خود کو کچھ کہنے کے لیے تیار کیا۔ مگر اس سے پہلے ہی وہ حذیفہ کے قریب بیڈ پر بیٹھ گئ، کیونکہ کھڑی کھڑی وہ تھک گئ تھی۔

جب میں تم سے کہتی ہوں کہ مجھے تم سے محبت نہیں تو اس کا مطلب الٹا ہوتا ہے۔ریحام نے بغیر جھجکے اعتراف کیا۔ گہری سیاہ آنکھیں بھوری آنکھوں کو ہی دیکھ رہی تھیں جن کی چمک بڑھ رہی تھی۔

لیکن کیا تم تمیز سے ایک دفعہ اعتراف نہیں کر سکتی؟ حذیفہ کے اس طرح کہنے پر ریحام کا قہقہہ چھوٹتے چھوٹتے رہ گیا۔

کیا تمہیں میری آنکھوں نے کبھی کوئی پیغام نہیں دیا۔ریحام نے بھنویں اچکا کر سوالیہ انداز سے پوچھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

تمہاری آنکھیں بھی تمہاری طرح ضدی ہیں۔کچھ پتہ نہیں لگنے دیتیں۔حذیفہ نے آنکھیں گھمائیں۔

حذیفہ خان سے کون محبت نہیں کرے گا؟ مجھے خود بھی علم نہیں مجھے تم سے کب محبت ہوئی؟ مگر میں ہمیشہ تمہاری عزت کرتی تھی اور آج بھی کرتی ہوں اور آئندہ بھی کروں گی۔تم جیسے شخص سے تو وہ عورت بھی محبت کر سکتی ہے جس کی زندگی میں کوئی پہلے آچکا ہو پھر میری زندگی میں تو تمہارے علاوہ کبھی کوئی ایا ہی نہیں تھا۔میں صرف اپنی انسکیورٹیز سے لڑ رہی تھی۔ان سے لڑتے لڑتے کب تم نے میرے دل کو فتح کیا، مجھے علم ہی نہیں ہوا تمہاری نرمی، محبت عزت اور خالص الفت نے خودبخود میرے دل کو فتح کرلیا۔ریحام کہہ رہی تھی، جبکہ حذیفہ کو لگا اس کے کانوں میں کوئی رس گھول رہا ہے۔بخار؟ کون سا بخار؟

چلو اب تمہاری باری! حذیفہ جو آنکھیں موندے اس کے الفاظ کے صحر میں کھویا ہوا تھا۔ریحام کے اس طرح کہنے پر حذیفہ حیرت سے اسے دیکھنے لگا.

یہاں کوئی گیم چل رہی ہے؟ جو پہلے تمہاری باری پھر میری باری، حذیفہ نے حیرت سے ریحام کو چھیڑا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

"چپ چاپ تمیز سے اظہار کرو ورنہ تمہارے بیمار ہونے کا لحاظ کیے بغیر اپارٹمنٹ تم سے صاف کرواؤں گی. "ریحام کے جھاڑ پلانے پر حذیفہ نے منہ ٹیڑھا کیا، مگر پھر ریحام کو خونخار نظروں سے دیکھتا پار کر منہ کھولا۔

مجھے صرف تم سے نہیں بلکہ تمہاری عادتوں سے بھی محبت ہے۔ تمہارا غصہ، حکم چلانا، ضدی انداز، نخرہ اور ہر بات پر طنز کرنا۔ مجھے اس سب سے بھی محبت ہے۔ حذیفہ خاموش ہوا تو ریحام کو دیکھا۔

ویسے لوگ صحیح کہتے ہیں. حذیفہ نے انکھوں میں شرارت لیے کہا۔

کیا کہتے ہیں؟ ریحام کے انداز میں تجسس تھا۔

یہی کہ وکیلوں پر یقین نہیں کرنا چاہیے۔ وہ ہمیشہ جھوٹ ہی بولتے ہیں۔ حذیفہ نے شرارت سے کہا تو ریحام چیخی۔

حذیفہ خان اس کے چھنے پر کھل کر مسکرایا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

اس دنیا میں سارا کھیل وقت کا ہے۔وقت نے جمیلہ کو موقع دیا تو وقت نے ہی جمیلہ کو اس کے کیے کی سزا دی۔ جمیلہ نے حسد کے چکر میں خود کو برباد کر لیا تھا۔شہریار مرزا کو سمجھ آگئی تھی کہ زبردستی کے رشتے نسلوں کو تباہ کر دیتے ہیں۔سب اپنی اپنی زندگی میں آگے بڑھ گئے تھے، مگر اسامہ نے اسے شادی سے کنارہ کر لیا تھا۔وہ نہیں چاہتا تھا پھر سے کوئی دوسری رکیہ اور شہریار جنم لیں مگر وہ خود بھی جانتا تھا یہ کنارہ وقتی ہے اگر زندگی میں کوئی اچھا جیون ساتھی ملے گا، تو وہ بھی زندگی میں آگے بڑھ جائے گا۔زخموں کو بھرنے میں وقت لگتا ہے اور یہ وقت بہت صبر آزما ہوتا ہے۔

ختم شد

www.novelsclubb.com

الحمدللہ ! اس کہانی کا اختتام دس ستمبر 2024 کو ہوا جاتا ہے۔میں نے اسے مئی 2024 میں لکھنا شروع کیا تھا۔تقریباً چار مہینے کی لگاتار محنت کے بعد میں اسے مکمل کر پائی ہوں۔میں اپنے دوستوں کی بہت شکر گزار ہوں جنہوں نے میرا حوصلہ بڑھایا، ورنہ نہ جانے میں سے مکمل کر پاتی بھی یا نہیں؟ یہاں پر ہر ایک کا نام لکھنا ذرا مشکل ہے، باقی میں اپنی ہمت تو سراہوں گی

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB

کیونکہ محنت تو میری خود کی ہی ہے اور سب سے بڑھ کر اللہ کا شکر ادا کروں گی جس نے مجھے اتنی ہمت صلاحیت دی۔

الحمدللہ!

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM FB/INSTA:NOVELSCLUBB